

عجیب و غریب



واقعات

مع

پیش کشی کنندہ انگریز مکتب

سینکڑوں مستند کتب سے دلچسپ
اور عجیب و غریب واقعات
جو دل کی دنیا بدلنے میں
اپنی مثال آپ ہیں



ادارہ تالیفات اشرفیہ

پتہ: فوارہ نستان (0322-6180738)

عبرث و نصیحت سے بھرپور دل کی دنیا بدلنے والے



عجیب و غریب

واقعات

مع پدائٹھ حیدر انجینئر عملیات

سینکڑوں مستند کتب سے دوران مطالعہ چنے ہوئے دلچسپ اور عجیب و غریب واقعات
جو دل کی دنیا بدلنے میں اپنی مثال آپ ہیں... علاوہ ان میں بے شمار دینی و دنیاوی
معلومات پر مشتمل سینکڑوں واقعات جن کا مطالعہ عملی جذبہ بیدار کرتا ہے...
اور موجودہ دور میں دین پر استقامت کی راہ ہموار کرتا ہے۔
عوام و خواص اور بچوں کی دینی تربیت کیلئے موثر واقعات کا جدید مجموعہ

جمع و ترتیب

قاری محمد اسحاق ملتان

مدیر ماہنامہ "حاصلِ سلام" ملتان

ادارۃ تالیفات اشرفیہ

چوک نوارہ نمستان 0322-6180738

حجیب و خیب

واقعات

جمع پبلشرز لیمیٹڈ انٹیکنہ عجیلہ

تاریخ اشاعت..... محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
ناشر..... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت..... شیر ربانی پرنٹنگ پریس، ملتان
جلد ساز..... الرحمن بک ہائڈنگ، ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قارئین سے گزارش

ادارہ کی حق الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ ہیک فوریہ کتب خانہ پاکستان

ادارہ اسلامیات..... انارکلی..... لاہور	ادارہ اشاعت..... اردو بازار..... کراچی
مکتبہ سید احمد شہید..... اردو بازار..... لاہور	قرآن کل..... کیمپلی ہیک..... راولپنڈی
مکتبہ رحمانیہ..... اردو بازار..... لاہور	مکتبہ دارالافتاح..... قصہ خوانی بازار..... پشاور
اسلامی کتاب گھر..... ضیاء الباقی سید..... راولپنڈی	مکتبہ اسلامیہ..... امین پور بازار..... فیصل آباد
اسلامک بک کمپنی..... امین پور بازار..... فیصل آباد	مستزکب خانہ..... قصہ خوانی بازار..... پشاور
مکتبہ رشیدیہ..... سرکی روڈ..... کوئٹہ	مکتبہ ماحدیہ..... سرکی روڈ..... کوئٹہ
مکتبہ الشیخ..... بہادر آباد..... کراچی	مکتبہ عمرہ روق..... شاہ فیصل کالونی..... کراچی
والی کتاب گھر..... گوجرانوالہ	مکتبہ نعمانیہ..... گوجرانوالہ
مکتبہ علیہ..... اکوڑہ خٹک	اسلامی کتاب گھر..... ایبٹ آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTRE)

319-321-31A LILWELL ROAD
BOLTON BLJ 3NE. (U.K.)

عرض مرتب ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں عجائب و غرائب میں دلچسپی ودیعت فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں بیان فرمودہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے عجائب و غرائب اور ان کے حالات آج بھی عبرت و نصیحت کا موقع ہیں اور ہر دور میں ہماری اصلاح کیلئے مؤثر مبلغ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلامی تاریخ کے واقعات زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ دوران مطالعہ ایسے دلچسپ اور عجیب و غریب واقعات بھی بکثرت سامنے آتے ہیں جو اپنی جگہ عجیب و غریب ہونے کے ساتھ ساتھ دل کی دنیا بدلنے اور اصلاح افروز ہونے میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ اور پیش بہادری و دنیاوی معلومات کا خزانہ ہیں سوائے واقعات کی نشاندہی ہوتی رہی تاوقتیکہ یہ جدید مجموعہ آپ کے سامنے کتابی شکل میں موجود ہے۔

ان شاء اللہ زیر نظر کتاب ظاہر و باطن کی اصلاح کیلئے ایک ایسا دلچسپ مجموعہ ہے جسے بڑوں کے علاوہ بچے بھی بڑے ذوق و شوق سے پڑھ کر بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں یہ کتاب عوام و خواص اور مبلغین و مقررین کیلئے بھی بہترین معاون ہے کہ کسی بھی بات کو سمجھانے کیلئے کسی مستند واقعہ کو بنیاد بنانا بڑا مفید ثابت ہوتا ہے جس سے سامعین کی دلچسپی بھی رہتی ہے اور بات بھی واضح انداز میں سمجھا جاتی ہے۔

اس کتاب میں درج واقعات کو کیف و اتفق کے اصول کے تحت جمع کیا گیا ہے اس لئے اہم واقعات میں تقدم و تاخير کا خیال نہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس جدید مجموعہ کو اپنے فضل و کرم سے شرف قبولیت نصیب فرمائے اور ہمیں اسلاف کے ان اصلاح افروز واقعات سے اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد اعلیٰ غفرلہ (واللہ)

صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۸ء

فہرست عنوانات

۱۹	عہد رسالت کا دلچسپ عجیب واقعہ
۲۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عجیب فیصلہ
۲۲	ایک مجاہد صحابی رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ
۲۳	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ
۲۴	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب اجتہاد
۲۵	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب مصلحانہ انداز
۲۶	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ایک اور عجیب واقعہ
۲۶	علوم دینیہ کی ترویج کا عجیب واقعہ
۲۷	امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے غنودہ کرم کا عجیب واقعہ
۲۹	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ایک عجیب کرامت
۳۰	ماں کے نافرمان کی عجیب سزا
۳۱	شیخ محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ
۳۳	اہل روم اور چین کی صنعت کا عجیب واقعہ
۳۴	علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حافظہ کا عجیب واقعہ
۳۵	حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عجیب طرز استدلال
۳۶	علامہ بنوری رحمہ اللہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ
۳۶	سعادت مندی کی چار علامتیں

۳۷	قیام پاکستان کا عجیب روح فرسا واقعہ
۳۸	ایک نام نہاد مفسر پر و فیر کا عجیب واقعہ
۳۹	دربار رسالت میں ایک والد کی عجیب فریاد کا واقعہ
۴۱	چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن کا عجیب واقعہ
۴۱	مرزا نیت سے توبہ کا عجیب واقعہ
۴۲	ختم نبوت کے لئے بیٹے کی قربانی کا عجیب واقعہ
۴۳	خاوند کی تابعداری کا عجیب واقعہ
۴۴	بے ادبی کا عبرت آموز عجیب واقعہ
۴۵	قاضی شریح رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ
۴۸	دریائے نیل کے نام خط کا عجیب واقعہ
۴۹	بے مثال سخاوت کا عجیب واقعہ
۵۰	مسواک کے بارے میں عبرت ناک عجیب واقعہ
۵۱	بسم اللہ کی برکت و تاثیر کا عجیب واقعہ
۵۱	ڈاڑھی سیاہ ہونے کا عجیب و غریب واقعہ
۵۲	تقویٰ کا عجیب واقعہ
۵۳	حیرت انگیز ایثار کا عجیب واقعہ
۵۴	حضرت جبریل علیہ السلام کی سرعت رفتار کا عجیب واقعہ
۵۵	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ
۵۶	خدمت خلق کا عجیب واقعہ
۵۷	ادائیگی زکوٰۃ کی برکت کا عجیب واقعہ
۵۸	ایک خلیفہ کی موت کا عجیب عبرت انگیز واقعہ
۵۹	امام ابو ذر رحمہ اللہ کے عجیب و غریب آخری لمحات

۶۰	شاہ جی عبداللہ شاہ دیوبندی کی عجیب و غریب ضیافت
۶۰	حکمت سے علاج کا عجیب واقعہ
۶۲	ایک بادشاہ کی موت کا عجیب واقعہ
۶۲	امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے صبر کا عجیب واقعہ
۶۳	عفت و عصمت کا عجیب واقعہ
۶۳	انصاف کا عجیب و غریب واقعہ
۶۶	دنیا کی عجیب مثال
۶۷	دو بھائیوں کی تکلیف کا عجیب واقعہ
۶۸	صبر کا عجیب و غریب واقعہ
۶۸	نامعلوم اور لاعلاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل
۶۹	ایک عجیب واقعہ..... تہمت کی عجیب عبرت اک نر
۷۱	بے دین کو دیندار بنانے کا ایک عجیب فاروقی نسخہ
۷۲	عذاب قبر کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ
۷۳	رومی سفیر کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب جواب
۷۴	حضرت ربیع بن عامر کا عجیب واقعہ
۷۵	حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سانپ کے ذریعے حفاظت کا عجیب واقعہ
۷۶	حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی عجیب کرامت
۷۷	اظہار محبت و تعلق کا عجیب واقعہ
۷۸	ایک ہزار جلدوں والی تفسیر
۷۹	شیر شاہ سوری کا عجیب واقعہ
۸۰	خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ایک عجیب واقعہ
۸۱	عقیقہ نو جوان کا عجیب واقعہ

۸۲	عبد اللہ بن زیاد کا عجیب و غریب حشر
۸۳	صدیوں پہلے پیشینگوئی کا عجیب واقعہ
۸۴	کتاب سنسکرت میں حکیم الامت تھانوی کا ذکر
۸۴	حکیم الامت حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادی
۸۵	حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کرام کا ذکر
۸۵	حکیم الامت قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا ذکر
۸۶	حکیم الامت سے اس واقعہ کا ذکر اور حضرت کا ارشاد
۸۷	فراست ایمانی کا عجیب واقعہ
۸۸	اخلاص کا عجیب واقعہ
۸۹	ختم نبوت کے عاشق کا عجیب واقعہ
۹۰	صبر و تحمل کا عجیب واقعہ..... ایک عجیب تاریخی واقعہ
۹۱	خدائی حفاظت کا عجیب واقعہ
۹۲	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اخلاق کریمانہ
۹۳	خلق عظیم کا ایک عجیب واقعہ
۹۴	ایک مجاہد کا عجیب واقعہ
۹۵	تاریخ کاسب سے بڑا عجیب جنازہ
۹۶	حفاظت خداوندی کا عجیب واقعہ..... قول کی پاسداری کا عجیب واقعہ
۹۷	حجر اسود کا عجیب تاریخی واقعہ
۹۹	صحابہ کی کرامت کا عجیب واقعہ
۱۰۰	یادگار ضیافت کا عجیب و غریب واقعہ
۱۰۲	غیرت مند ملکہ کا عجیب واقعہ
۱۰۳	امام ربیعہ الرائے رحمہ اللہ کے حصول علم کا عجیب واقعہ

۱۰۵	عورت کے مرد بن جانے کا عجیب و غریب واقعہ
۱۰۶	حضرت زبیر بن العوام کی تروتازہ لاش کا مشاہدہ
۱۰۸	شوق علم کا عجیب واقعہ..... مامون الرشید کی پیدائش کا عجیب واقعہ
۱۰۹	رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ
۱۱۰	عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عجیب واقعہ
۱۱۱	روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا عجیب واقعہ
۱۱۲	مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ
۱۱۲	ابن مبارک رحمہ اللہ کے استقبال کا عجیب واقعہ
۱۱۳	علامہ واقفی کے سوء حفظ کا عجیب و غریب واقعہ
۱۱۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب فیصلہ
۱۱۵	بسم اللہ پڑھنے پر والد کی مغفرت کا عجیب واقعہ
۱۱۵	قرآن مجید کی عظمت و حفاظت کا عجیب واقعہ
۱۱۸	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دھریہ سے عجیب گفتگو
۱۲۱	عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت
۱۲۲	اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا عجیب و غریب واقعہ
۱۲۲	جھگڑے کی نحوست کا عجیب واقعہ
۱۲۳	ایک دانا بچے کا عجیب واقعہ
۱۲۳	والدین کی خدمت پر انعام کا عجیب واقعہ
۱۲۵	مثالی صبر اور نبوی دعا کی برکت کا عجیب واقعہ
۱۲۵	کفایت شعاری کا عجیب واقعہ
۱۲۶	غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ
۱۲۷	خدا خونی اور معاملات کی صفائی کا عجیب واقعہ

۱۲۸	قرآن کریم کی برکت کا عجیب واقعہ
۱۲۹	ایمان افروز واقعہ
۱۳۱	ایک ملکہ کی عالی ظرفی کا عجیب واقعہ
۱۳۵	ادب و مغفرت کا عجیب واقعہ
۱۳۶	عاجزی کی برکت کا عجیب واقعہ
۱۳۷	حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا عجیب فیصلہ
۱۳۷	غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ
۱۳۹	ایک عجیب واقعہ..... سنت کی بے ادبی پر پکڑ کا عجیب واقعہ
۱۴۰	فضل خداوندی کا عجیب واقعہ
۱۴۱	ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت
۱۴۳	اخلاص و حسن اخلاق کا عجیب واقعہ
۱۴۵	زلزلوں کی عجیب تاریخ
۱۴۶	حصول علم کا عجیب واقعہ
۱۴۷	ایک عجیب نصیحت
۱۴۸	رشوت سے توبہ کا عجیب واقعہ
۱۴۹	ایک بیوہ کا عجیب جذبہ جہاد
۱۵۰	بے ادبی کا عبرت ناک عجیب واقعہ
۱۵۲	چار چوروں کا عجیب واقعہ
۱۵۳	علم دین کا عجیب واقعہ
۱۵۵	علم کا ایک عجیب واقعہ
۱۵۶	احتیاط کا عجیب واقعہ
۱۵۷	سفارش کا عجیب واقعہ..... حفظ قرآن کے عجیب و غریب واقعات

۱۵۸	امریکی معاشرت کا ایک عجیب پہلو
۱۵۸	عہد فاروقی کے ایک گورنر کا عجیب واقعہ
۱۶۰	حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ
۱۶۱	برکات نبوت کا عجیب واقعہ
۱۶۲	اہل حق کا عجیب انداز نصیحت
۱۶۳	اساتذہ کے احترام کا عجیب واقعہ
۱۶۵	باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ کا عجیب واقعہ
۱۶۶	بچوں کی تربیت کا عجیب انداز
۱۶۷	گستاخ رسول کو خدائی سزا کا عجیب واقعہ
۱۶۸	اکابر دیوبند کا عجیب واقعہ
۱۶۹	ایمان افروز عجیب واقعہ
۱۷۲	امام شافعی کا عجیب علمی سفر
۱۷۳	حصول علم کیلئے کوفہ کا سفر.... شہر کوفہ علم کا گہوارہ
۱۷۴	امام محمد رحمہ اللہ کی سخاوت.... دوبارہ مدینہ منورہ میں
۱۷۵	امام مالک رحمہ اللہ کی مثالی سخاوت
۱۷۶	حضرت مدنی رحمہ اللہ رحمہ اللہ کا عجیب حافظہ..... مادر زاد حافظہ لڑکی
۱۷۷	امام محمد رحمہ اللہ.... امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ
۱۷۸	زبیدہ خاتون کی سوبان دیاں..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری
۱۷۸	امام شافعی رحمہ اللہ کی متاثر کن تلاوت
۱۷۹	مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ کی خشیت کا عجیب واقعہ
۱۸۰	امام شافعی رحمہ اللہ... علامہ ابن حجر رحمہ اللہ
۱۸۱	حضرت قاری رحیم بخش قدس سرہ کے دادا کا عجیب واقعہ

۱۸۱	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سحر آفریں تلاوت
۱۸۲	حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عجیب تلاوت
۱۸۳	تعلیم اعتدال کا عجیب واقعہ
۱۸۳	قاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ
۱۸۵	قسم پوری کرنے کا عجیب واقعہ..... امام شافعی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت
۱۸۶	خدمت کی برکت کا عجیب واقعہ
۱۸۷	ایک نابینا کی تلاوت کا عجیب واقعہ
۱۸۷	شہزادے کے حفظ قرآن کا عجیب واقعہ
۱۸۸	قرآن کی برکت کا عجیب واقعہ
۱۸۹	فاتحہ سے علاج کا عجیب واقعہ
۱۸۹	زہر کے بے اثر ہونے کا عجیب واقعہ
۱۹۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ
۱۹۱	ایک عبرتناک عجیب واقعہ
۱۹۲	ایک دولت مند کا عجیب واقعہ..... شادی سے محروم لڑکی کا عجیب واقعہ
۱۹۶	حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ
۱۹۷	صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے اخلاص کا عجیب واقعہ
۱۹۷	جنگرا چھوڑنے کا عجیب واقعہ
۱۹۹	دو بیویوں میں انصاف کا عجیب واقعہ
۲۰۰	کفن چور کی سچی توبہ کا عجیب واقعہ
۲۰۰	وراثت تقسیم نہ کرنے کے انجام بد کا عجیب واقعہ
۲۰۳	ایک عجیب نصیحت بھرا خط
۲۰۵	ایک خاتون کا درد بھرا عجیب خط

۲۰۶	ایک عجیب سانحہ..... شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ کے ایثار کا عجیب واقعہ
۲۰۷	حضرت اولیس قرنی رحمہ اللہ علیہ کی کرامت
۲۰۸	حضرت فیصل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کیسے غیبی تحفہ
۲۰۸	حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی برکات
۲۰۹	مزدوری کی اجرت
۲۱۰	چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت
۲۱۱	عرسے سے گشودہ لڑکا گھر واپس آ گیا
۲۱۱	ایک ہندو منہت کے اسلام لانے کا واقعہ
۲۱۲	قصیدہ بردہ شریف کی وجہ تالیف
۲۱۳	دو ہندوؤں کے مشرف بہ ایمان ہونے کا واقعہ
۲۱۳	کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا
۲۱۵	امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات
۲۱۶	دست غیب سے کھانا پکھنے کا واقعہ
۲۱۷	دعا سے حزب البحر کی برکت کا واقعہ
۲۱۹	حضرت علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت
۲۱۹	لاش جلنے سے بچنا
۲۲۱	حضرت شہباز قلندر کی کرامت
۲۲۳	حضرت شیخ فتح بن علی موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے
۲۲۳	وصال کا عجیب و غریب واقعہ
۲۲۳	حضرت صوفی حمید الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
۲۲۳	کی دعا سے بارش ہو گئی
۲۲۴	اکسیر گھاس کو دریا میں پھینک دیا

۲۲۴	مثالی تاجر کی مثالی عجیب سخاوت
۲۲۵	ایک ہزار نہیں دس ہزار
۲۲۶	فیروز صاحب کی تجارت اور صداقت
۲۲۷	فیروز صاحب کے ابتدائی حالات
۲۲۸	فیروز صاحب کیلئے اللہ تعالیٰ کی امداد
۲۲۸	فیروز صاحب کی صفائی معاملات کی برکت
۲۲۹	فیروزہ صاحب کا تقسیم زکوٰۃ کیلئے انوکھا طریقہ
۲۳۰	فیروز صاحب کا دوست کے ساتھ مثالی تعاون
۲۳۰	ایک عورت کا خوف خدا اور اللہ تعالیٰ کی مدد
۲۳۲	عجیب واقعہ
۲۳۳	سرکشوانا منظور
۲۳۶	بیٹے کے قاتل کو پناہ
۲۳۷	ختم نبوت زندہ باد.... خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ
۲۳۷	جنت میں چھ چیزیں نہ ہوں گی
۲۳۸	بد اخلاق کے کان میں اذان دینا.... کیلیفورنیا میں چوری کا عجیب واقعہ
۲۳۸	حضرت عبداللہ بن سلام کا عجیب خواب اور اس کی تعبیر
۲۳۹	عجیب معلومات
۲۳۹	جنت کی چادر اوڑھنے کا نبوی نسخہ
۲۴۰	صلہ رحمی کا ایک عجیب قصہ
۲۴۰	تسخیر دنیا کا نسخہ
۲۴۱	مفتی اعظم حضرت محمد شفیع رحمہ اللہ کا ایک واقعہ
۲۴۱	لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں

۲۳۲	بری موت سے بچنے کا ایک نبوی نسخہ
۲۳۲	مفت شکر پر ایک عجیب واقعہ
۲۳۳	ایک بہر و بیا کا عجیب واقعہ
۲۳۵	دل کی اصلاح کا تیر بہدف عجیب نسخہ
۲۳۵	ایک لالچی کا عجیب قصہ
۲۳۶	امتحان و فیرہ میں کامیابی کیلئے بحرب عمل
۲۳۶	ذہن اور حافظہ کے لئے
۲۳۶	قرآن کی دو آیتیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمن نے لکھ دیا تھا
۲۳۷	کسی زمانہ مجبور کی کٹھلی جیسے گیموں کے دانے ہوتے تھے
۲۳۷	عہد کے قلم کی روشنائی اور شہیدوں کے خون کا وزن
۲۳۸	برقان کا روحانی علاج
۲۳۸	موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ
۲۳۸	پرانے ہوں تو ایسے ہوں
۲۳۸	بد بختی کی چار عداوتیں
۲۳۹	ایک جیونٹی کی دعا سے سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا
۲۳۹	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر
۲۳۹	میدان جنگ میں شادی
۲۳۹	امیر خسرو کا بادشاہ کو عجیب جواب
۲۵۰	عجیب کیسیا نسخہ
۲۵۱	حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبہ شہادت
۲۵۱	مہاسب کا تحمل و برداشت

۲۵۲	حضرت خضاء رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبہ شہادت
۲۵۲	دو جھگڑنے والوں کو دیوار کی نصیحت (ایک عجیب واقعہ)
۲۵۳	اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں
۲۵۳	شیخ عدائی کی حق گوئی اور شہادت کا عجیب واقعہ
۲۵۳	شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ نے بادشاہ اکبر کو چھڑی سے پھانسی
۲۵۵	شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حاضر جوابی
۲۵۶	پہلو ان امام بخش کا عجیب قصہ
۲۵۶	شیطان انسان کی ناک میں رات گزارتا ہے
۲۵۷	سمندر میں گم شدہ سوئی دعا کی برکت سے مل گئی
۲۵۷	دو شریکوں کا عجیب قصہ
۲۵۸	ندیم کی رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سوئی مل گئی
۲۵۹	بسم اللہ الرحمن الرحیم کی عجیب و غریب فضیلت
۲۶۰	احمد بن بیلہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ
۲۶۱	ایک نوجوان صحابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب محبت
۲۶۲	حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عجیب حسن اخلاق
۲۶۳	چنگیز خان اور سکندر اعظم کی قبریں کہاں ہیں؟
۲۶۳	آسمان کی طرف سر اٹھا کر استغفار کیجئے اللہ تعالیٰ مسکرا کر معاف کر دیں گے
۲۶۳	حضرت نعمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ
۲۶۵	جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی
۲۶۶	حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ علیہ کی عجیب وصیت
۲۶۶	ایک رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا
۲۶۷	عجیب حافظہ..... ایمان کی آب و تاب

۲۶۹	ایک خاتون کا عجیب مقام
۲۶۹	ایک عاشق رسول کا عجیب و غریب واقعہ
۲۷۰	رکبیس کی ہمدردی
۲۷۰	ایک خاتون کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وفات
۲۷۱	ایک بچے کا عشق رسول قبر کی عجیب حقیقت کا انکشاف
۲۷۲	آج کا دن پھر بھی نہیں آئیگا
۲۷۲	استاد کی بے ادبی کا عبرتناک انجام
۲۷۳	ایک گناہگار کی توبہ کا عجیب واقعہ
۲۷۶	ایک بادشاہ کی موت کا واقعہ
۲۷۷	حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہم نصیحت
۲۷۸	بسم اللہ الرحمن الرحیم کی برکت
۲۷۹	ایک عجیب جانور
۲۸۰	نصیحت... ملی کے ذریعہ پیام رسائی
۲۸۰	جانوروں کو بھی اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے
۲۸۱	مومن اور کافر کی نیکی کا عجیب فرق
۲۸۲	عجیب انداز تبلیغ شاہ جی کا ایک عجیب واقعہ
۲۸۳	اجماع ملت کا عجیب واقعہ
۲۸۳	حکایت حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ کی عجیب توبہ
۲۸۴	بادشاہ کی رحم دل کا عجیب واقعہ
۲۸۵	قیصر روم کا اکلوتا بیٹا
۲۸۶	شہادت کے بعد سرتے تلاوت قرآن کی آواز
۲۸۶	عقل کی آنکھ سے دیکھنے والا بچہ
۲۸۷	شاہ ابن شجاع کرمانی کی بیٹی کا مثالی تقویٰ
۲۸۸	بیت اللہ کو جانے والا عجیب لڑکا

۲۸۹	عجیب بات..... ایک عجیب اللہ والی عورت کا بیٹا..... ایک عجیب عقل مند لڑکی
۲۹۰	ایک عقلمند رویدار خاتون... عجیب الحکمت فرشتہ
۲۹۱	جسے اللہ رکھے..... صرف تین دن میں حفظ قرآن مجید
۲۹۲	نیک محبت کے عجیب اثرات..... ماں کی بددعا کی قبولیت
۲۹۳	غیرت کا عجیب واقعہ
۲۹۴	ایک گھر کے گیارہ افراد کا انتقال
۲۹۵	حصولِ صحت کا عجیب واقعہ..... ایک عجیب نکاح
۲۹۵	حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا عجیب واقعہ
۲۹۶	ملکہ زبیدہ کی مغفرت کا عجیب واقعہ
۲۹۷	ایک عجیب ضیافت
۲۹۸	وقت کی قدر دانی کا ایک عجیب قصہ
۲۹۸	ایک دیہاتی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب سوال
۲۹۸	ترقی یافتہ قوم کا ایک عجیب واقعہ
۲۹۹	خیر القرون کا یادگار واقعہ
۳۰۰	دور فاروقی کا عجیب واقعہ
۳۰۱	مہمانوں کے اعزاز میں جنگل خالی کر دیا گیا
۳۰۳	فرزدق کی ہشام کے سامنے عجیب حق گوئی
۳۰۶	حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ
۳۰۷	سیدنا خلیفہ رضی اللہ عنہ (جنہیں فرشتوں نے غسل دیا)
۳۰۸	والد کا بیٹی کے نام عجیب نصیحت آموز خط
۳۱۰	ایک عجیب صابر و شاکر شخص
۳۱۱	ایک بچے کی خلیفہ معظمہ سے ملاقات
۳۱۲	شاہ مصر کی شاہ مصر کا عجیب خواب

۳۱۳	جلد آتھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے
۳۱۴	سیدہ کے احترام پر قاتل کی رہائی..... سلطان محمود غزنوی
۳۱۵	ایک عجیب واقعہ
۳۱۶	ایک انگلستانی خاتون کی حسرت..... دل کی تخلیق کا مقصد
۳۱۷	قوت حافظہ کا عجیب نسخہ
۳۱۸	رنگت کے فرق کی وجہ..... ایک عرب خاتون کا عجیب طرز گفتگو
۳۱۸	وضو کی اہمیت و برکت
۳۱۹	فضیلت ایسی کہ دشمن بھی گواہی دے
۳۲۰	زیارت کے بعد ناپینا ہونے کی تمنا
۳۲۱	سیدہ کے احترام پر قاتل کی رہائی
۳۲۲	ربنا اسم اعظم ہے
۳۲۳	رات کے وقت سورہ واقعہ..... ایک ہزار آیات پڑھنے کی فضیلت
۳۲۵	حقوق العباد کا عجیب واقعہ
۳۲۶	صحت کا عجیب نسخہ
۳۲۷	بھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ
۳۲۹	ہر قسم کے جادو سے نجات کا عمل
۳۳۱	حاجت برآری کیلئے عمل آیات سجدہ
۳۳۳	تمام پریشانیوں کیلئے مجرب قرآنی عمل



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عہد رسالت کا دلچسپ عجیب واقعہ

دوران سفر ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانا وغیرہ پکایا مگر خود کسی کام سے باہر تشریف لے گئے.... ایک صحابی کو بے تحاشہ بھوک لگی.... انہوں نے کھانے کے مگران سے کہا کہ بھائی! کم از کم مجھے ایک روٹی دے دو... مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے.... مجھ سے تو اٹھا بھی نہیں جاتا.... مگران نے کہا جب تک امیر نہیں آئیں گے اور ان کی اجازت نہیں ہوگی تو میں کھانا نہیں دوں گا....

انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ بھائی مجھ پر ضعف طاری ہو رہا ہے.... بھوک سا رہی ہے.... ایک آدھ روٹی دے دو.... کچھ سہارا ہو جائے گا.... انہوں نے پھر انکار کیا اور ان کو روٹی نہیں دی تو صحابیہ جیسے مقدس تھے ویسے ہی ان کے اندر خوش طبعی بھی ہوتی تھی۔ فرمایا اچھا میں تجھے سمجھوں گا نہ دے تو روٹی.... اسی حال میں بھوکے بیٹھے رہے.... کچھ دیر کے بعد جنگل کی طرف اٹھ کر چلے.... اچانک دیکھا کہ ایک دیہاتی اونٹ پر بیٹھا ہوا آ رہا ہے.... وہ گاؤں کا سردار تھا لباس سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی گاؤں کا بڑا آدمی ہے اور اچھی خاصی بڑی عمدہ اونٹنی پر سوار ہو کر آ رہا ہے.... ان صحابی نے کہا چودھری صاحب کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنا ہے کھیتی باڑی کے کام کے لئے....

انہوں نے کہا کہ میرے پاس غلام موجود ہے اور پانچ سو درہم میں بیچ سکتا ہوں.... چودھری صاحب نے کہا کہ پانچ سو درہم کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر غلام اچھا ہے.... انہوں نے کہا بہت سمجھ دار ہے.... معاملہ طے ہو گیا اور پانچ سو درہم لے کر اشارہ ان کی طرف کیا

جنہوں نے روٹی نہیں دی تھی کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اس کو جا کر پکڑ لو اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے دماغ میں تھوڑی سی سنک ہے.... جب کوئی پکڑنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں غلام کب ہوں؟

میں تو آزاد ہوں... اس کا خیال نہ کیجیو....

انہوں نے کہا کہ میں سمجھ گیا بعض کے دماغ میں خرابی ہو اسی کرتی ہے.... انہوں نے

مزید بھی کہا کہ چلائے گا بھی کہ میں غلام کب ہوں؟

میں تو حر ہوں.... آزاد ہوں.... اس کا بھی خیال نہ کیجیو.... یہ اس کی عادت ہے....

انہوں نے کہا میں سمجھ گیا.... چودھری صاحب نے جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ چل میرے ساتھ

.... اس نے کہا کہ کہاں چلوں؟ چودھری صاحب نے کہا کہ میرے گھر.... اس نے کہا کہ کیوں؟

کہنے لگا کہ میں نے تجھے خریدا ہے.... اس نے کہا کہ واللہ میں غلام نہیں ہوں....

میں تو آزاد ہوں اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تیری عادت یہی ہے.... اب یہ چارہ

ہے کہ میں آزاد ہوں... خر ہوں... مگر چودھری صاحب نے ایک نہ سنی.... چودھری

صاحب چونکہ طاقت ور تھے، زبردستی اٹھ کر اونٹ پر سوار کیا اور لے جانا شروع کیا اور

اس نے ہائے وائے شروع کی کہ مجھے غلام بنا دیا.... میں تو آزاد ہوں... اس نے کہا کہ

میں تیری ساری داستان سن چکا ہوں... تیری عادت یہی ہے....

ادھر سے صدیق اکبر چپے آ رہے تھے.... ان کو دیکھ کر وہ مسیبتی چلائے کہ امیر

المومنین! میرا تو ناطقہ بند کر دیا ہے اور مجھے غلام بنا دیا ہے اور یہ چودھری مجھے لئے جا رہا ہے

... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سبھی لوگ احترام کرتے تھے... چودھری سواری سے اترا اور

سام عرض کیا، حضرت نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میرا ساتھی ہے اسے تو کہاں لئے جا رہا ہے؟

کہنے لگا حضرت جی! میں نے تو اسے پانچ سو روپے میں خریدا ہے.... فرمایا کہ یہ غلام

نہیں... یہ آزاد ہے.... یہ کس نے بیچا ہے؟ اشارہ کیا کہ فداں صاحب نے بیچا ہے... میں

نے رقم بھی ان کو ہی دی ہے.... انہوں نے کہا تھا کہ غلام موجود ہے لے جاؤ!

حضرت صدیق اکبر سمجھ گئے کہ کسی نے مذاق کیا ہے ان کے ساتھ.... جب مذاق کرنے

والے صحابی واپس آئے تو انہوں نے آنکھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اب کھو کیا حال ہے؟

تُو نے مجھے روٹی سے عاجز کر رکھا تھا... اب بتا؟

جب صدیق ابرہیک پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے بھوک لگ رہی تھی میں نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ بھائی آدمی ہی روٹی دے دو کچھ سہارا ہو جائے گا... اسنے کہا کہ جب تک امیر نہیں آئیں گے میں نہیں دوں گا... تو میں نے بھی ایک مذاق کیا کہ اس کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا... تو حضرت صدیق اکبر بہت غصے... وہ پانچ سو درہم واپس کئے گئے جب اس کی گلو خلاصی ہوئی... یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرائے اور منہ پر رومال رکھ لیا... جب بھی اس واقعہ کا ذکر آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور منہ پر رومال رکھ لیتے... گویا یہ عجیب لطیفہ بن گیا... (مہاسر حکیم الاسلام)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عجیب فیصلہ

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ جاننے والے غلیّٰ تھے... ایک عورت حضرت غلیّٰ کے پاس آئی کہ آپ کے قاضی صاحب نے مجھے میراث میں ایک دینار دیا ہے... حالانکہ میرے بھائی نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے... حضرت غلیّٰ نے سوچا پھر اس خاتون سے آپ نے کچھ سوالات پوچھے کہ مرحوم بھائی کی دو بیٹیاں بھی ہیں... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 2/3 وہ لے گئیں... یعنی چھ سو میں سے چار سو دینار پھر پوچھا کہ مرحوم کی ماں بھی زندہ ہیں... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/6 وہ لے گئی... یعنی چھ سو میں سے ایک سو پھر پوچھا کہ مرحوم کی بیوی بھی زندہ ہے... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/8 وہ لے گئی... یعنی چھ سو میں سے 75 دینار پھر پوچھا کہ بی بی کیا تمہارے بارہ بھائی بھی ہیں... اس نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 24 دینار وہ لے گئے تو آپ کا ایک دینار بنتا ہے اور قاضی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے... (الطریق النکب)

ایک مجاہد صحابی رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ

دمشق شہر میں ایک مسلمان بچی اکیلی گھر میں رہتی تھی.... ایک طرف اس کا پڑوسی حضرت عبداللہ بن سبرہ دمشقی تھے اور دوسری طرف ایک یہودی طبیب کا مکان تھا.... وہ طبیب اس مسلمان بچی کو تنگ کرنا تھا اور اس کی عزت کے پیچھے پڑا ہوا تھا.... ایک دن لڑکی نے تنگ آ کر کہا کہ او خبیث! تجھے شرم نہیں آتی.... کاش میرا پڑوسی حضرت عبداللہ بن سبرہ دمشقی ہوتے تو تم یہ حرکت نہ کرتے.... ادھر وہ صحابی آرمینیا اور آذر بائجان میں جہاد کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے.... اللہ پاک کی شان دیکھیں.... اس کو الہام ہوا یا خواب دیکھا کہ میری پڑوسن وہ مسلمان بچی مجھے یاد کر رہی ہے.... اور اس کی عزت خطرے میں ہے دمشق سے ہزاروں میل دور تھے.... وہاں سے گھوڑے پر بیٹھ گئے.... مہینوں کا سفر طے کر دیا بالآخر ایک رات وہ دمشق پہنچ ہی گئے اپنے گھر میں نہیں گئے.... بلکہ سیدھے اس مسلمان بچی کے گھر پر گئے.... دروازے پر دستک دی وہ نکلی فرمایا کہ بیٹی! مجھے پہچان لیا... کہا جی یقیناً پہچان لیا آپ میرے پڑوسی حضرت عبداللہ ہی تو ہیں.... فرمایا بیٹی آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا؟

کہا یقیناً یاد کیا تھا.... کہ یہ میرا پڑوسی یہودی طبیب مجھے تنگ کر رہا ہے میری عزت کے پیچھے پڑا ہوا ہے.... فرمایا خدا کی قسم! میں آرمینیا سے صرف آپ کی عزت پہچانے کی خاطر آیا ہوں.... تم جاؤ اس طبیب کو اپنے گھر میں بلاؤ.... حضرت عبداللہ لڑکی کے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے.... وہ یہودی ناچتا ہوا آ رہا تھا کہ آج تو خود لڑکی بلائے آئی ہے.... حضرت عبداللہ نے اس یہودی کو پکڑ لیا اور قتل کر دیا اس کی لاش باہر پھینک دی.... اور گھوڑے کو نکالا جب گھوڑے پر بیٹھ گئے تو بچی نے پوچھا حضرت کدھر جا رہے ہیں.... ساتھ میں آپ کا مکان ہے.... رات بچوں کے ہاں گزار لیں کل پرسوں واپس چلے جائیں گے.... فرمایا کہ بیٹی جس مقصد کیلئے آیا تھا الحمد للہ وہ مقصد پورا ہو گیا.... ابھی میں واپس محاذ پر جا رہا ہوں.... ان شاء اللہ بچوں کو ملنے کیلئے پھر کسی وقت آؤں گا.... میرے ثواب میں فرق آجائے گا.... اور پھر آرمینیا واپس چلے گئے.... بچوں تک کو نہیں ملے.... (الاصافی تمیز الصحاب)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ شام کے ایک قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔۔۔ قلعہ کے لوگ محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے۔۔۔ وہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جائے۔۔۔

لہذا ان لوگوں نے قلعے کے سردار کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صلح کی بات چیت کے لئے بھیجا۔۔۔ چنانچہ ان کا سردار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا۔۔۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پھوٹی سی شیشی ہے۔۔۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ یہ شیشی میں کیا ہے اور کیوں لے کر آئے ہو؟

اس نے جواب دیا کہ اس شیشی میں زہر بھرا ہوا ہے اور یہ سوچ کر آیا ہوں کہ اگر آپ سے صلح کی بات چیت کامیاب ہوگئی تو ٹھیک۔۔۔ اور اگر بات چیت ناکام ہوگئی اور صلح نہ ہو سکی تو ناکامی کا منہ لے کر اپنی قوم کے پاس واپس نہیں جاؤں گا بلکہ یہ زہر پی کر خودکشی کر لوں گا۔۔۔ تمام صحابہ کرام کا اصل کام تو لوگوں کو دین کی دعوت دینا ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اس کو اس وقت دین کی دعوت دینے کا اچھا موقع ہے۔۔۔ چنانچہ انہوں نے اس سردار سے پوچھا: کیا تمہیں اس زہر پر اتنا بھروسہ ہے کہ جیسے ہی تم یہ زہر پیو گے تو فوراً موت واقع ہو جائے گی؟

اس سردار نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس پر بھروسہ ہے۔۔۔ اس لئے کہ یہ ایسا سخت زہر ہے کہ اس کے بارے میں معلمین کا کہنا یہ ہے کہ آج تک کوئی شخص اس زہر کا ذائقہ نہیں بتا سکا۔۔۔ کیونکہ جیسے ہی کوئی شخص یہ زہر کھاتا ہے تو فوراً اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔۔۔ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ اس کا ذائقہ بتا سکے۔۔۔ اس وجہ سے مجھے یقین ہے کہ اگر میں اس کو پی لوں گا تو فوراً مر جاؤں گا۔۔۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سردار سے کہا کہ یہ زہر کی شیشی جس پر تمہیں اتنا یقین ہے۔۔۔ یہ ذرا مجھے دو۔۔۔ اس نے وہ شیشی آپ کو دے دی۔۔۔ آپ نے وہ

شیشی اپنے ہاتھ میں لی اور پھر فرمایا کہ اس کائنات کی کسی چیز میں کوئی تاثیر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اندر اثر نہ پیدا فرمادیں.... میں اللہ کا نام لے کر اور یہ دعا پڑھ کر بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم (اس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی.... نہ آسمان میں اور نہ زمین میں.... وہی سننے اور جاننے والا ہے) میں اس زہر کو پیتا ہوں.... آپ دیکھنا کہ مجھے موت آتی ہے یا نہیں.... اس سردار نے کہا کہ جناب! یہ آپ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں.... یہ زہر تو اتنا سخت ہے کہ اگر انسان تھوڑا سا بھی منہ میں ڈال لے تو ختم ہو جاتا ہے اور آپ نے پوری شیشی پینے کا ارادہ کر لیا.... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان شاء اللہ مجھے کچھ نہیں ہوگا.... چنانچہ دعا پڑھ کر وہ زہر کی پوری شیشی پی گئے.... اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانا تھا.... اس سردار نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری شیشی پی گئے لیکن ان پر موت کے کوئی آثار نظر نہیں ہوئے.... وہ سردار یہ کرشمہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا.. (اصلاحی خطبات ج ۱۰)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب اجتہاد

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے ایک عالم نے دریافت کیا کہ آپ کو کبھی اپنے کسی اجتہاد پر افسوس اور پشیمانی بھی ہوئی ہے فرمایا کہ ہاں ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ایک حامد عورت مرگئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے کیا کرنا چاہئے؟ میں نے ان سے کہا... عورت کا شکم چاک کر کے بچہ کو نکال دیا جائے لیکن بعد میں مجھے اپنے اجتہاد پر افسوس ہوا کیونکہ بچے کے زندہ نکلنے کا تو مجھے علم نہیں.... تاہم ایک مردہ عورت کو تکلیف دینے کے فتویٰ پر مجھے افسوس رہا.... پوچھنے والے عالم نے کہا کہ یہ اجتہاد تو قابل افسوس نہیں بلکہ اس میں تو اللہ کا فضل شامل رہا... کیونکہ آپ کے اس اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچنے والا وہ بچہ میں ہی ہوں.. (مدائق الحنفیہ)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب مصلحانہ انداز

کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہودی کہتا تھا اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وجاہت تو سارے کوفہ میں تھی ہر دشمن اور دوست عزت کرتا تھا اور جو بڑا آدمی صاحب اخلاق بھی ہو اور صاحب علم و فضل بھی ہو تو تمام طبقے کے لوگ اس کا احترام کیا کرتے ہیں وہ اپنے اخلاق اور اپنے اعمال کی بنا پر سب کے نزدیک محترم ہوتا ہے تو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اس شخص کے پاس گئے اس نے پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہنے لگے ایک رشتے کا پیغام لے کر آیا ہوں.... جناب کی صاحبزادی کے رشتے کا پیغام لے کر آیا ہوں.... وہ بہت خوش ہوا.... لڑکے کے بارے میں بتایا کہ لڑکا بہت اچھا ہے.... برسر روزگار ہے.... علامہ ہے.... وغیرہ وغیرہ اور دنیا میں جو وجاہت کی چیزیں رائج ہیں ساری گنوا دیں.... وہ آدمی کہنے لگا بہت اچھا! منظور ہے.... حضرت فرمانے لگے کہ بھئی میں نے اس کے ہنر بتا دیئے ہیں تھوڑے سے عیب بھی بتا دیئے چائیں تاکہ دھوکہ نہ ہو.... تھوڑا سا اس میں عیب بھی ہے کہ وہ لڑکا یہودی ہے.... یہ سن کر اس کو تو آگ لگ گئی.... چہرہ سرخ ہو گیا.... کہنے لگا کاتنے بڑے امام ہو کر آپ مجھ سے مذاق کرنے کے لئے آئے ہیں؟ وہ بھی میری بیٹی کے معاملے میں! حضرت امام صاحب برا فروختہ نہیں ہوئے.... بلکہ نہایت متانت سے فرمانے لگے کیوں کیا بات ہے؟

یہ برا فروختہ ہونے کی چیز ہے؟

میں نے تو سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو دو بیٹیاں دی تھیں اب اس شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس نے ہاتھ جوڑے اور کہا آئندہ میں توبہ کرتا ہوں حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا بس یہی مسئلہ سمجھانے کے لئے آیا تھا.... تیری بیٹی کے لئے اگر میں یہودی کا رشتہ لاؤں تو تو مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو جائے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے شوہر کو کوئی یہودی کہہ دے تو وہ واجب القتل نہیں؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ایک اور عجیب واقعہ

ایک شخص مال و فن کر کے جگہ بھول گیا.... اپنی مشکل کے حل کیلئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس پہنچا.... آپ نے فرمایا: یہ کوئی فقہی مسئلہ تو نہیں کہ میں تمہیں کوئی حیلہ بتا دوں.... اچھا تم آج ساری رات نماز میں گزارنا.... چوتھائی رات ہی نماز میں گزری تھی کہ اسے جگہ یاد آ گئی اور مال نکال لایا.... صبح امام صاحب سے ذکر کیا تو فرمایا: کہ میں نے یہ اس خیال سے کہا تھا کہ شیطان تمہیں رات بھر عبادت کی مہلت نہیں دے گا اور جگہ یاد دلا دے گا لیکن تمہیں چاہئے تھا کہ باقی رات شکر کے طور پر نماز پڑھتے....

علوم دینیہ کی ترویج کا عجیب واقعہ

محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی شمس الامۃ سرخسی کے نام سے مشہور ہیں بچہ خلیفہ القادر باللہ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے.... بڑے حق گو اور حریت پسند تھے کلمہ حق کہنے میں کسی کا خوف نہ کرتے تھے.... بادشاہ کو اس کے بعض نقائص سے آگاہ کیا.... اسے بتایا کہ رعب و داب اور طاقت کے زور سے رعایا خاموش تو ہو جاتی ہے مگر مطیع نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے دلوں پر حکومت ہو سکتی ہے.... رعایا کا دل صرف اسی طریق سے قابو کیا جاسکتا ہے کہ سختیاں دور کی جائیں.... ان کی فریاد اور چیخ و پکار سنی جائے اور ہر طرح افرار رعایا کی دلجوئی کی جائے..

بادشاہ ایسی آزادانہ گفتگو سننے کے بہت کم عادی ہوتے ہیں اس نے ناراض ہو کر شہر روز جند میں ایک پرانے کنوئیں کے اندر قید کر دیا.... آپ عرصہ تک وہاں قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوئیں پر آ کر آپ سے سبق پڑھتے رہے اور آپ جو کچھ کنوئیں کے اندر سے کہتے وہ اسے لکھتے جاتے... محبوبی کی حالت ہی میں چار پانچ ضخیم کتابیں تیار ہو گئیں....

آخر رہا ہوئے اور فرغانہ پہنچے... امیر فرغانہ نے بڑی عزت کی.... آپ کے تمام شاگرد بھی اسی جگہ آ گئے اور یہاں بھی درس فقہ و حدیث جاری ہو گیا.... آپ کی وفات بقول بعض ۴۹۰ھ اور بقول بعض ۵۰۰ھ میں ہوئی یہ زمانہ المستظہر باللہ کا تھا....

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے غفو و کرم کا عجیب واقعہ

امام صاحب ایک روز ظہر کی نماز کے بعد کمر تشریف لے گئے۔ بالا خانے پر آپ کا کمر تھا۔ جا کر آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گئے۔ اتنے میں کسی نے دروازے پر ٹپک دیا۔ آپ اندازہ کیجئے جو شخص ساری رات کا جاگا ہوا ہو۔ اور سارا دن مصروف رہا ہو۔ اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ ایسے وقت کوئی آجائے تو انسان کو کتنا ناگوار ہوتا ہے کہ یہ شخص بے وقت آ گیا۔ لیکن امام صاحب اٹھے۔ زینے سے نیچے اترے۔ دروازہ کھول تو دیکھا کہ ایک صاحب کھڑے ہیں۔ امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ کیسے آتا ہوا؟

اس نے کہا کہ ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے۔ دیکھئے اول تو امام صاحب جب مسائل بتانے کیلئے بیٹھے تھے۔ وہاں آ کر تو مسئلہ پوچھا نہیں اب بے وقت پریشان کرنے کیلئے یہاں آ گئے۔ لیکن اہم صاحب نے اس کو کچھ نہیں کہا۔ بلکہ فرمایا کہ اچھا بھائی۔ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟

اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں۔۔۔ جب میں آ رہا تھا تو اس وقت مجھے یاد تھا کہ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے۔ لیکن اب میں بھول گیا۔ یاد نہیں رہا کہ کیا مسئلہ پوچھا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اچھا جب یاد آ جائے تو پھر پوچھ لیتا۔ آپ نے اس کو برا بھلا نہیں کہا۔ نہ اس کو ڈانٹا ڈپٹا۔ بلکہ خاموشی سے واپس اوپر چلے گئے۔ ابھی جا کر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ آپ پھر اٹھ کر نیچے تشریف لائے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ مجھے یاد آ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا پوچھ لو۔۔۔ اس نے کہا

کہ ابھی تک تو یاد تھا مگر جب آپ آدمی میٹر می تک پہنچے تو میں وہ مسئلہ بھول گیا۔ اگر ایک عام آدمی ہوتا تو اس وقت تک اس کے اشتعال کا کیا عالم ہوتا مگر امام صاحب اپنے نفس کو مٹا چکے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا اچھا بھائی جب یاد آ جائے پوچھ لیتا۔ یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے۔ اور جا کر بستر پر لیٹ گئے۔ ابھی لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ پھر نیچے تشریف لائے۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ یاد آ گیا۔ امام صاحب نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟

اس نے کہا کہ یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے

کہ انسان کی نجاست (پاخاند) کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے یا میٹھا ہوتا ہے؟
(الحیاء باللہ.... یہ بھی کوئی مسئلہ ہے)

اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا.... اور وہ اب تک ضبط بھی کر رہا ہوتا.... تو اب اس سوال کے بعد تو اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو جاتا.... لیکن امام صاحب نے بہت اطمینان سے جواب دیا کہ اگر انسان کی نجاست تازہ ہو تو اس میں کچھ مٹھاس ہوتی ہے اور اگر سوکھ جائے تو کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے.... پھر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا آپ نے چکھ کر دیکھا ہے؟

(الحیاء باللہ) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم چکھ کر حاصل نہیں کیا جاتا.... بلکہ بعض چیزوں کا علم عقل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہ نجاست پر کبھی بیٹھتی ہے خشک پر نہیں بیٹھتی۔ اس سے پتہ چلا کہ دونوں میں فرق ہے ورنہ کبھی دونوں پر بیٹھتی....

جب امام صاحب نے یہ جواب دے دیا تو اس شخص نے کہا.... امام صاحب! میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں.... مجھے معاف کیجئے گا کہ میں نے آپ کو بہت ستایا.... لیکن آج آپ نے مجھے ہرادی.... امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے کیسے ہرادی؟

اس شخص نے کہا کہ ایک دوست سے میری بحث ہو رہی تھی.... میرا کہنا یہ تھا کہ حضرت غیاث ثوری رحمۃ اللہ علیہ عام کے اندر سب سے زیادہ بردبار ہیں.... اور وہ غصہ نہ کرنے والے بزرگ ہیں اور میرے دوست کا یہ کہنا تھا کہ سب سے بردبار اور غصہ نہ کرنے والے بزرگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ہم دونوں کے درمیان بحث ہو گئی.... اور اب ہم نے جانچنے کے لئے یہ طریقہ سوچا تھا کہ میں اس وقت آپ کے گھر پر آؤں جو آپ کے آرام کا وقت ہوتا ہے اور اس طرح دو تیس مرتبہ آپ کو اوپر نیچے دوڑاؤں اور پھر آپ سے ایسا ہے ہو وہ سول کروں اور یہ دیکھوں کہ آپ غصہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

میں نے کہا کہ اگر غصہ ہو گئے تو میں جیت جاؤں گا اور اگر غصہ نہ ہوئے تو تم جیت گئے.... لیکن آج آپ نے مجھے ہرادی.... اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس روئے زمین پر ایسا حلیم انسان جس کو غصہ چھو کر بھی نہ گزرا ہو.... آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دیکھا....

اس سے اندازہ لگائیے کہ آپ کا کیا مقام تھا.... اس پر ملائکہ کو رشک نہ آئے تو کس پر آئے.... انہوں نے اپنے نفس کو بالکل مٹا ہی دیا تھا.... (اسلامی خطبات ج ۸)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ایک عجیب کرامت

سید الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ وہ تشریف لے جا رہے تھے.... دیکھا کہ کچھ نصاریٰ نے کچھ مسلمانوں کو پکڑ رکھا ہے اور ان کو یہ طنز و طعن کر رہے ہیں کہ ہمارے گرجا اور ان کی عمارتوں کو دیکھو تو نہایت مضبوط نہایت مستحکم... نہ دراڑ نہ شکاف نہ پھن اور تمہاری مسجدوں کو دیکھو تو نہایت کمزور کہیں شکاف ہے تو کہیں پھن ہے.. تو مسجدوں کے اندر تو یہ تخریر کی شان اور گر جا گھر کی کیفیت یہ ہے کہ نہایت مضبوط اور فلک بوس.... نہایت مستحکم اور قوی.... تو گو یا وہ لوگ اس طرح یہ حقانیت بتلا رہے ہیں اور طنز و طعن کر رہے تھے کہ ایسا کیوں ہے؟

اسنے میں حضرت پہنچ گئے.... آپ بڑے صاحب کرامت تھے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری مساجد میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور تمہاری گرجاؤں میں قرآن کی تلاوت نہیں ہوتی اور قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاهُ خَائِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ اور تھے صاحب کرامت.... اس آیت کو پڑھا اور گرجے کی جانب اشارہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گرجا کی پوری عمارت منہدم ہو کر نیچے آگئی اور فرمایا کہ قرآن کریم کی صحیح حقیقت کا انکشاف ہو جائے تو اس سے زیادہ مضبوط مستحکم عمارت بھی زمین بوس اور زمین دوز ہو جائے مگر حق یہ ہے کہ ہم ان حقیقتوں کو اپنے اندر نہیں اتارتے جیسے کسی شخص نے ایک عالم سے اشکال کیا تھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب جگہ ہوئی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوا اور موسیٰ علیہ السلام محفوظ رہے.. یہ ایک عجیب و غریب سوال کیا انہوں نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا فرمایا کہ دیکھو! جڈنگوں پر اگر بجلی گرے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے اور پیٹ جاتی ہے مگر خاص قسم کے تار بلڈنگوں پر لگا دیئے جاتے ہیں کہ اگر بجلی گرے تو وہ اسے جذب کر کے زمین میں اتار دیں اور اس عمارت کو محفوظ رکھیں تو جب بجلی ربانی ہوتی ہے تو استعداد اور قبولیت کا ایک خاص تار اور کنکشن موسیٰ علیہ السلام میں موجود تھا.... جس کے نتیجے میں صرف بے ہوشی کی نوبت آئی... اور پہاڑ میں استعداد کا تار اور کنکشن نہیں تھا تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام کو تو صرف نگاہ کا اور پہاڑ ہو گیا وکا... یعنی ریزہ ریزہ کہ اس کے

لکڑے لکڑے ہو گئے بہر حال کہنے کا غشا یہی ہے کہ قرآن کریم کی اس حقیقت کو حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق پر واضح فرمایا: اور دیکھئے ایک بات اور بھی ہے کہ اگر ہم عظمت کے ساتھ پڑھیں تو واقعہ ہماری زندگی بدل جائے.... (فیض ہمارا جلد اول)

ماں کے نافرمان کی عجیب سزا

”ضلع ملتان کے ایک گاؤں میں ماں بیٹے کا اکثر بیوی کی وجہ سے گھر میں جھگڑا رہتا تھا۔ ایک دن بیٹا اپنے کام سے شام کے وقت سوا چار بجے جب گھر آیا تو اسکی بیوی نے اپنی ساس کے متعلق شکایت کی کہ آج پھر مجھے آپ کی والدہ نے ناجائز تنگ کیا ہے اور برا بھلا کہا ہے.... خاوند نے روز روز کی اس لڑائی کو ختم کرنے کے لئے اپنی بیوی کی بات سننے کے بعد گھر میں جلتے ہوئے چولہے سے جھتی ہوئی لکڑی نکال کر اپنی ماں کو اس جھتی ہوئی لکڑی سے مارنا شروع کر دیا.... شام ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے تک بیٹا اپنی ماں کو اس جھتی ہوئی لکڑی سے مارتا رہا۔ والدہ مار کھاتی رہی اور یہ مدد عادی رہی کہ خدا تجھے بھی ایسی ہی جھتی لکڑی کا عذاب دے اور تو بھی ایسے ہی تڑپے جس طرح تو مجھے تڑپا رہا ہے.... بد دعائیں دیتی ماں فوت ہو گئی۔ اس وقت سے لے کر اب تک جب شام ساڑھے چار بجے کا وقت ہوتا ہے تو اس بیٹے کے جسم پر ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے شام تک کالے داغ اسی اسی جگہ بن جاتے ہیں جس جگہ پر اس بیٹے نے جھتی ہوئی لکڑی اپنی ماں کے جسم پر ماری تھی اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے.... ملتان کے نشتر ہسپتال میں برائے علاج اس کا والد اپنے اس نافرمان بیٹے کو داخل کراتا ہے تو ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے کیونکہ جب ساڑھے چار کا وقت ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کالے داغ بننے شروع ہو جاتے ہیں اور شام پانچ بجے تک تکلیف دہ صورت حال کے ساتھ درد قائم رہتا ہے پھر پانچ بجے کے بعد تکلیف دور ہو جاتی ہے اور جسم سے داغ بھی ختم ہو جاتے ہیں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر ایک دن اس بیٹے کے والد نے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس کو کوئی زہر کا ٹیکہ لگا کر اس کو موت کی نیند سلا دیں مجھ سے اس کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی.... یہ سزا اس کو اس کی ماں کی بددعا اور نافرمانی کی وجہ سے مل رہی ہے....“

شیخ محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ

محمد بن عبدالباقی فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کا مجاور تھا۔ اتفاقاً ایک دن یہ صورت پیش آئی۔ کہ کھانے کے لئے میرے پاس چار دن سے کچھ بھی نہ تھا۔ چار دن کی بھوک سے حالت بہت کمزور ہو گئی۔ بس آبدھم پر گزارہ کرتا تھا اسی حال میں ایک دن میں جا رہا تھا کہ سامنے ایک بوڑھہ جو راستے میں پڑا تھا اس کو اٹھایا یہ شتم کا بوڑھہ تھا اور شتم کی ڈور سے بندھا ہوا تھا۔ گھرا کر جب میں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ موتیوں کا ایک خوبصورت ہار اس میں پڑا تھا۔ ایسے خوبصورت موتی زندگی میں بھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے ہار کو بوڑھہ میں واپس رکھ دیا اور گھر سے باہر نکلا۔ سامنے دیکھا کہ ایک شخص پکار رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک روٹل تھا۔ جس میں کچھ بندھا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میرا بوڑھہ جس میں موتیوں کا ہار تھا گم ہو گیا ہے۔ جو صاحب اس کی اطلاع دے گا ایسے یہ پانچ اشرفیاں انعام میں دوں گا یہ دیکھ کر میں نے بڑے میاں کو بدایا۔ گھر لے گیا۔ ان سے نشانات پوچھے۔ بتلانے پر وہ بوڑھہ اس کے حوالے کیا۔ وہ بڑا ممنون ہوا۔ حسب وعدہ پانچ اشرفیاں مجھ دینے لگا۔ اس وقت ایمانی غیرت نے لینا گوارہ نہ کیا۔ میں نے شکریے کے ساتھ انعام واپس کیا اس نے کافی اصرار کیا مگر میں نے انعام نہ لیا وہ چل گیا۔ حالانکہ مجھے کھانے تک کچھ بھی میسر نہ تھا۔ اور مجھے انعام کی ضرورت بھی تھی۔ لیکن ڈنٹ گیا اور انعام واپس کیا۔

شیخ کا بیان ہے۔۔۔ کچھ عرصہ بعد میں بحری جہاز پر سوار ہو گیا۔ کہ اچانک طوفانی ہوانے جہاز کو اپنی گرفت میں لے لیا اور جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مسافر سب ڈوب مرے۔۔۔ صرف میں ایک اکیلا ایک تختے پر رہ گیا۔ اور یوں وہ تختہ تیرتا ہوا ایک جزیرے کے ساحل تک پہنچ گیا۔ اب یہیں سے اصل عبرت انگیز داستان شروع ہوتی ہے۔ قدرت کی کار فرمایوں پر تعجب ہوتا ہے۔ شیخ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے دیانت و امانت کے حقوق ادا کر دیئے۔ چاہتے تو اس ہار کو قیمتی حیلوں سے جائز قرار دے سکتے۔۔۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عمل حق تعالیٰ نے بڑا پسند فرمایا۔ اور اس کا معاوضہ دنیا میں بھی دینا چاہا۔ کہتے ہیں کہ اس جزیرے میں لوگ آباد تھے۔۔۔ تختے سے اتر کر ان ہی کے پاس چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ سب مسلمان ہیں۔ ایک مسجد پر نظر پڑی وہیں جا کر ٹھہر گیا۔ نمازی نماز کے لئے آئے تو مجھ سے حال دریافت کیا۔ میں نے سمندر

کے طوفان کا پورا واقعہ سنا دیا لوگ مجھ سے، لوگس ہو گئے۔ ان پر جب واضح ہوا کہ میں قرآن مجید پڑھا ہوا ہوں اور قرآن مجید پڑھا سکتا ہوں تو لوگ مجھ سے قرآن مجید پڑھنے کے لئے آنے لگے۔ پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ پڑھانے کے سوا قرآن پاک لکھ بھی سکتا ہوں تب تو وہ مجھ پر نوٹ پڑے۔ نیچے چھوٹے بڑے میرے پاس آنا شروع ہو گئے کوئی پڑھ رہا ہے کوئی لکھائی سیکھ رہا ہے۔ خوب مجمع ہونے لگا۔ لوگ مجھے مالی امداد سے بھی نوازتے تھے ان کی دلچسپیاں میرے ساتھ حد سے بڑھنے لگیں۔ حتیٰ کہ میری شادی کا بندوبست کرنے لگے۔ وہ سب میرے پاس آئے کہ ہمارے ہاں ایک مالدار آدمی کی بیٹی ہے۔ باپ تو فوت ہو چکا ہے۔ اس کی شادی کسی جیسے آدمی سے کرنا چاہتے ہیں تم سے بہتر شوہر اس عورت کے لئے کون ہو سکتا ہے؟

اس لئے اس کی شادی آپ کے ساتھ کراتے ہیں۔ شیخ نے ان کی درخواست قبول کی اور شادی ہو گئی۔ جب شادی کی پہلی رات شیخ اپنی دہن کے پاس پہنچ گئے تو دہن کے گلے میں وہ ہار دیکھا جسے شیخ نے مکہ معظمہ میں ایک بوڑھے شیخ کے حوالے کیا تھا۔ شیخ نے دہن سے کہا۔ بڑا پیارا ہار تمہارے گلے میں ہے۔ تو وہ بڑی روپڑی اور کہا کہ میرا والد ایک ارمان لے کر دنیا سے چلا گیا انہوں نے بتایا تھا کہ یہ ہار مجھ سے گم ہوا تھا۔ ایک نوجوان کو دے اور مجھے واپس کیا اس کو میں نے انعام بھی دیا مگر اس نے وہ انعام مجھے واپس کیا کہ میں نے یک فرض پورا کیا ہے۔ اور آپ کو امانت و پس کی ہے۔ میں اس ثواب کو فروخت کرنا نہیں چاہتا۔

اور میرے والد صاحب فرماتے تھے کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ اس نوجوان کو دوں گا اگر وہ مجھے مل گیا۔ جب بیٹی کو شیخ نے بتلایا کہ الحمد للہ تمہارے والد صاحب کا وہ ہار مل پورا ہو گیا ہے وہ نوجوان میں ہی تھا۔ وہ ہار مجھے مل گیا تھا۔ پھر تو بڑی خوش ہو گئی کہ الحمد للہ والد صاحب کا ہار مل پورا ہو گیا ہے۔ وہ بڑی والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ شیخ سے شادی ہوئی۔ چند بچے ان سے میرے پیدا ہوئے پہلے میری بیوی انتقال کر گئی پھر بچے انتقال کر گئے۔ اب اس ہار کا میں اکیلا وارث بنا اور میرے قبضے میں آیا۔ پھر میں اس وطن سے اپنے علاقے میں واپس آیا۔ اس ہار کو ایک لاکھ اشرافیوں کے عوض میں نے فروخت کیا۔ شیخ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس جو عظیم دولت تم دیکھتے ہو یہ اسی ایک لاکھ اشرافیوں سے حاصل ہوئی جو ہر کوئی سمجھتا تھا کہ میں ہی تھی سچ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امانت و دیانت میں برکت ہی برکت ہے۔ پھر دنیا اور آخرت کی کامیابی اس میں ملتی ہے۔ (شہدہ جلد ۴)

اہل روم اور چین کی صنعت کا عجیب واقعہ

مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رومیوں نے کہا کہ ہم اچھے صنایع اور کاری گریں... چینوں نے کہا ہم ہیں، بادشاہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا... بادشاہ نے کہا تم دونوں اپنی صفائی دکھاؤ! اس وقت دونوں صنایعوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا..

اور اس کی صورت یہ تجویز کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کر دی... چینوں سے کہا کہ نصف مکان میں تم اپنی کاری گری دکھاؤ! اور رومیوں سے کہا کہ دوسرے نصف میں تم اپنی صنایع کا نمونہ پیش کرو! چینوں نے تو دیوار پر پلاستر کر کے قسم قسم کے بتل بوٹے اور پھول پتے رنگ رنگ کے بنائے، اور اپنے حصے کے کمرے کو مختلف نقش و نگار اور رنگ رنگ بتل بوٹوں سے گل و گلزار بنادیا... باہر رومیوں نے دیوار پر پلاستر کر کے ایک بھی پھول پتہ نہیں بنایا، اور نہ ہی کوئی ایک بھی رنگ لگایا بلکہ دیوار کے پلاستر کو صقل کرنا شروع کر دیا، اور اتنا شفاف اور چمک دار کر دیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی...

جب دونوں نے اپنی اپنی کاریگری اور صنایع ختم کر لی تو بادشاہ کو اطلاع دی... بادشاہ آیا اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکال دی جائے، جونہی دیوار ہٹ جائے گی وہ تمام نقاشی اور گلکاری رومیوں کی دیوار میں نظر آنے لگی، اور وہ تمام بتل بوٹے رومیوں کی دیوار میں منعکس ہو گئے جسے رومیوں نے صقل کر کے آئینہ بنادیا تھا... بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے، کیونکہ ایک ہی قسم کے نقش و نگار دونوں طرف نظر آ رہے تھے... آخر کار اس نے رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صنایع اعلیٰ ہے... کیونکہ انہوں نے اپنی صنایع بھی دکھائی اور ساتھ ہی چینوں کی کاری گری بھی چھین لی ..

مولانا رومی نے اس قصے کو نقل کر کے آخر میں بطور نصیحت کے فرمایا ہے اے عزیز! تو اپنے دل پر رومیوں کی صنایع جاری کر، یعنی اپنے قلب کو ریاضت و مجاہدہ سے مانجھ کر اس صاف کر لے کہ تجھے گھر بیٹھے ہی دنیا کے سارے نقش و نگار اپنے دل میں نظر آنے لگیں....

یعنی تو اپنے دل سے ہر قسم کا وی میل کچیل نکال پھینک، اور اسے علم الہی کی روشنی سے منور کر دے، تجھے دنیا و آخرت کے حقائق و معارف کمر بیٹھے ہی نظر آنے لگیں گے، ایسے قلب صافی پر بے استاد و کتاب براہ راست علوم خداوندی کا فیضان ہوتا ہے، اور وہ روشن سے روشن تر ہو جاتا ہے.... (مشوی شریف)

علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حافظہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دارالعلوم دیوبند میں کتاب ملا حسن کا درس دیا کرتے تھے.... ایک روز اس کی عبارت پر کچھ شبہ ہوا جو حل نہیں ہو رہا تھا.... مفتی صاحب نے سوچا کہ.... حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ سے اس کے بارے میں استفسار کرنا چاہئے... چنانچہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ کتاب لیکران کی تلاش میں نکلے وہ اپنی جگہ پر نہیں تھے اور جب وہ اپنی جگہ پر نہ ہوں.... تو ان کا کتب خانہ میں ہونا متعین تھا.... مفتی صاحب کتب خانہ میں پہنچے.. تو حضرت شاہ صاحب کتب خانے کی بالائی گیلری میں بیٹھے مطالعہ میں مشغول تھے.... مفتی صاحب ابھی پہنچے ہی تھے کہ حضرت شاہ صاحب نے دیکھ لیا.... اور اوپر ہی سے آنے کی وجہ پوچھی مفتی صاحب نے عرض کیا کہ:..

”ملاحسن کے ایک مقام پر کچھ اشکال ہے.... وہ سمجھنا تھا“

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے وہیں.... سے بیٹھے بیٹھے فرمایا: عبارت پڑھئے
حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ نے عبارت پڑھنی شروع کی.... تو سچ ہی میں روک کر فرمایا:....
اچھا! یہاں آپ کو یہ شبہ ہوا ہوگا..

اور پھر بعینہ وہی اشکال دہرا دیا جو مفتی صاحب رحمۃ اللہ کے دل میں تھا.... مفتی صاحب رحمۃ اللہ نے تصدیق کی کہ واقعی یہی شبہ ہے.. اس پر انہوں نے اس کے جواب میں وہیں سے ایسی تقریر فرمائی کی تمام اشکال دور ہو گئے....

اب ظاہر ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ عرصہ دراز سے حدیث کی تدریس میں مصروف تھے.... اور منطق کی کتابوں سے واسطہ تقریباً ختم ہو گیا تھا... لیکن اس کے باوجود یہ حافظہ اور یہ استحضار کمر شہ قدرت نہیں تو اور کیا ہے؟ (ماہنامہ ارشد)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عجیب طرز استدلال

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ سے دیا نند سرتی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ نہ۔۔۔ ”مسلمان کہتے ہیں۔۔۔ کہ لوح محفوظ میں اول خلقت سے قیامت تک نے تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں۔۔۔ اور واقعات تو لاتعداد و لا تحصى ہیں تو وہ کتاب بہت ہی بڑی ہوگی پھر وہ رکھی کہاں جاتی ہوگی۔۔۔“ حضرت مولانا نے اس کا جلدی جواب نہیں دیا۔۔۔ بلکہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے کہ لالہ جی آپ کی کتنی عمر ہے۔۔۔ اس نے کہا ستر برس کی مثلاً پوچھا کہ کہاں کہاں تعلیم حاصل کی ہے کیا کیا پڑھا ہے۔۔۔ اور آپ کو اپنے بچپن کے واقعات بھی یاد ہیں۔۔۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے پہلے وہاں تعلیم حاصل کی پھر وہاں اور میں نے اتنی کتابیں دیکھیں۔۔۔ اور اتنی کتابیں پڑھیں اور میں نے اتنے سال سیاحت کی مولانا نے پوچھا کہ۔۔۔ یہ سب واقعات آپ کو یاد ہیں کہاں اور بچپن کے واقعات بھی بہت یاد ہیں۔۔۔ اور جوانی کے اور سیر و سیاحت و تعلیم وغیرہ کے واقعات تو گویا اس وقت میرے سامنے ہیں۔۔۔ غرض اس نے اپنے حافظہ کی بہت تعریف کی مولانا نے پوچھا کہ یہ سب واقعات آپ کو محفوظ ہیں۔۔۔ اس نے بڑے دعوے سے کہا جی ہاں مجھے سب محفوظ ہیں۔۔۔ اب مولانا نے فرمایا کہ لالہ جی اس ذرا سے دماغ میں جو ایک پاشت سے بھی کم ہے۔۔۔ ستر برس کے واقعات اور کتابوں کے مضامین اور لوگوں کی باہمی تقریریں اور انہماک کس طرح سما گئے۔۔۔ اس پر وہ خاموش ہوا مولانا نے فرمایا کہ لوح محفوظ کی نظیر تو خود آپ کے اندر موجود ہے۔۔۔ ”آپ کا دماغ“ پھر حیرت ہے کہ آپ لوح محفوظ پر یہ سوال کرتے ہیں۔۔۔ کہ وہ کہاں رکھی جاتی ہوگی۔۔۔ آپ کے کبھی اپنے دماغ پر شبہ نہ ہوا۔۔۔ کہ اس ذرا سے دماغ میں اس قدر بے شمار واقعات و مضامین کس طرح محفوظ رہتے ہیں۔۔۔ پھر بعض انسانوں کی عمریں ہزار ہزار سال کی ہوئی ہیں اور ان کے حافظے ہم سے زیادہ قوی تھے ان کے دماغ میں ہزار سال کے واقعات اور ہزاروں آدمیوں کی صورتیں کیونکر محفوظ رہتی تھیں۔۔۔ تو یہ کیا ضرور ہے کہ جس چیز میں لاکھ دولاکھ برس کے واقعات لکھے جائیں۔۔۔ وہ طولاً و عرضاً بھی اتنی بڑی ہو کہ آسمانوں میں نہ سما سکے۔۔۔ خدا تعالیٰ کو قدرت ہے کہ تھوڑے سے جسم میں جتنے چاہے واقعات محفوظ کر دیں۔۔۔ چنانچہ ایک نظیر اس کی انسان میں موجود ہے۔۔۔ اب تو دیا نند۔۔۔ مولانا کا منہ ٹکٹنے لگا۔۔۔ (دعوتِ نور انور)

علامہ بنوری رحمہ اللہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ

جب علامہ بنوری رحمہ اللہ پہلی بار جلاور مصر و شام کے سفر پر تشریف لے گئے تو وہیں ان کی ملاقات علامہ جوہر طنطاوی مرحوم سے ہو گئی۔ جن کی "تفسیر الجواہر" اپنی نوعیت کی منفرد تفسیر ہے۔ علامہ طنطاوی سے حضرت بنوری کا تعارف ہوا تو انہوں نے مولانا سے پوچھا کہ کیا آپ نے میری تفسیر کا مطالعہ کیا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ "ہاں! اتنا مطالعہ کیا ہے کہ اس کی بنیاد پر کتاب کے بارے میں رائے قائم کر سکتا ہوں۔ علامہ طنطاوی نے رائے پوچھی۔۔۔ تو مولانا نے فرمایا "آپ کی کتاب اس لحاظ سے تو علماء کے لئے احسان عظیم ہے کہ اس میں سائنس کی بے شمار مصنوعات عربی زبان میں جمع ہو گئی ہیں۔۔۔ سائنس کی کتابیں چونکہ عموماً انگریزی زبان میں ہوتی ہیں اس لئے عموماً علمائے دین ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

لیکن جہاں تک تفسیر قرآن کا تعلق ہے اس سلسلے میں آپ کے طرز فکر سے مجھے اختلاف ہے آپ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ عصر حاضر کے سائنس دانوں کے نظریات کو کسی نہ کسی طرح قرآن کریم سے ثابت کر دیا جائے اور اس غرض کے لئے آپ بسا اوقات تفسیر کے مسئلہ اصولوں کی خلاف ورزی سے بھی دریغ نہیں کرتے حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ سائنس کے نظریات آئے دن بدلتے رہتے ہیں آج آپ جس نظریے کو قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کل وہ خود سائنس دانوں کے نزدیک غلط ثابت ہو جائے کیا اس صورت میں آپ کی تفسیر کو پڑھنے والا شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے گا کہ قرآن کریم کی بات "معاذ اللہ" غلط ہو گئی!

مولانا نے یہ بات ایسے مؤثر اور دلنشین انداز میں بیان فرمائی کہ علامہ طنطاوی مرحوم بڑے متاثر ہوئے اور فرمایا "مولانا! آپ کوئی ہندوستانی عالم نہیں ہیں بلکہ آپ کوئی فرشتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری اصلاح کے لئے نازل کیا ہے۔۔۔" (نقوش روشن)

سعادت مندی کی چار علامتیں

- ۱۔ بیوی نیک ہو۔ ۲۔ روزی اُسکے شہر میں ہو۔ ۳۔ ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں۔ ۴۔ اُس کا گھر وسیع ہو یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آ جائے۔

قیام پاکستان کا عجیب روح فرسا واقعہ

عبداللہ جموں کا رہنے والا تھا۔ اس کی تین بیٹیاں تھیں۔ ۹ برس کی زہرہ... ۱۲ برس کی عطیہ اور سولہ برس کی رشیدہ... اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جب مہاراجہ کشمیر نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت مسلمانوں کو پاکستان بھجوانے کا کہہ کر راستے ہی میں قتل اور اغوا کرانا شروع کر دیا تو عبداللہ پریشان ہو کر پاگل سا ہو گیا... اسے یقین تھا کہ اگر وہ بچیوں کو اپنے ساتھ لے کر کسی قافلہ میں روانہ ہوا تو راستے میں اس کی تین بیٹیاں درندہ صفت ڈوگرہ جتھوں کے ہتھے چڑھ جائیں گی۔

اپنے جگر گوشوں کو اس اقدام سے محفوظ رکھنے کے لئے اس نے اپنے دل میں ایک ہنستہ منصوبہ تیار کر لیا۔ نہادھو کر مسجد میں کچھ نقل پڑھے۔ قصاب کی دکان سے ایک تیز دھار چھری مانگ لایا اور گمراہ کرتیوں بیٹیوں کو عصمت کی حفاظت اور سندھ ابراہیمی کے فضائل پر بڑا مؤثر وعظ دیا۔ مذہرہ اور عطیہ کم عمر تھیں اور گڑیا کھینے کی حد سے آگے نہ بڑھی تھیں۔ وہ دونوں باپ کی باتوں میں آگئیں۔ لہٰذا ان کی طرح جج جج کر انہیں نے دو دو نقل پڑھے اور پھر ہلسی خوشی دوداز سے کی دہلیز پر سرکا کر لیٹ گئیں۔ عبداللہ نے آنکھیں بند کئے بغیر اپنی چھری چدائی اور باری باری دونوں کا سرتن سے جدا کر دیا۔

عجب اتفاق ہے کہ اس روز آسمان کے فرشتے بھی اس قربانی کے لئے دود بنے لانے سے چوک گئے۔ چنانچہ دہلیز پر زہرہ اور عطیہ کی گردنیں کٹی پڑی تھیں۔... کچے فرش پر گرم گرم خون کی دھاریں بہہ بہہ کر نیل بوٹے کاڑھ رہی تھیں کمرے کی فضا میں بھی ایک سوندھی سوندھی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

اور اب عبداللہ اپنے ہاتھوں میں خون آشام چھری تھا۔ رشیدہ کو بلا رہا تھا لیکن رشیدہ اس کے قدموں میں گری کپکپا رہی تھی... تھر تھرا رہی تھی... گڑ گڑا رہی تھی... وہ عبداللہ کے قدموں پر سر رکھے بلک بلک کر رو رہی تھی... ابا ابا ابا

رشیدہ کی گڑ گڑاہٹ پر عبداللہ کے پاؤں بھی ڈمگائے... چھری ہاتھ سے پھینک دی... بہرہ پوں کی طرح اس نے رشیدہ کو ایک بد صورت سی بڑھیا کے روپ میں ڈھالا اور کلہ کا درد کرتا ہوا اسے ساتھ لے کر ٹرک پر بیٹھ گیا اور پاکستان پہنچ گیا... پاکستان کی سرحد میں داخل ہوتے ہی لیکا ایک عبداللہ کو زہرا اور عطیہ کی یاد آئی جن کے سر جموں میں دوداز سے کی دہلیز پر کٹے پڑے تھے

اور جو بھٹی بھٹی منجند آنکھوں سے چہت کی طرف دیکھتی دیکھتی دم توڑ گئی تھیں وہ کمر تمام کر سڑک کے کنارے بیٹھ گیا اور رشیدہ کو گلے سے لگائے دیر تک دعا پڑیں مار مار کر دنا رہا۔۔۔ (شہاب نامہ)

ایک نام نہاد مفسر پر پروفیسر کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد امین اذکار ذوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں....

ایک کالج کے پروفیسر کو شوق ہوا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں.... خوب پکے گی... پیسے اچھے آئیں گے لکھنی شروع کر دی.... اب دل میں سوچ رہا ہے کہ پکے گی کیسے؟ مجھے تو کوئی جانتا نہیں.... کوئی بڑے مولوی صاحب لکھیں کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے.... پھر تو بکے گی لیکن مولوی صاحب ایک ایک صفحہ میں بیس بیس غلطیاں نکال لیں گے.... ہو سکتا ہے کہ مجھے ویسے ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیں.... لکھتا رہا.... سوچتا رہا.... آخر ایک دن دل میں خیال آیا کہ علامہ اقبال شاعر ہے دین کا درد دل میں رکھتا ہے لیکن مولوی تو نہیں ہے ناں... اسے تفسیر دکھاؤں گا.... ویسے ہی دیکھ کر خوش ہو جائے گا کہ تفسیر اچھی ہے.... علامہ اقبال مشہور آدمی ہے دو سطریں لکھ دے گا میرا کام بن جائے گا.... یہ آدمی تفسیر کا ایک حصہ لے کر علامہ اقبال کے پاس چلا گیا کہ جی میں نے تفسیر لکھنا شروع کی ہے جو عقلی شبہات کا لمبی لڑکوں میں پھیلائے جاتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی جائے تاکہ ان فتوؤں کا انسداد ہو جائے... بہت اچھا کام ہے.... کہنے لگا میں ساتھ بھی لایا ہوں.... آپ اس پر کچھ لکھ دیں کہا اچھا رکھ دو.... میں پڑھوں گا پھر بعد میں آنا اب کوئی دو ماہ بعد پروفیسر صاحب گئے.... پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب خود ہی تفسیر کا ذکر چھیڑیں گے.... انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی.... پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا میں آپ کو تفسیر دے کر گیا تھا....

فرمایا آپ کی تفسیر میں نے پڑھی.... آپ کی تفسیر سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہو گئی کہ میں آج تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہے کہ پڑیس میں چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے گئے لیکن آپ کی تفسیر پڑھ کر میری غلط فہمی دور ہو گئی کہ نہیں حسین رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ مظلوم خدا کا قرآن ہے کہ جو بھی اٹھتا ہے اس کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتا ہے.... (اذکارات امین)

در بار رسالت میں ایک والد کی عجیب فریاد کا واقعہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا.... اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے والد کو بلا کر لاؤ.... اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آ جائے تو اس سے پوچھئے کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں.... خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا.... جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے.... کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں... والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی.... خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایہ“ (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں)....

اسکے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا.... اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے)

پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ....

اس وقت اس نے یہ اشعار سنائے:

غَدُوْثُكَ مَرُوْثًا وَّمُنْتِكَ يَالِقًا ثَغْلٌ بِمَا اَنْجَيْتَ عَلَيْنِكَ وَتَهْلُ

ترجمہ: ”میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ

داری اٹھائی.... تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا....“

إِذَا لَيْتُهُ ضَافَتِكَ بِالشَّقْمِ لَمْ آيْتُ لِسَقِيمِكَ إِلَّا سَاهِرًا اتَّعَلَمْتُ
ترجمہ: ”جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آگئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری....“

كُنْتُ أَنَا الْمَطْرُوفُ دُونَكَ بِاللَّيْلِ طَرَفْتُ بِهِ ذَوْبِي فَغَيَّبْتُ نَهْمِي
ترجمہ: ”گو یہ کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے.... تمہیں نہیں... جس کی وجہ سے تمام شب روتا رہا....“

تَخَافُ الْوَدَى نَفْسِي عَلَيْكَ وَانْهَافُ لِنَفْسِي أَنْ الْخَوْتُ وَفْتُ مُوْجِلُ
ترجمہ: ”میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہو سکتی....“

لَقَدْ مَا بَلَّغْتُ الْبَسَ وَالْعَابَةَ الْبَنَى إِلَيْهَا مَدَى مَا كُنْتُ بِكَ أَوْ بَلَى
ترجمہ: ”پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا...“
خَفَلْتُ خَزَائِنِي بِغِلْظَةٍ وَفِطْرَةٍ كُنْتُ أَتَى الْمُنْعَمُ الْمُنْعَبِلُ
ترجمہ: ”تو تم نے میرا بدلہ سخت کھادی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان والی مکر رہے ہو۔“

لَقَيْتُكَ إِذْ لَمْ تَرَوْعْ خَقِ الْهُؤُلَاءِ لَعَلْتُ كَمَا الْجَارُ الْمُصَابِقُ يَفْعَلُ
ترجمہ: ”کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا کہ ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔“

لَاؤُبَيْتِي خَقِ الْجَوَادِ وَلَمْ تَكُنْ عَلَيَّ بِعَالٍ دُونَ مَالِكَ تَبْعَلُ
ترجمہ: ”تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا....“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا:
أَنْتَ وَمَالُكَ لَا يَبْتَكَ لِحْنٍ جَا تَوْبِهِ أَوْ تِيرَانٍ لِحْنٍ سَبَّ تِيرَانِهِ سَبَّكَ كَاهِلِي (قرطبی)

چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن کا عجیب واقعہ

10 دس ہجری میں جب سلطان سلیم کو خلافت ملی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب تبرکات کو مصر سے استنبول لے آئے اور یہ اہتمام کیا کہ ”توپ کا پے سرائے“ میں ان کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا اور اس کمرے میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑ دیتے تھے۔ اسکے علاوہ اس کمرے میں انہوں نے حفاظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں۔ حفاظ کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں اور ایک جماعت کا وقت ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت آ کر تلاوت شروع کر دیتی تھی۔ اس طرح یہ سلسلہ بعد کے خلفاء نے بھی جاری رکھا۔ اس طرح دنیا میں شاید یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن ہوتی رہی ہے اور اس دوران ایک لمحے کیلئے بھی بند نہیں ہوئی۔ خلافت کے خاتمے کے بعد یہ مبارک سلسلہ بھی موقوف ہو گیا۔ (جہاں دید)

مرزا ایت سے توبہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا لال حسین اختر پہلے بچے کا دیانی تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے۔ ایک بار ان سے کسی نے پوچھا آپ مرزا ایت سے کیسے تائب ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا۔۔۔ ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ لوگ قطار میں کھڑے ہو رہے ہیں۔۔۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟۔۔۔ مجھے بتایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے بندوبست ہو رہا ہے۔۔۔ یہ سن کر میں بھی قطار میں لگ گیا۔۔۔ لوگ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔۔۔ اور ہر آدمی کے سر کے اوپر ایک بلب روشن تھا۔۔۔ میں نے اپنا سر اوپر کر کے دیکھا تو میرے سر کے اوپر بلب تو ہے۔۔۔ مگر بجھا ہوا ہے۔۔۔ میں بہت افسردہ اور شرمندہ ہوا کہ سب کے سروں پر بلب روشن ہیں۔۔۔ میں ہی بد قسمت ہوں کہ میرا بلب بجھا ہوا ہے۔۔۔ اسی غم امت کے ساتھ میں آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔ آخر میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ گیا مگر بہت شرمندہ تھا۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر دیکھو۔۔۔ میں نے دیکھا تو میرا بلب بھی روشن تھا۔۔۔ آنکھ کھلی تو یقین ہو گیا کہ اب تک میرے ایمان کا بلب بجھا ہوا تھا۔ اب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ و التفات سے روشن ہو گیا۔ لہذا مرزا ایت سے توبہ کر کے از سر نو مسلمان ہوا۔۔۔

ختم نبوت کے لئے بیٹے کی قربانی کا عجیب واقعہ

”آپ کا بیٹا بس آج شام تک کا مہمان ہے... اس کا کوئی علاج نہیں“....

ڈاکٹر کے یہ الفاظ سن کر مولانا رو پڑے۔ اپنے بیٹے کو گھر لے آئے۔ گھر میں کھڑے اپنے بیٹے کی تہ ریزی کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی... مولانا دروازے پر گئے... باہر ایک بوڑھے شخص کو کھڑے پایا۔ حضرت نے سلام و دعا کے بعد پوچھا بابا جی! خیریت سے آئے ہو؟ وہ کہنے لگا خیریت سے کہاں آیا ہوں... ہمارے علاقے میں ایک قادیانی مبلغ آیا ہوا ہے وہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے... پوری امت گمراہ ہو رہی ہے اور آپ گھر میں کھڑے ہیں....

مولانا نے جیسے ہی یہ بات سنی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے... بیوی سے فرمایا بی بی! میرا بیگ کہاں ہے؟ بیوی نے بیگ اٹھا کر دیا اور آپ بیگ ہاتھ میں پکڑے گھر سے روانہ ہونے لگے... بیوی نے دامن پکڑ لیا اور کہنے لگی... مولانا! آخری لمحات میں اپنے نوجوان بیٹے کو اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟ مولانا نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور رو کر روانہ ہونے لگے تو جاں بلب بیٹے نے کہا بابا جان! میں آج کا مہمان ہوں چند لمحے تو انتظار کر لیجئے میری روح نکل رہی ہے مجھے اس حال میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟

مولانا نے اپنے نوجوان بیٹے کو بوسہ دیا رونے لگے اور فرمایا... اے بیٹے! بات یہ ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خاطر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن حوض کوثر پر ہماری تمہاری ملاقات ہو جائے گی... یہ فرمایا اور گھر سے روانہ ہو گئے... اڈے پر پہنچے، ابھی بس میں بیٹھے ہی تھے کہ چند لوگ دوڑے آئے اور کہنے لگے کہ مولانا! آپ کا بیٹا فوت ہو چکا ہے... اس کا جنازہ پڑھاتے جائیے... مولانا نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور رو کر فرمانے لگے... جنازہ پڑھانا فرض کفایہ ہے اور امت محمدیہ کو گمراہی سے بچانا فرض عین ہے... فرض عین چھوڑ کر فرض کفایہ کی طرف نہیں جاسکتا... پھر وہاں سے روانہ ہو گئے اس علاقے میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا کی وہ قادیانی مبلغ بھاگ گیا... مولانا تین دن کے بعد گھر واپس پہنچے... بیوی قدموں میں گر گئی اور رو کر کہنے لگی... مولانا! جب آپ

جار ہے تھے تو بیٹا آپ کی راہ نکلتا رہا اور کہتا رہا جب ابا جان واپس آ جائیں تو انہیں میرا سلام عرض کر دینا.... مولانا نے جب یہ سنا تو فوراً اپنے بیٹے کی قبر پر گئے اور دعا مانگتے لگے اے اللہ! ختم نبوت کے وسیلے سے میرے بیٹے کی قبر کو جنت کا باغ بنا دے.... مولانا دعا مانگ کر گھر واپس آئے تو رات بیٹے کو خواب میں دیکھا.... بیٹے نے اپنے ابا سے ملاقات کی اور کہا کہ رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! ختم نبوت کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے میری قبر کو جنت کا باغ بنا دیا ہے.... ختم نبوت کے اس مجاہد کو دنیا مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے.... (بشکریہ ماہنامہ مدگرہ دارالعلوم کبیر والا)

خاوند کی تابعداری کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ عشاء کے بعد دودھ استعمال فرماتے تھے چنانچہ جوں ہی آپ تشریف لاتے اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہوتیں مگر آپ ذوق عبادت میں نوافل کی نیت باندھ لیتے اور رات بھر اسی طرح عبادت میں گزار دیتے اہلیہ محترمہ کا بیان ہے....

”کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت نے نوافل میں پوری شب گزار دی.... اور میں بھی پوری شب پیالہ لئے کھڑی کی کھڑی رہ گئی..“

اللہ اللہ بیوی ہو تو ایسی.... آج اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے ہمارے اسلاف نے جہاں اوروں پر اثر ڈالا.... وہاں سب سے زیادہ اپنی ”بیوی“ ہی پر اثر ڈالا.... خود حضرت نانوتویؒ ہی کی اہلیہ محترمہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ:

”اذان کی ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کام کو چھوڑ کر.... اس طرح اٹھ جاتی تھیں کہ گویا اس کام سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہ تھا.... بالکل ہر چیز سے بے گانہ بن جاتیں....“

ف: کاش مسلمانوں کی تمام عورتوں میں دین کا بھی شغف پیدا ہو جاتا پھر مسلمانوں کے اعمال و اخلاق میں دیکھتے ہی دیکھتے ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا اور پوری مسلمانی دنیا

سنور جاتی.... (ماہنامہ دارالعلوم ص ۱۲ نومبر ۱۹۵۵ء)

بے ادبی کا عبرت آموز عجیب واقعہ

گزشتہ کئی سال قبل ماہ اگست میں ترکی میں آنے والے زلزلے کے حوالے سے بعض ترکی اخبارات میں شائع ہونے والے واقعات انتہائی عبرتناک ہیں...

تفصیلات کے مطابق ترکی بحریہ کے کسی اڈے میں جو ساحل سمندر سے باطل متصل تھا رقص و سرور کی ایک مجلس منعقد ہوئی... جس کے شرکا و تین ہزار کے لگ بھگ تھے... وہاں ناچنے اور گانے والیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی اور شراب و کباب کی خوب محفل جمی... اس محفل کیلئے اسرائیل سے خصوصی طور پر یہودی ناچنے اور گانے والی لڑکیاں درآمد کی گئیں جو انتہائی بے حیا تھیں... محفل میں ۳۰ سے زائد ترکی جنرل شریک تھے...

بتایا جاتا ہے کہ اس وقت جب کہ انتہائی بے حیائی اور فحش مناظر پر مبنی مجلس جاری تھی کہ ایک ترکی جنرل نے ایک کیپٹن کے ذریعہ قرآن کریم کا ایک نسخہ منگو یا اور اس سے پڑھنے کو کہا... جب اس نے پڑھا تو اس سے اس کی تفسیر پوچھی تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا... اس کے بعد مذکورہ جنرل نے قرآن کریم کے اس نسخے کو لے کر پھاڑ کرناچتے ہوئے... یہودی اور ترکی لڑکیوں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا... ساتھ یہ بھی کہا کہ اس قرآن کو نازل کرنے والا کہاں ہے؟ حالانکہ اس میں یہ بھی ہے کہ... ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں... اس قرآن کو اتارنے والا کہاں ہے؟... جو اس کی حفاظت اور اس کا دفاع کرے؟...

اس دوران اس قرآن کریم کو لانے والے کیپٹن پر انتہائی خوف طاری ہو گیا... اچانک وہ تیزی سے بحری اڈے سے باہر آ گیا... شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ شخص اس بحری اڈے پر آنے والے عذاب کے ابتدائی لمحات کا چشم دید گواہ بن سکے... اس کے بعد انتہائی عبرت آموز واقعات اور مناظر پیش آئے... بتایا جاتا ہے... کہ اچانک ایک خوفناک روشنی نظر آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اس پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا... اس کے بعد سمندر پھٹ پڑا اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے... ساتھ ہی گولوں کے پھٹنے کی آوازیں بھی آنے لگیں... اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پورے بحری

اڑے کو اٹھا کر سمندر کے بیچ سے اٹھنے والی خوفناک لہروں کے درمیان پھینک دیا... اس کے بعد دوسرے علاقوں کو بھی زلزلے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا...

عجیب بات یہ ہے کہ مذکورہ پروگرام میں شریک ترکی... امریکی اور اسرائیلی فوجیوں کی لاشوں کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گئیں۔ تمام تر وسائل رکھنے کے باوجود اب تک وہ لاشیں سمندر سے باہر نہ آ سکیں... قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی غیرت کو لٹکارا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً انتقام لیا ہے کوئی نصیحت حاصل کر نیوالا... (ماہنامہ عاصم اسلام آباد)

قاضی شریح رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ

حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ یہ کون تھے؟ آپ ایک مشہور تابعی اور تاریخ اسلام کے مایہ ناز قاضی یعنی چیف جسٹس تھے... ان کے علمی مقام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خدمت میں بھی قاضی تھے....

قاضی شریح رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ نکاح کے بعد جب میری شادی ہوئی تو بنی قسیم کی عورتیں میری اہلیہ کو بڑی سادگی کے ساتھ میرے گھر پہنچا گئیں میں اس کے پاس گیا تو مجھے خیال آیا سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب پہلی دفعہ بیوی کے پاس جائے تو دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ سے نئی بیوی کی خبر کی دعا کرے اس کے شر سے پناہ مانگے چنانچہ میں وضو کرنے لگا دیکھا تو وہ بھی وضو کر رہی ہے پھر میں نے نماز پڑھی تو اس نے بھی نماز پڑھی جب میں نماز پڑھ چکا تو میں اس کے قریب گیا میں نے اس کی پیشانی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے کہا ابوامیہ ٹھہرو! پھر وہ کہنے لگی: ”میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتی ہوں اور اسی سے معاونت کی خواستگار ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیجتی ہوں اس کے بعد بات یہ ہے کہ میں اجنبی عورت ہوں مجھے آپ کے اخلاق و عادات کا کوئی علم نہیں ہے لہذا آپ اپنی پسند مجھے بتا دیں تاکہ میں اس پر عمل کروں اور ناپسند بھی چلا دیں تاکہ میں اس سے پرہیز رکھوں.... یقیناً آپ کیلئے بھی اپنے قبیلہ میں نکاح کے مواقع موجود تھے اور میرے لئے بھی اپنے قبیلہ میں نکاح کے مواقع موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ کرتے

ہیں تو ہو کر ہی رہتا ہے بہر حال اب آپ میرے مالک ہو گئے ہیں لہذا اب میرے ساتھ وہی معاملہ کریں جس کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا تو اچھے طریقے سے مجھے اپنے پاس رکھیں یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دیں بس میں اپنی یہ بات کہہ کر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے اللہ عظیم سے بخشش کی دعا کرتی ہوں“....

پھر میں نے اس سے کہا: میں بھی اللہ ہی کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر درود بھیجتا ہوں اور اس کے بعد یہ کہ آپ نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر آپ اس پر قائم رہیں تو یہ میرے لئے بڑی خوشدلی ہوگی اور اگر آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو آپ کا یہی کام آپ کے خلاف دلیل ہوگا بہر حال میں فلاں فلاں چیز کو پسند کرتا ہوں اور فلاں کو نا پسند کرتا ہوں پس آپ میری طرف سے کوئی بھدائی دیکھیں تو اسے پھیلائیں..... اور اگر کوئی بُرائی دیکھیں تو اس کی پردہ پوشی کرنا پھر وہ پوچھنے لگی میرے گھر والوں کی ملاقات کے بارے میں آپ کی پسند کیا ہوگی؟ میں نے کہا: بس میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سسرال والے مجھے کوفت میں نہ ڈال دیں پھر میں نے پوچھا کہ آپ کے کون سے ہمسائے ایسے ہیں جن کا آپ گھر آنا پسند کرتے ہیں تاکہ میں ان کو آنے دوں اور کون سے ایسے ہیں جن کا آنا آپ کو پسند نہیں تاکہ میں بھی ان کو نا پسند ہی رکھوں میں نے کہا: فلاں قبیلہ والے صالح ہیں اور فلاں اچھے نہیں....

پس قصی! وہ رات میں نے اس کے ساتھ گزاری گویا وہ رات میری زندگی کی خوشگوار ترین رات تھی اور پھر ایک سال گزر گیا میں نے اپنی پسند کے خلاف اس کا کوئی عمل نہیں دیکھا جب سال گزرنے والا تھا ایک دن میں عدالت سے اٹھ کر گھر آیا کہ اس کے پاس ایک بوڑھا بیٹھتا ہے جو اس کو کچھ سمجھا رہی ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے تو اس نے بتایا یہ آپ کی ساس ہے میں نے اس کا خیر مقدم کیا جب میں بیٹھا تو بوڑھا نے مجھے سلام کیا اور میں نے وعلیکم السلام کہا پھر اس نے مجھ سے پوچھا: آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ میں نے کہا بہت ہی اچھی بیوی ہے اور بہت ہی خیر خواہ رفیقہ ہے آپ نے اس کی بہترین تربیت کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے.... اس کے بعد اس نے مجھے نصیحتیں کیں پھر پوچھا

آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ آپ کے سسرال کب ملنے آیا کریں میں نے کہا جیسے وہ چاہیں صحیح ہے.... پھر وہ ہر سال کے اختتام پر آتی تھی اور مجھے نصیحتیں کرتی تھی.... اے شخص: وہ بیوی میرے ساتھ بیس سال رہی میں نے کبھی اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں دیکھی....

فائدہ: یہ واقعہ ہمارے لئے اپنے اندر کئی سارے سبق لئے ہوئے ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کے دور اول میں نکاح کس طرح سادگی اور آسانی سے ہوتے تھے اور آج ہمارے معاشرے میں نکاح کتنی پیچیدگیوں سے ہوتے ہیں اور نہ معلوم پھر کیا کیا پریشانیاں اور کوفتیں پیش آتی ہیں....

دوسری بات یہ کہ نکاح کے بعد طلاق اگرچہ اچھا عمل نہیں ہے مگر میاں بیوی میں مناسبت نہ ہو اور گزارہ ہوتا نظر نہ آتا ہو تو پھر اس میں کوئی عیب یا عار نہیں ہے نہ مرد کیلئے نہ عورت کیلئے ہاں یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عمل کرے.... کہ رکھے تو اچھے طریقے سے رکھے اور طلاق دے تو بھی اچھے طریقے سے....

ہمارے ہاں بد قسمتی سے یہ فضاء ہے کہ اگر خدا نخواستہ میاں بیوی میں نہیں بنتی تو تب بھی ایک دوسرے کو گھسیٹیں گے اور مرد حضرات تو بعض دفعہ بہت زیادتی کرتے ہیں نہ اچھی طرح سے رکھتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں یہ بہت بڑا ظلم ہے....

تیسری بات یہ کہ بیٹی کی شادی کرنے کے بعد ہمارے ہاں بیٹی کے والدین کا رویہ نا مناسب ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹی اور داماد کے معاملات میں مداخلت کی جاتی ہے اور چھوٹی چھوٹی بات پر بیٹی کو گھر بیٹھا دیتے ہیں جس کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوتے ہیں کئی سارے واقعات پیش آچکے ہیں کہ قتل و خونریزی ہوئی اور اس طرح دو خاندان بربادی کے گڑھے میں جا گرے.... اس رویہ اور طریقہ کار کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے یہ جاہلانہ اور ہندوانہ ذہنیت ہے مسلمان گھرانوں میں ان چیزوں کی قطعاً گنجائش نہیں ہے.... بیٹی اور داماد کے ساتھ خیر خواہانہ اور صلح پسندی کا رویہ رکھیں اور پھر اس کے فائدے دیکھیں....

دریائے نیل کے نام خط کا عجیب واقعہ

روایت ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو مصر والے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہماری قدیم عادت ہے کہ اس مہینے میں دریائے نیل کی بھیجٹ چڑھاتے ہیں اور اگر نہ چڑھائیں تو دریا میں پانی نہیں آتا۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس مہینے کی بارہویں تاریخ کو ایک ہاکہ لڑکی کو لیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی اگھوٹی ہو۔ اس کے والدین کو دے دلا کر رضا مند کر لیتے ہیں اور اسے بہت عمدہ کپڑے بہت قیمتی زیور پہنا کر۔۔۔ بناؤ سنو اور کہ اس نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس کا پانی چڑھتا ہے ورنہ پانی چڑھتا نہیں۔۔۔ سپہ سالار اسلام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلاح مصر نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہلانہ اور احمقانہ رسم ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اسلام تو ایسی باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے تم ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ باز رہے۔۔۔

دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا۔۔۔ مہینہ پورا نکل گیا لیکن دریا خشک پڑا ہوا ہے لوگ تنگ آ کر ارادے کرنے لگے کہ مصر کو چھوڑ دیں۔۔۔ یہاں کی بود و باش ترک کر دیں۔۔۔ اب فلاح مصر کو خیال گزرتا ہے اور دربار خلافت کو اس سے مطلع فرماتے ہیں اسی وقت خلیفہ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے جو کیا اچھا کیا۔۔۔ اب میں اپنے اس خط میں ایک پرچہ دریائے نیل کے نام بھیج رہا ہوں تم اسے لے کر دریائے نیل میں ڈال دو۔۔۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پرچے کو نکال کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ خط ہے اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف۔۔۔ بعد حمد و صلوة کے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اپنی طرف سے اور اپنی مرضی سے بہہ رہا ہے تو خیر نہ بہہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ واحد و قہر تجھے جاری رکھتا ہے تو ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ تجھے رواں کر دے۔۔۔ یہ پرچہ لے کر حضرت امیر عسکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ ابھی ایک رات بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ گہرائی کا پانی چلنے لگا اور اسی وقت مصر کی خشک سالی ترسالی سے۔۔۔ گرانی ارزانی سے بدل گئی۔۔۔ خط کے ساتھ ہی خطہ کا خطہ سرسبز ہو گیا اور دریا پوری روانی سے بہتا رہا۔۔۔ اس کے بعد سے ہر سال جو جان چڑھائی جاتی تھی وہ بچ گئی اور مصر سے اس ناپاک رسم کا ہمیشہ کیلئے خاتم ہو گیا (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

بے مثال سخاوت کا عجیب واقعہ

نام بھی مظفر تھا اور رہتے بھی مظفر نگر میں تھے۔۔۔ پورا نام تھا ”نواب مظفر علی خان“ مظفر نگر آج کل تو ہندوستان میں ایک ضلع ہے۔۔۔ ان بھلے وقتوں میں نواب صاحب کی جاگیر تھی۔۔۔ نواب صاحب کو تعمیرات کا شوق تھا۔۔۔ اسی شوق براری کیلئے اپنے ایک وسیع و عریض باغ کے پتھروں سے ایک بنگلہ بنوایا۔۔۔ خرچ بھی خوب کیا اور نگرانی بھی خود کی۔۔۔ بن کر تیار ہوا تو دیکھنے والوں نے کہا: ”کہنے کو تو بنگلہ ہے مگر حقیقت میں محل ہے“۔۔۔ واقعتاً تھا بھی ایسے ہی لوگ دیکھتے اور دانتوں تلے انگلیاں دبالتے۔۔۔

نواب صاحب کا ارادہ تھا کہ اس کا افتتاح بڑی شان و شوکت سے کریں گے۔۔۔ اسی ارادے کے پیش نظر صفائیاں دھلائیاں وغیرہ ہو رہی تھیں۔۔۔ ریشمی پردے اور فرش فرش بچھائے جا رہے تھے۔۔۔ آرائش و زیبائش کا کام آخری مراحل میں تھا کہ انہی دنوں مظفر نگر کے رہائشی ایک غریب آدمی کی بیٹی کی شادی طے پاگئی۔ لڑکے والوں نے کہا: ہم بارات میں سو آدمی لائیں گے۔ لڑکی والوں کی پریشانی تھی کہ بارات ٹھہرائیں گے کہاں؟ اس زمانے میں میرج ہال تو تھے نہیں۔۔۔ غریب باپ اسی سوچ اور فکر میں غلط تھا کہ ایک خیر خواہ سیاست نے کہا: ”بارات ٹھہرانے کی جگہ تو میں بتا دیتا ہوں لیکن اگر“

غریب باپ نے حیران ہو کر سوائے گاہوں سے اپنے خیر خواہ کو دیکھا پوچھا: ”لیکن اگر کیا؟“

”اگر تمہاری قسمت اچھی ہو اور نواب مظفر خان مان جائیں“ ”کیا مطلب؟“

مطلب یہ کہ نواب صاحب نے جو یہ بنگلہ بنایا ہے وہ بالکل خالی ہے۔۔۔ انہوں نے بھی اس میں رہائش تو اختیار نہیں کی۔۔۔ ایک دو دن تمہاری بیٹی کی بارات ٹھہر جائے تو کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ صفائیاں وغیرہ تو ویسے بھی اچھی ہو رہی ہیں۔۔۔ نواب صاحب رحمہ دل اور غریب پرورد آدمی تھے۔۔۔ بڑی کا باپ نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑی لجاجت سے اپنی حاجت پیش کر دی۔۔۔

”بنگلہ میں دے دوں گا مگر ایک شرط ہے۔۔۔“ نواب صاحب نے منہ پکا کر کے کہا۔۔۔ ”سرکار! میں غریب مسکین آپ کی شرط کیا پوری کر سکتا ہوں؟ ویسے جو حکم دیں گے پورا کروں گا۔“ کریم بخش عرف کریمو نے ہاتھ جوڑ کے کہا۔۔۔ نواب صاحب مسکرائے اور فرمایا:

”جتنے دن بارات ٹھہرے گی اس کا تین وقت کا کھانا بھی میری طرف سے ہوگا۔“ کریم بخش کی ہانکھوں میں احسان مندی سے آنسو آگئے۔ اس نے پکڑی کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: ”نواب صاحب! آپ نے مجھے خرید لیا ہے۔ ساری زندگی بھی سٹاؤں تو آپ کے احسان کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔“ نواب صاحب نے کہا: ”میاں کریمو! اب میرے بچکے کا افتتاح تمہاری بیٹی کی بارات سے ہی ہوگا۔ یہ لو چایاں اور جہاں مزید صفائی کی ضرورت ہو خود ہی کر لینا۔“

بارات دو دن بچکے میں ٹھہری اور زردے۔ پلاؤ اور تنجن کی دیکیں پک پک کر آتی رہیں۔ رخصتی کے وقت عورتوں بچوں سمیت ہر باراتی کو یک ایک جوڑ بھی نواب صاحب کی طرف سے دیا گیا۔ بارات رخصت ہوئی تو کریم بخش احسان کے بوجھ تلے دبے۔ شکر یہ کہ احساس میں ڈبڈباتی آنکھوں سے نواب صاحب کی خدمت میں چایاں واپس کرنے آیا تو نواب صاحب نے چایوں کا گچھا لوٹاتے ہوئے کہا: ”میاں! یہ بنگلہ تو باغ سمیت ہم نے تمہاری بیٹی کو دے دیا بلکہ اسی وقت دے دیا تھا جب تم بارات کے ٹھہرانے کی اجازت لینے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سخاوت کی ردت سے نوازیں امن (سرب مؤمن)۔“

مسواک کے بارے میں عبرت ناک عجیب واقعہ

علامہ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص ابو سلا مہ نامی جو بھری مقام کا باشندہ اور نہایت سب باک اور ب غیرت تھا اس کے سامنے مسواک کے فضائل و مناقب اور محاسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہ غیظ و غضب قسم کھا کر کہا کہ میں مسواک کو اپنی سرین میں استعمال کروں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک گھما کر اپنی قسم کو پورا کر کے دکھایا۔ اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نو مہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی۔ اور پھر ایک (مذہقل) چارونگی چوہے جیسا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چارونگی کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر اور چار دانٹ ہر کی جانب اٹکے ہوئے تھے، پیدا ہوتے ہی یہ چارونگیں بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور سر کچل کر اس نے چارونگی ہلاک کر دیا اور تیسرے دن یہ شخص بھی مر گیا۔ (فضائل مسواک ص ۵۰)

بسم اللہ کی برکت و تاثیر کا عجیب واقعہ

ایک عورت کا شوہر منافق تھا اور اس عورت کی یہ حالت تھی کہ ہر چیز پر خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو... بسم اللہ کہتی تھی... اس کے شوہر کو اس کی یہ حرکت ناگوار تھی... اس نے سوچا کہ کبھی اسے شرمندہ کروں گا... چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو ایک تھیلی دی اور اس سے کہا کہ اس کو محفوظ رکھنا... اس عورت نے اس کو ایک جگہ رکھ کر چھپا دیا... شوہر نے عورت کو غافل پا کر وہ تھیلی اور جو کچھ اس میں تھا... لے لیا اور اس کو کنویں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں تھا... اس کے بعد اس سے وہ تھیلی طلب کی جب وہ عورت اس تھیلی کی جکڑ آئی اور بسم اللہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ... فوراً نیچے جاؤ اور اس تھیلی کو اسی جگہ پر رکھ دو... اس عورت نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا تا کہ اس کو لے سکے چنانچہ جس طرح اس نے اثرنی کی تھیلی کو رکھا تھا اسی طرح اس کو اٹھایا اور شوہر کے حوالے کر دیا... یہ دیکھ کر اس کا شوہر بہت متعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اس کی طرف رجوع کیا... (حوالہ انوار قلب)

ڈاڑھی سیاہ ہونے کا عجیب و غریب واقعہ

غلام محمد صاحب نے صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء کے حوالہ سے لکھا ہے: مکارم احسن (مولانا کے چھوٹے بھائی) کا بیان ہے کہ مرض الموت میں اکثر یہ فرماتے تھے کہ جنت میں کوئی بوڑھا نہ جائے گا... ہر شخص جوان ہو کر جائے گا... چنانچہ جیسے وہ اپنے وقت موعود کے قریب ہوتے جا رہے تھے... ان میں جوش و مسرت بڑھتا جا رہا تھا... یہاں تک کہ جس رات سفر آخرت طے تھا اس میں تو فرط انبساط سے بے قابو ہوتے جا رہے تھے... اور اسی عالم فرحت میں بظاہر سو بھی گئے... جب صبح ان کی روح پرداز کر چکی تھی... تو چہرہ پر گوشت تر و تازہ تھا... سفید ڈاڑھی بالکل سیاہ تھی... اور لاغر و نازک جسم بالکل گداز تھا... اس منظر کو مکارم احسن صاحب ہی نے نہیں دیکھا بلکہ ہر شریک جنازہ نے حیرت کی آنکھ سے دیکھا اور اس میں لذت روحانی محسوس کی... مولانا کے جنتی ہونے کی اس سے زیادہ واضح نشانی اور کیا ہو سکتی ہے (حیات مولانا مکیاٹی)

تقویٰ کا عجیب واقعہ

حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر ایک زہریلا قسم کا پھوڑا ہو گیا تھا جس نے رفتہ رفتہ ساری پنڈلی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ جب وہ زخم اوپر بڑھنے لگا تو اس وقت للصین کے اصرار پر آپ ٹانگ کٹوانے پر راضی ہو گئے.....

جب آپ کی ٹانگ کاٹی گئی تو ڈاکٹروں کو خطرہ تھا کہ شاید آپ جانبر نہ ہو سکیں گے۔۔۔ کرنل امیر الدین صاحب گھبرائے ہوئے تھے اور ٹانگ کاٹ رہے تھے اور ڈکٹر ریاض قدیر صاحب ٹانگ کے لگا رہے تھے اور کرنل ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔۔۔ وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ مفتی صاحب بھی پریشان ہوں گے مگر آپ بالکل مطمئن تھے اور فرمایا کہ میرے لئے تو آج عید ہے۔

ٹانگ کاٹنے سے قبل حسب دستور ڈاکٹروں نے ایسی دوا دینی چاہی کہ شدید تکلیف کا احساس نہ ہو یا ہو تو کم ہو۔۔ مگر حضرت مفتی صاحب نے کوئی ایسی دوا لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا ”مجھے میرے حال پر چھوڑ کر آپ اپنا کام شروع کریں“

ستر برس کی عمر ڈاکٹر صاحبان بڑے پریشان تھے طوعاً و کرہاً ایک ٹیکہ لگا کر ان کا ٹی شروع کر دی اس میں تقریباً ایک گھنٹہ لگا۔ آپریشن کے وقت جس ڈاکٹر نے آپ کے نبض پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اُن کا بیان ہے کہ ”حیرت ہے کہ آپریشن کے شروع سے اختتام تک نبض کی رفتار میں سب سے بڑا فرق نہیں آیا اس آپریشن کے بعد جو درد ہوتا ہے اس کی شدت کا اور کوئی فرد مقابلہ نہیں کر سکتا مگر حضرت جس بناشت کے ساتھ آپریشن روم میں داخل ہوئے تھے اسی کے ساتھ واپس ہوئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔“

حضرت علامہ سید سید سید سید ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے اس استقامت کا (جو کہ ٹانگ کٹنے کے وقت تھی) راز پوچھا آپ نے فرمایا ”میں اس وقت اس تکلیف کے اجر جزیل کو خوشی میں جو مشکل ہو کر سامنے آ گیا تھا ایسا محو ہوا کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔“

ف: یہ عین یقین کا مقام تھا کہ تکلیف تک احساس نہ ہوا..... (تذکرہ حسن ص ۵۰)

حیرت انگیز ایثار کا عجیب واقعہ

ابو محمد الازدی نے ایثار و قربانی کا ایک حیرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے.... وہ کہتے ہیں:
ایک مرتبہ ”مرد کی مسجد“ میں آگ لگ گئی مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ یہ حرکت عیسائیوں کی
ہے... غصے میں آ کر انہوں نے عیسائیوں کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں میں آگ لگا دی
اور انہیں جلا ڈالا... وقت کے بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گزری۔ اس نے ان لوگوں کی گرفتاری
کا حکم جاری کر دیا۔ جنہوں نے عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں آگ لگائی اور انہیں جلا یا
تھا... مسلمانوں کی ایک جماعت اس سلسلہ میں گرفتار ہوئی اور سلطان کے سامنے پیش کی
گئی کہ وہ ان کے لیے سزا تجویز کرے... سلطان نے چند پرچیوں پر یہ الفاظ لکھے...

۱- کوڑے کی سزا ۲- ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا ۳- قتل کی سزا

اور یہ پرچیاں گرفتار شدگان پر پھینک دی گئیں... جس کے حصہ میں جو پرچی آئی
اس کے لیے وہی سزا نافذ کرنے کا حکم ہوا... جو اس میں لکھی تھی... قتل کی پرچی ایک شخص
پر پڑی... اس نے کہا: ”خدا کی قسم میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا... لیکن رہ رہ کے مجھے اپنی
ماں کا خیال آتا ہے... میرے بعد اس کا کوئی سہارا نہیں رہ جائے گا... نہ کوئی بہن ہے...
نہ بھائی... نہ کوئی اور عزیز...“

پاس ہی ایک اور نوجوان موجود تھا... اس پر جو پرچی پڑی تھی... اس میں کوڑے کی
سزا لکھی ہوئی تھی... اس نے کہا...

”میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے... تم ایسا کرو... اپنی پرچی مجھے دے دو اور میری

پرچی تم لے لو... میں قتل ہو جاؤں گا... تم کوڑے کی سزا بھگت لیتا...“

اس نوجوان نے اپنے دوست کی پیشکش قبول کر لی۔ چنانچہ دونوں نے اپنی پرچیاں
بدل لیں... وہ جوان قتل کر دیا گیا... اور یہ کوڑے کی سزا بھگت کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا..

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرعت رفتار کا عجیب واقعہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ہے جبرئیل علیہ السلام! کبھی تمہیں آسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی اور فوراً بھی زمین پر اترنا پڑا ہے... جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فی الفور بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑا ہے... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... وہ چار مرتبہ کس موقع پر؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ایک تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تو میں اس وقت عرش الہی کے نیچے تھا... مجھے حکم ہوا کہ جبرئیل! خلیل کے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے فوراً میرے خلیل کے پاس پہنچو... چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ فوراً خلیل کے پاس پہنچا... دوسری بار جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن اطہر پر چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچوں اور چھری کو الٹا دوں... چنانچہ میں چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا... تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں کی تہ تک پہنچنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچوں اور کنویں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پتھر پر با آرام بٹھا دوں... چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا... اور چوتھی مرتبہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ کافروں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دندان مبارک شہید کیا تو مجھے حکم الہی ہوا کہ میں فوراً زمین پر پہنچوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کا خون زمین پر نہ گرنے دوں اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی میں وہ خون مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لوں ..

یا رسول اللہ! خدا نے مجھے فرمایا تھا... جبرئیل! اگر میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین میں سے نہ کوئی سبزی اُگے گی... اور نہ کوئی درخت... چنانچہ میں بڑی تیزی کے ساتھ زمین پر پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو اپنے ہاتھ پر لے لیا... (روح البیان)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ

ڈاکٹر نور احمد نور لکھتے ہیں کہ میں سعودی عرب میں بریدہ کے مقام پر اپنا مطلب چلاتا تھا یہ ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ جمعہ کے دن زیارت کیلئے مدینہ منورہ گیا۔ وہاں ایک ڈاکٹر دوست کے ہاں قیام کیا۔ اتفاق کی بات کہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت اس روز خراب تھی اور مریض ان کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے مریضوں کو دیکھنے کی درخواست کی میں مریضوں کو دیکھتا رہا ایک بدو نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے ساتھ احد پہاڑ تک چلوں وہاں ایک مریض کو دیکھتا ہے میں اس کے ساتھ احد پہنچا شہداء احد کے قبرستان کے قریب ہی ایک خیمے میں وہ مریض موجود تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اسکے بعد وہ بوڑھا بدو مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر لے گیا۔

اس نے بتایا کہ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر میچے واوی میں تھی... ایک مرتبہ زبردست بارش ہوئی... اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر زبردست آب آگئی... حجاز کے حکمران شریف مکہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خراب میں زیارت ہوئی... حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

بارش کا پانی تنگ کر رہا ہے... اس کا بندوبست کرو... شریف مکہ نے علماء کرام کو بلا کر ان سے مشورہ کیا... مشورے کے بعد قبر کو کھودا گیا... پانی واقعی نیش تک پہنچا ہوا تھا... چنانچہ نیش کو اوچی جگہ منتقل کر نیا پروگرام بنا... بوڑھے بدو نے بتایا قبر کھودنے والوں میں وہ بھی شامل تھا... کھدائی کے دوران کدال کی معمولی سی ضرب غلطی سے نیش کے نشتے پر جا گئی... سب لوگ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں سے خون جاری ہو گیا تھا... چنانچہ اس جگہ پر پٹی باندھی گئی...

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو کھولا گیا تو دیکھا جسم کے نچلے حصے پر کفن موجود تھا زخم سے تازہ خون برس رہا تھا آپ کی آنکھ نکلی ہوئی تھی کان اور ناک کٹے ہوئے تھے اور ہیٹ چاک تھا وہاں موجود سب لوگوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی اور اسی حالت میں انہیں اوچی جگہ پر دوبارہ دفن کیا گیا آج جو لوگ مرنے کے بعد کی زندگی کا انکار کرتے ہیں یہ زعمہ جاوید واقعہ ان کو غلط ثابت کرنے کیلئے کافی ہے مگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین میں اس طرح محفوظ نہ ہوتے آپ کو شہید ہوئے تو چودہ سو سال بیت چکے ہیں۔ اللہ اکبر۔ (رسالہ اکثر انور)

خدمت خلق کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کی ایک رات میں حضرت مفتی صاحب بذریعہ ریل گاڑی تھانہ بھون کے اسٹیشن پر اترے۔۔۔۔۔ قصبہ اسٹیشن سے کافی دور تھا۔۔۔۔۔ درمیان میں کھیت اور غیر آباد زمینیں تھیں۔۔۔۔۔ بجلی بھی نہیں تھی رات کے وقت قلی یا سواری ملنا ناممکن تھا۔۔۔۔۔ چند مسافر ہوتے جو اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے گاڑی خراب معمول رکی اور روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔ اسٹیشن پر ہو کا عالم تھا جنگل اور اندھیری رات۔۔۔۔۔ اسٹیشن سے قیام گاہ تک آمد و رفت عموماً پیدل ہوتی تھی۔۔۔۔۔ حضرت مفتی صاحب تنہا تھے سامان بھی ساتھ نہ تھا۔۔۔۔۔ چانک آواز آئی ”قلی“ ”قلی“ یہ آواز بار بار آرہی تھی۔۔۔۔۔ اب اس میں گھبراہٹ بھی شامل ہو گئی تھی کوئی صاحب مع اہل و عیال اسی گاڑی سے اترے۔۔۔۔۔ قلی ہو تو ملے وہاں ایسا قلی نہ تھا جو آبادی تک سامان پہنچا دے۔۔۔۔۔ یہ مفتی صاحب کے ایک واقف کا رتھے اور عقیدت مندانہ ملتے تھے۔۔۔۔۔ مفتی صاحب سے اپنا بوجھ اٹھوانے پر ہرگز راضی نہ ہوتے یا عمر بھر برداشت کے بوجھ میں دبے رہتے۔۔۔۔۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے جلدی سے سر پر رومال پیٹ کر اوپر سے چادر ڈالی اور مزدورانہ ہیئت تیزی سے پہنچ کر کہا:۔۔۔۔۔
”سامان رکھو! کہاں جاتا ہے؟“

انہوں نے مختصر پتہ بتا کر سر پر سامان لادنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ پہلا بکس ہی اتنا بھاری تھا کہ مفتی صاحب نے کبھی نہ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ اس پر دوسرا بکس رکھا۔۔۔۔۔ تیسرا عدد اور مفتی صاحب کی بغل میں چھانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ مفتی صاحب نے دونوں ہاتھوں سے بمشکل ان بکسوں کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ:۔۔۔۔۔

”حضور میں کمزور آدمی ہوں زیادہ نہیں اٹھا سکتا۔۔۔۔۔ یہ (تیسرا عدد) آپ سنبھال لیں“
یہ مختصر قافلہ روانہ ہوا بوجھ سے پاؤں ڈگمگا رہے تھے مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی اس کمزوری کو تاراج (بیٹری) نے چھپا لیا تھا جو انہیں راستہ دکھا رہی تھی اور مفتی صاحب کی

طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیتی تھی ان کی قیام گاہ پر سامان اتارا وہ یہ کہہ کر ذرا اندر گئے کہ ”ابھی آکر پیسے دیتے ہیں۔۔۔“ حضرت مفتی صاحب وہاں سے غائب ہو گئے۔۔۔۔۔

اگلے دن وہ صاحب خانقاہ میں حسب سابق بڑی تعظیم سے ملے۔۔۔۔۔ مگر انہیں کیا معلوم وہ ایک ”قلی“ سے مل رہے ہیں۔۔۔ (البلاغ لیتا علم)

ادائیگی زکوٰۃ کی برکت کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”آپ جی“ میں لکھتے ہیں:

میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا ... کہ ضلع سہارن پور میں ”ہیٹ“ سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں ... اس کے قرب وجوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں ... جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے ... اور ان کے مسلمان ملازم کا کام کیا کرتے تھے ... وہ انگریز دہلی ... کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے ... کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے ... ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی ... قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں ... ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا ... اور جا کر واقعہ سنایا کہ ... حضور ... سب کی کوٹھیاں جل گئیں آپ کی بھی جل گئی ... وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا ... نہایت اطمینان سے لکھتا رہا ... اس نے التفات بھی نہیں کیا ... ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور سب جل گیا ... اس نے دوسری دفعہ بھی لا پرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا ...

ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ ... میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ... وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی ... وہ انگریز کی اس لا پرواہی سے جواب کو سن کر واپس آ گیا ... آکر دیکھا تو واقعی میں سب کوٹھیاں جل چکی تھیں ... مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی ...

ایک خلیفہ کی موت کا عجیب عبرت انگیز واقعہ

اس چند روزہ زندگی پر مشرور عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ واثق باللہ تھا... لیلائے
 اقتدار نے اس کو موت سے فراموش کر دیا تھا... وہ یہ سمجھتا تھا کہ اقتدار کا نشہ دائمی ہے...
 لیکن مولانا مناظر احسن گیلانی قدس سرہ نے تاریخ کے اوراق سے اس واثق باللہ عباسی کی
 موت کا جو واقعہ تحریر کیا ہے... وہ نہ صرف سبق آموز ہے... بلکہ عبرت انگیز بھی...
 مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الذہبی نے مختصر دول الاسلام میں نقل کیا ہے
 ... کہ الواثق باللہ کا جب خادم خاص جو ”الواثقی“ کے نام سے مشہور تھا... اس کا بیان ہے
 ... کہ واثق جب بیمار ہوا تو اس کی تیمارداری مجھ سے متعلق تھی... حالت واثق کی جب
 خراب ہوئی.. تو میں نے دیکھا کہ اس پر غشی طاری ہو گئی ہے... میں نے محسوس کیا کہ وہ ختم
 ہو گیا ہے... پاس میں جو لوگ تھے... ان کو بلا یا اور ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ واثق
 کے قریب جا کر واقعی دیکھے.. کہ اس کی روح پرداز کر چکی یا کچھ زندگی کی رمت باقی ہے...
 لیکن کسی کو اس کے قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی... آخر میں ہی دل کو مضبوط کر کے
 آگے بڑھا.. میں نے آہستہ سے اس کی ناک پر سانس کا پتہ چلانے کے لیے انگلی رکھی کہ
 اچانک واثق نے آنکھیں کھول دیں.. الواثقی کہتا ہے... کہ نہ پوچھو کہ اس واقعہ کا مجھ پر
 کیا اثر مرتب ہوا... اس کے الفاظ ہیں... ”کلدت ان اموت“.. (اتنا گھبرایا کہ قریب
 تھا کہ میں خود مر جاتا).. گھبراہٹ اس بات کی تھی کہ موت کے انتساب کو واثق کی زندگی
 ہی میں کو یہ ممکن قرار دے دیا (کیونکہ بادشاہوں اور امراء کے لیے سب سے بری اور قابل
 نفرت شے تو موت ہے... جو دنیا کی بخش و عشرت اور تمام لذتوں سے ان کے تعلق اور رشتہ کو
 مستطیع کر دیتی ہے)... باز پرس کے خوف نے اس پر یہ ہیبت طاری کی.. لیکن خیر گزری
 کہ واثق کی آنکھیں خری دلدہ کھلی تھیں... اور پھر ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں...
 الواثقی کہتا ہے کہ دُر کے مارے میں گر پڑا تھا.. لکوار تک ٹوٹ گئی.. اور میرے

بدن میں کچھ گھس بھی گئی.... بہر حال الواثق واقعی اس کے بعد مر گیا... تب دائمی نے یہ یقین کر لینے کے بعد کہ درحقیقت اب خلیفہ کی روح پرواز کر چکی ہے... لاش پر چادر ڈال دی... اس مرحلہ میں دائمی کو محسوس ہوا کہ آنکھوں کے سامنے کوئی چیز حرکت کر رہی ہے... وہ بھر گھبرایا... چادر اٹھائی تو دیکھتا ہے کہ... ایک چوہا الواثق کی آنکھیں نکالے بھاگے جاتا ہے... بے ساختہ زبان پر دائمی کے جاری ہو گیا... لا الہ الا اللہ... یہی آنکھ تھی جس کی معمولی حرکت سے کچھ دیر پہلے میں مرنے کے قریب ہو گیا تھا... گر پڑا... سکوار ٹوٹی اور چند لمحوں کے بعد اسی آنکھ کو ایک چوہا نکال کر لے بھاگا... (مختصر دالاسلام لاہور)

امام ابو زرہ رحمہ اللہ کے عجیب و غریب آخری لمحات

ان کے انتقال کا واقعہ بھی عجیب ہے... ابو جعفر تسری کہتے ہیں کہ "ہم جان کئی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابو حاتم... محمد بن مسلم... مندر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "لقنوا امواتکم لا الہ الا اللہ" (اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو) مگر ابو زرہ سے شرابہ ہے تھے اور ان کو تلقین کی ہمت نہ ہو رہی تھی... آخر سب نے سوچ کر یہ رائے نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہئے... چنانچہ محمد بن مسلم نے ابتداء کی حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبد الحمید بن جعفر اور اتنا کہہ کر رک گئے باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی... اس پر ابو زرہ نے اسی جان کئی کے عالم میں روایت کرنا شروع کیا... اور اپنی سند بیان کرنے کے بعد متن اپنی حدیث پر پہنچے...

میں کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ... اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ ظاہر روح نفس عصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گیا... پوری حدیث یوں ہے "من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنة" (یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لا الہ الا اللہ نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا)... (بجراہر پارے)

شاہ جی عبداللہ شاہ دیوبندی کی عجیب و غریب ضیافت

دیوبند میں ایک بزرگ تھے شاہ جی عبداللہ شاہ..... گزراوقات کے لئے انہوں نے گھاس کھودنے کا مشغلہ اختیار کیا تھا، گھاس کھود کر گٹھڑی بناتے اسے بیچتے اور اس سے گزراوقات کرتے اور گٹھڑی کی قیمت متعین تھی چھ پیسے نہ کم لیتے تھے نہ زیادہ..... بارہا میں نے ایک ہی قیمت تھی..... دیوبند کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو لوگ اپنے جانوروں کے لئے گھاس خریدنے آتے تھے تو ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ شاہ جی کی گٹھڑی میں خربہ لوں..... حالانکہ سینکڑوں گھسیارے اپنی اپنی گٹھڑیاں لئے بیٹھے رہتے تھے لیکن ان سے کوئی نہ خریدتا تھا... بلکہ شاہ جی کو ترجیح دیتے تھے کہ اس میں ہمارے جانوروں کے لئے بھی برکت ہوگی اور ہمارے گھر میں بھی اسی لئے پہلے سے انتظار میں کھڑے رہتے تھے جب دیکھا کہ شاہ جی سر پر گٹھڑی لئے آرہے ہیں تو سب لوگ خریدنے کو دوڑتے تھے... جس نے گٹھڑی پر پہلے ہاتھ رکھ دیا بس گٹھڑی اسی کی ہو جاتی تھی... اور وہیں پر گٹھڑی ڈال دیتے تھے... چھ پیسے لئے اور کہہ دیا کہ لے جاؤ اپنی گٹھڑی، پھر ان چھ پیسوں میں ان کے یہاں یہ طریق تھا کہ دو پیسے تو وہیں صدقہ کر دیتے اور دو پیسے گھر کا خرچ تھا..... ایک کوڑی کی لکڑی کی ایک پائی کا تیل یا ایک ادھیلہ کا آٹا لیا سستا زمانہ تھا..... دو پیسے میں خاندان کا گزر ہوتا تھا اور دو پیسے جمع کر لیا کرتے تھے... سال بھر میں جب آٹھ دس روپے جمع ہو جاتے تو ہمارے اکابر کی دعوت کیا کرتے تھے... جن میں مثلاً حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد یحیٰیؒ وغیرہ وغیرہ ہوتے تھے (نہات لب)

حکمت سے علاج کا عجیب واقعہ

نادر شاہ نے جب دہلی کی لوٹ مار کر کے اپنے وطن لوٹنے کا ارادہ کیا تو یہاں سے مال و دولت کے ساتھ ساتھ مختلف ماہر علوم و فنون کو بھی اپنے ساتھ لے گیا... انہیں لوگوں میں

حکیم علوی خان (۱۷۴۹ء) کی ذات گرامی بھی شامل تھی... راستے میں ایک مقام پر پہنچنے کے بعد نادر شاہ نے حکیم صاحب سے کہا کہ اس وقت میں بہت بیمار ہوں... تم میرا علاج کرو لیکن نہ تو میں کوئی دوا کھاؤں گا... اور نہ ہی بیرونی طور پر کوئی دوا لگاؤں گا... قارورہ و تبض بھی نہیں دکھاؤں گا... لیکن تمہیں میرا مرض ٹھیک کرنا ہوگا...

حکیم صاحب اس بات سے پہلے تو کچھ پریشان سے ہوئے... مگر اپنی ذہانت اور فنی مہارت کے بھروسہ پر نادر شاہ سے کہنے لگے... کہ مجھے کچھ مہلت چاہیے... ان شاء اللہ کوئی مناسب تدبیر کی جائے گی... یہ کہہ کر وہاں سے جانے لگے... تو بادشاہ کے چہرے پر فوراً سے ایک نظر ڈالی... اس کی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا... اور اس پر تھکن کے آثار نمایاں تھے... مزاج میں جڑ جڑا پن بھی تھا... ان علامتوں سے حکیم صاحب فوراً سمجھ گئے کہ آج شدید گرمی ہے... جس کی وجہ سے بادشاہ کو دردِ صراحت ہے...

اپنے مقام پر واپس آ کر انہوں نے سدا گلاب کا ایک پتکھا تیار کر دیا... اور اس کو عطرِ خس میں معطر کیا.. پھر اس کو لے کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور پتکھا جھلنے لگے... پھولوں کی خوشبو جب بادشاہ کے دماغ تک پہنچی تو اس سے روحِ قلب و دماغ کو فرحت ملی اور اتنا آرام ملا کہ نیند آ گئی... جب وہ سو کر اٹھا تو دردِ صراحت غائب ہو چکا تھا اور چہرہ پر خشکی و تھکن کے جو آثار تھے... وہ بھی ختم ہو چکے تھے... اور بادشاہ اپنے آپ کو ہشاش بشاش محسوس کر رہا تھا... اپنی بیماری سے نجات پا کر بادشاہ کو بہت خوشی ہوئی... اس نے عدوی خان کو بلا کر ان کی عقل مندی کی داد دی... اور کہا کہ جو مانگنا چاہو مانگو... حکیم صاحب اس وقت دنیا کی جو نعمت مانگنا چاہتے مانگ سکتے تھے... مگر دنیا کی مال و دولت کے آگے ان کو اپنا وطن زیادہ عزیز تھا.. کہنے لگے... آپ مجھے میرے وطن واپس بھیج دیجئے... نادر شاہ نے بادل ناخواستہ اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انہیں مال و دولت سے بھی نوازا... اور پھر وطن واپس بھیجنے کی اجازت دیدی.. اس طرح حکیم صاحب اس کے چنگل سے آزاد ہو کر دہلی واپس آ گئے....

ایک بادشاہ کی موت کا عجیب واقعہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فارم میں دیکھا کہ ایک عظیم المخلق آدمی چت لیٹا ہوا پڑا ہے اور اس کے پاس ایک پتھر رکھا ہے جس پر لکھا ہوا ہے ”میں دو ستم بادشاہ ہوں، میں نے ایک ہزار سال حکومت کی، ایک ہزار شہر فتح کئے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی اور ایک ہزار کنواری عورتوں کے ساتھ شب زفاف کا مطف اٹھایا، آخر میرا انجام یہ ہوا کہ مٹی میرا بچھونا اور پتھر میرا تکلیف ہے پس جو مٹی مجھ دیکھے تو وہ دنیا کے دھوکہ میں بہتا نہ ہو جیسے دنیا نے مجھ دھوکہ دیا۔“

جب اسکندر مرا تو ارسطاطالیس نے کہا ”اے بادشاہ تیری موت نے ہمیں سرگرم عمل کروایا۔“ ایک اور دانہ نے جب اسکندر کی موت دیکھی تو کہا ”بادشاہ آج اس حالت میں اپنی پوری زندگی کے خطابات سے زیادہ مؤثر خطاب کر رہا ہے اور بادشاہ کا آج کا وعظ اس کی پوری زندگی کے واعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے۔“

قیصر اور اسکندر چل بے زل اور سہراب و رستم چل بے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے صبر کا عجیب واقعہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا۔۔۔ اس کو پتہ چلا کہ آپ کے والد کی وفات ہو گئی۔ والدہ بڑھی تھیں۔۔ بڑے سال کے قریب عمر ہو گئی۔۔۔ وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شرع شریف میں حکم ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کر دو تمہاری والدہ چونکہ ۵۰ وچکی ہیں میں نے سنا ہے کہ بڑی خوبصورت ہیں حسینہ و جمیلہ ہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں۔ حضرت نے سنا تو بھانپ گئے۔۔ فرمانے لگے بھئی! میری والدہ مافکہ بالندہ ہیں اور اس گھر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے میں ان کے سامنے جا کر بات کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔۔ حضرت نے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی دروازہ تھا۔۔ اسی درد کے اندر وہ بندہ گرا اور وہیں پر اس کی موت آ گئی۔۔ امام اعظم فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کے صبر نے ایک بندے کی جان لے لی۔۔

عفت و عصمت کا عجیب واقعہ

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور محدث ہیں۔۔۔ ایک مرتبہ حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو جنگل میں ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا ان کے ساتھی کسی کام کے لیے شہر گئے تو وہ اپنے خیمے میں اکیلے تھے اتنے میں ایک خوبصورت عورت ان کے خیمے میں آئی اور کچھ مانگنے کا اشارہ کیا۔۔۔ انہوں نے کچھ کھانا اس کو دینا چاہا تو اس عورت نے برملا کہا کہ میں آپ سے وہ کچھ چاہتی ہوں جو ایک عورت مرد سے چاہتی ہے دیکھو تم نو جوان ہو میں خوبصورت ہوں ہم دونوں کے لطف امدوز ہونے کے لیے تہ کی کا موقع بھی ہے۔۔۔ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ شیطان نے میری عمر بھر کی محنت ضائع کرنے کے لیے اس عورت کو بھیجا ہے وہ خوف خدا سے زار و تظار روئے لگے اتار دئے اتار دئے کہ وہ عورت شرمندہ ہو کر واپس چلی گئی۔۔۔ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مصیبت سے جان چھوٹی۔۔۔ رات کو سوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مبارک باد ہو تم نے دلی ہو کر وہ کام کر دکھایا جو ایک نبی نے کیا تھا۔۔۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک امیر شخص تھا جس کی بیوی رشک قرار پر پی چہرہ تھی۔۔۔ اس عورت کو اپنے حسن پر بڑا ناز تھا ایک مرتبہ بناؤ سنگھار کرتے ہوئے اس نے ناز نخرے سے اپنے شوہر سے کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھے دیکھے اور میری طمع نہ کرے۔۔۔ خاوند نے کہا مجھے اسید ہے کہ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تیری پروا بھی نہیں ہوگی۔۔۔ بیوی نے کہا مجھے اجازت ہو تو جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آ زما لیتی ہوں۔۔۔ یہ کون سا مشکل کام ہے یہی گھوڑا اور یہی گھوڑے کا میدان۔۔۔ دیکھ لیتی ہوں جنید بغدادی کتنے پانی میں ہیں۔۔۔ خاوند نے اجازت دے دی۔۔۔ وہ عورت بن سدر کر جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور ایک مسئلہ پوچھنے کے یہاں چہرے سے نقاب کھول دیا۔۔۔ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر پڑی تو انہوں نے زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگائی اس عورت کے دل میں یہ نام پیوست ہو گیا اس کے دل کی حالت بدل گئی وہ اپنے گھر واپس آئی اور سب ناز نخرے چھوڑ دیئے۔۔۔ زعمی کی صیغہ

شام بدل گئی۔ سارا دن قرآن مجید کی تلاوت کرتی اور ساری رات مصلے پر کھڑے ہو کر گزار دیتی۔۔۔ خشیت الہی اور محبت الہی کی وجہ سے آنسوؤں کی لڑیاں اس کے رخساروں پر بہتی رہتیں۔۔۔ اس عورت کا خاوند کہا کرتا تھا کہ میں نے جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کیا بکاڑا تھا کہ اس نے میری بیوی کو راہب بنا دیا اور میرے کام کا نہ چھوڑا۔۔۔

انصاف کا عجیب و غریب واقعہ

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا۔ انگریز کی عدالت میں پہنچا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملے تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملے ہم اس پر مندر بنائیں گے۔ اب بات دو انسانوں کی، انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا۔ حتیٰ کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا اب سارے شہر میں قتل و غارت ہو سکتی تھی، خون خرابہ ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلاح و منفعتی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے۔۔۔ جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کون۔۔۔ کی صورت ہے کہ آپ ٹوٹ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکالیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے آپ انکی پیشی پر اس کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، مگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے۔ جب جج نے فریقین سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔ مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہو تو وہ مسجد بنانے کے لیے بات کرے گا چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھی اس دن آنا اور میں اس بڑھے کو بھی بلوالوں گا۔۔۔ اب جب مسلمان باہر

نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے، سب کو ڈرامہ ہے تھے، فرے لگا رہے تھے۔۔۔ ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حاکم بنالیا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہوگا، اب ہندوؤں کے دل مرجھائے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں ساتے تھے۔۔۔ لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے۔

چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الہی بخش کا مدحیہ حمد اللہ تعالیٰ کا نام بتایا کہ جوشہ عبدالنیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی سچی زندگی عطا فرمائی تھی، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچتے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضروریات کریں گے چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتائیے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟ ان کو چونکہ حقیقت حاس کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے۔ اب جب انہوں نے کہا کہ یہ ہندوؤں کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت اس کی ہے تو وہ جو چاہیں کریں چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات بھی، فیصلہ کرنے کے بعد کہ ”آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا“۔ جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے۔۔۔ ہم سی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولا کہ مسجد پہنچی مگر حضرت سنی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول ہلا، سچے پروردگار نے اس جگہ جگہ دیکھا دی۔ تو کئی مرتبہ لٹرا آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جھوٹ بولنا، سارا راستہ نہیں ہے یہ کانٹوں بھر راستہ ہوا کرتا ہے، جھوٹ سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں، انسان نفرت کرتے ہیں، انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے، ایک جھوٹ کو بولنے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا۔

دنیا کی عجیب مثال

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بڑی اچھے انداز میں سمجھائی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جا رہا تھا کہ ایک شیر اس کے پیچھے بھاگا اس کے قریب کوئی بھی درخت نہیں تھا کہ جس پر وہ چڑھ جاتا۔ اسے ایک کنویں نظر آیا اس نے سوچا کہ میں کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی کنویں سے باہر نکل آؤں گا جب اس نے نیچے چھلانگ لگانے کے لیے دیکھا تو کنویں میں پانی کے نیچے پر ایک کالا ناگ تیرتا ہوا نظر آیا۔ یہ پیچھے شیر تھا اور نیچے کنویں میں کالا ناگ تھا وہ اور زیادہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں اسے کنویں کی دیوار پر کچھ گھاس اگی ہوئی نظر آئی اس نے سوچا کہ میں اس گھاس کو پکڑ کر لٹک جاتا ہوں وہ نہ لو پڑھوں کہ شیر کھائے اور نیچے جاؤں کہ سانپ ڈسے، میں درمیان میں لٹک جاتا ہوں، اب شیر چلا جائے گا تو میں بھی باہر نکل آؤں گا تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک کالا اور ایک سفید چوہا دونوں اسی گھاس کو کاٹ رہے ہیں۔ جس گھاس کو پکڑ کر وہ لٹک رہا تھا اب اسے اور زیادہ پریشانی ہوئی اس پریشانی کے عام میں جب اس نے دھڑا کر دیکھا تو اسے قریب ہی شہد کی کھویں کا ایک چھتہ نظر آیا اس پر کھیاں تو نہیں تھیں مگر وہ شہد سے بھر ہوا تھا یہ چھتہ دیکھ کر اسے خیال آیا کہ ذرا دیکھوں تو سمی اس میں کیسا شہد ہے۔

چنانچہ اس نے ایک ہاتھ سے گھاس کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی پر جب شہد لگا کر چکھا تو اسے بڑا حرا آیا اب وہ اسے چاٹنے میں مشغول ہو گیا نہ اسے شیر یا در ہا نہ ناگ یا در ہا اور نہ ہی اسے چوہے یا در ہا سوچیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ یہ مثال دینے کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اے دوست! تیری مثال اسی انسان کی سی ہے۔ ملک الموت شیر کی مانند تیرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ قبر کا عذاب اس سانپ کی صورت میں تیرے انتہار میں ہے۔ کالا اور سفید چوہا یہ تیری زندگی کے دن و رات ہیں۔ گھاس تیری زندگی ہے جسے چوہے کاٹ رہے ہیں۔ اور یہ شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں جن سے لطف اندوز ہونے میں تو لگا ہوا ہے۔ تجھے کچھ یاد نہیں، سوچ کہ تیرا انجام کیا ہوگا۔" واقعی بات یہی ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں میں پھنس کر اپنے رب کو بھول کر رہتا ہے کوئی کھانے، پینے کی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے اور کوئی پیچھے عذاب اور شہرت کی لذت میں پھنسا ہوا ہے، یہی لذتیں انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہیں اس لیے جہاں ترس دنیا کا غلط آئے گا اس سے مراد ترک لذات ہوگا۔

دو بھائیوں کی تکلیف کا عجیب واقعہ

ایک شخص کے دو بڑے بیٹے پیدا ہوئے اور ان کی کمر اور پر سے نیچے تک بالکل چسپاں تھے۔ ڈاکٹروں کو جمع کیا گیا کہ یہ دو بچے ہیں اور بڑے ہوئے ہیں۔ اس کو حل کروان کو آپریشن کر کے الگ کر دو۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر آپریشن کیا گیا تو دونوں مر جائیں گے۔ اس لئے کہ جو شہ رگیں ہیں وہ دونوں کی جڑی ہوئی ہیں۔ دونوں کی پرورش کی گئی اب ماں بے چاری ایک کو دودھ پلاتی تو دوسرا لٹا پڑا ہوا اور جب دوسرے کو پلاتی تو وہ لٹا پڑا ہوا ہے۔ غرض وہ اس طرح سے پالتی رہی یہاں تک کہ بچے پانچ چھ برس کے ہو گئے۔ ان کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا خدا کی قدرت کہ ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم دین حاصل کرنے کا اور ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم معاش حاصل کرنے کا۔ دونوں کے لئے عالم متعین کئے گئے ایک اچھا عالم بن گیا اور ایک بڑا گریجویٹ بن گیا۔ دونوں بھائی آپس میں باتیں کیا کرتے۔ جو بھائی دنیا طلب تھا وہ کہتا کہ ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے۔ ہر وقت کی مصیبت میرا جی کھلنے کو چاہتا ہے اور تیرا دل نہیں چاہتا مگر مجبوراً تجھ کو جانا پڑتا ہے۔ اور اگر میں استنجا کے لئے جانا چاہوں اور تیرا جی نہیں چاہتا تو بھی تجھ کو جانا پڑتا ہے تو کوئی اپنے دل کی بات نہیں کر سکتا ہے۔ لہذا ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے۔ یہ سن کر دیندار بھائی کہتا کہ بھائی صبر کرو اس سے بڑھ کر بھی تو مصیبت آتی ممکن ہے اس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر مصیبت ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ نصیحت کرتا کہ یہ مت کہو اللہ کے یہاں مصیبتوں کے خزانے بھی بہت ہیں خدا کی قدرت کہ دیندار بھائی کا انتقال ہو گیا۔ تو پھر ڈاکٹروں کو جمع کیا کہ اس لاش کو کاٹو تو انہوں نے کہا کہ اگر لاش کاٹی گئی تو یہ بھی مر جائے گا۔ اب لاش دنیا دار بھائی کے کمر پر ہے۔ سوٹا ہے تو مردہ کمر کے اوپر کھانا کھاتا ہے تو مردہ کمر پر۔ استنجا کو جاتا ہے تو مردہ کمر پر۔ اس وقت چھوٹے بھائی نے کہا کہ میرا بھائی صحیح کہتا تھا تو وہ مصیبت لاکھ درجہ بہتر تھی جب کہ بھائی زندہ تھا۔ تو اس نے توجہ کی اور صبر کیا اور کہا کہ اے اللہ بس کرو اگر اس سے بڑی مصیبت آگئی تو کیا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام)

صبر کا عجیب و غریب واقعہ

حضرت عمران بن ابیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلیل القدر صحابی ہیں ایک مسجد بھٹکے کے اندر بیس سال جلا رہے ہیں اور چٹ لیے رہتے تھے کروٹ نہیں لے سکتے تھے۔ یعنی بیس برس تک چٹ لیے کھانا بھی پینا بھی عبادت کرنا بھی قضاے حاجت کرنا بھی آپ اندر کیجئے بیس برس ایک انسان ایک پہلو پر پڑا رہے اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ یہ تو بیماری کی کیفیت تھی۔ لیکن چہرہ و تاشاش بٹاش کہ کسی تندرست کو وہ چہرہ میسر نہیں لوگوں کو حضرت ہوتی کہ بیماری اتنی شدید کہ برس گزر گئے کروٹ نہیں بدل سکتے اور چہرہ وہ کھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا بات ہے کہ بیماری تو اتنی شدید اور آپ کے چہرے پر اتنی بٹاشٹ اور تازگی کہ کسی تندرست کو بھی نصیب نہیں؟ فرمایا:

جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے علیل ہے اس نے میرے لئے یہی مصلحت سمجھی۔ میں بھی اس پر راضی ہوں۔۔۔۔۔ اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ ملائکہ علیہم السلام سے مصالحت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔۔۔۔۔ غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے۔۔۔۔۔

تو جس بیمار کے اوپر عالم غیب کا انکشاف ہو جائے۔۔۔۔۔ ملائکہ کی آمد و رفت محسوس ہونے لگے اسے مصیبت ہے کہ وہ تندرستی چاہے؟ اس کے لئے تو بیماری ہزار درجے کی نعمت ہے۔۔۔۔۔ حاصل یہ کہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے تندرست کو تندرستی میں قتل دی۔۔۔۔۔ بیمار کو کہا کہ تیری بیماری اللہ تک پہنچے گا ذرا بعد ہے تو اگر اس میں صبر اور احتساب کرے اور اس حالت پر صابر اور راضی رہے گا تیرے لئے بہت ہی درجات ہیں۔۔۔۔۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۱ ص ۱۵۴)

تا معلوم اور لا علاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسْنِي الصُّورَ ۖ فَآتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَمِيمًا ۖ

اگر آپ ایسی بیماری میں مبتلا ہیں جو سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ یا لا علاج ہے تو مریض بذات خود اس آیت کا کثرت سے ورد کرے۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ کے علاقے میں تھا، ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو رکعت پڑھ لوں۔ میں نے نماز سے پہلے خم المومن کی آیتیں الیہ المصیر تک پڑھیں، اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے۔ جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم غایب اللنب کہو تو اس کے ساتھ یہ دعا کرو: **يَا غَايِرُ الذَّنْبِ اغْفِرْ لِي** یعنی اے گناہوں کے معاف کرنے والے مجھے معاف کر دے، اور جب تم پڑھو: **قَابِلُ التَّوْبِ** تو یہ دعا کرو: **يَا قَابِلُ التَّوْبِ اقْبَلْ تَوْبَتِي** یعنی اے توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما۔ پھر جب پڑھو: **شَلِيْبُ الْعِقَابِ** تو یہ دعا کرو: **يَا شَلِيْبُ الْعِقَابِ لَا تَعْقِبْنِي** یعنی اے سخت عقاب والے مجھے عذاب نہ دیجئے۔ اور جب **يَا ذِي الطُّوْلِ** پڑھو تو یہ دعا کرو: **يَا ذَا الطُّوْلِ طَلْ عَلَيَّ بِخَيْرٍ** یعنی اے انعام و احسان کرنے والے مجھ پر انعام فرما۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یہ نصیحت اس سے سننے کے بعد جو ادھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا۔۔۔ لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص یمنی لباس میں یہاں سے گزرا ہے؟ سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ الیاس علیہ السلام تھے، دوسری روایت میں اس کا ذکر نہیں۔۔۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۲)

تہمت کی عجیب عبرتناک سزا

علامہ زرقانی (شرح موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں ایک ڈیرے پر ایک عورت فوت ہو جاتی ہے تو دوسری اسے غسل دینے لگی، جو غسل دے رہی تھی جب اس کا ہاتھ مری ہوئی عورت کی ران پر پہنچا تو اس کی زبان سے نکل گیا میری بہنو! (جو دو چار ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں) یہ جو عورت آج مر گئی ہے اس کے توفلاں آدمی کے ساتھ خراب تعلقات تھے۔۔۔

غسل دینے والی عورت نے جب یہ کہا تو قدرت کی طرف سے گرفت آگئی اس کا ہاتھ ران پر چٹ گیا جتنا کھینچتی ہے وہ جد نہیں ہوتا زور لگاتی ہے مگر ران ساتھ ہی آتی ہے دیر لگ گئی، میت کے در ثاء کہنے لگے بی بی اجلدی غسل دو، شام ہونے والی ہے ہم کو جنازہ پڑھ کر اس کو دفنانا بھی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں تو تمہارے مردے کو چھوڑتی ہوں مگر وہ مجھے نہیں چھوڑتا، رات پڑ گئی، مگر ہاتھ یوں ہی چمٹا رہا دن آ گیا پھر ہاتھ چمٹا رہا اب مشکل بنی تو اس کے در ثاء علماء کے پاس گئے۔ ایک مولوی سے پوچھتے ہیں مولوی صاحب! ایک عورت دوسری عورت کو غسل دے رہی تھی تو اس کا ہاتھ اس میت کی ران کے ساتھ چمٹا رہا اب کیا کیا جائے؟ وہ فتویٰ دیتا ہے کہ چھری سے اس کا ہاتھ کاٹ دو! غسل دینے والی عورت کے وارث کہنے لگے ہم تو اپنی عورت کو معذور کرانا نہیں چاہتے ہم اس کا ہاتھ نہیں کاٹنے دیں گے۔

انہوں نے کہا فلاں مولوی کے پاس چلیں اس سے پوچھا تو کہنے لگا چھری لے کر مری ہوئی عورت کا گوشت کاٹ دیا جائے مگر اس کے در ثاء نے کہا کہ ہم اپنا مردہ خراب کرنا نہیں چاہتے۔ تین دن اور تین رات اسی طرح گزر گئے مری بھی تھی، دھوپ بھی تھی، بدبو پڑنے لگی، مرد و نواح کے کئی کئی دیہاتوں تک خبر پہنچ گئی۔ انہوں نے سوچا کہ یہاں مسئلہ کوئی حل نہیں کر سکتا، چلو مدینہ منورہ میں، وہاں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت قاضی القضاۃ کی حیثیت میں تھے۔ وہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے حضرت! ایک عورت مری پڑی تھی دوسری اسے غسل دے رہی تھی اس کا ہاتھ اس کی ران کے ساتھ چٹ گیا چھوڑا ہی نہیں تین دن ہو گئے کیا فتویٰ ہے؟

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہاں مجھے لے چلو، وہاں پہنچے اور چادر کی آڑ میں پردے کے اندر کھڑے ہو کر غسل دینے والی عورت سے پوچھا بی بی! جب تیرا ہاتھ چمٹا تھا تو تو نے زباں سے کوئی بات تو نہیں کہی تھی؟ وہ کہنے لگی میں نے اتنا کہا تھا کہ یہ جو عورت مری ہے اس کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔۔۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا بی بی! جو تو نے تہمت لگائی ہے کیا اس کے چار چشم دید گواہ تیرے پاس ہیں؟ کہنے لگی نہیں پھر فرمایا، کیا اس عورت نے خود تیرے سامنے اپنے

مارے میں اقرار جرم کیا تھا؟ کہنے لگی نہیں... فرمایا: پھر تو نے کیوں تہمت لگائی؟ اس نے کہا میں نے اس لئے کہہ دیا تھا کہ وہ گھڑا اٹھا کر اس کے دروازے سے گزر رہی تھی... یہ سن کر امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہیں کھڑے ہو کر پورے قرآن میں نظر دوڑائی پھر فرمانے لگے... قرآن پاک میں آتا ہے... ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾ (سورۃ النور: آیت ۴) جو عورتوں پر ناجائز تہمتیں لگا دیتے ہیں پھر ان کے پاس چار گواہ نہیں ہوتے تو ان کی سزا ہے کہ ان کو اسی کوڑے مارے جائیں، تو نے ایک مرد و عورت پر تہمت لگائی، تیرے پاس کوئی گواہ نہیں تھا، میں وقت کا قاضی القضاۃ حکم کرتا ہوں جلادو! اسے مارنا شروع کر دو، جلادوں نے اسے مارنا شروع کر دیا وہ کوڑے مارے جا رہے ہیں، ستر کوڑے مارے مگر ہاتھ یوں ہی چٹا رہا... پچھتر کوڑے مارے گئے مگر ہاتھ پھر بھی یوں ہی چٹا رہا، اتنی کوڑے مارے تو ہاتھ پھر بھی نہ چھوٹا جب اسی دن کوڑا لگا تو اس کا ہاتھ خود بخود چھوٹ کر جدا ہو گیا... (امام دارقطنی)

بے دین کو دیندار بنانے کا ایک عجیب فاروقی نسخہ

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعہب قوی آدمی تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا... لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں مست رہنے لگا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا یہ خط لکھو:

”منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں سلام علیک اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، گناہوں کو معاف کرنے والا توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کا صد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کر دی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک وہ

نشر سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے۔۔۔

جب اسکے پاس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، پھر رونے لگا اور شراب نوشی سے باز آ گیا اور ایسی توبہ کی کہ پھر اسکے پاس نہ گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو۔ اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کر لے، اور تم اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار نہ بنو یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے دور کر دو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔۔۔ (سوانح اقرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۲)

عذاب قبر کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم ذات الصفر (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا، چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ سانپ اس کا وہ بد عمل ہے جس کا وہ مادی تھا، ہاؤ اسے اسی قبر میں دفن کر دو، اللہ کی قسم! اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہر حال اسے اسی طرح دفن کر دیا گیا، سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس شخص کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ بیچتا تھا اور روزانہ پوری شش سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی کے بقدر بھس ملا دیتا تھا۔ گویا دھوکہ سے بھس کو غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا۔۔۔ (نہجی فی شعب الامیان، بحوالہ شرح المصنف ص ۲۳۹)

رومی سفیر کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب جواب

قیصر روم کی فوج جب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے یمنان میں پڑی ہوئی تھی تو مسلمانوں سے اتنی خائف تھی کہ کسی قیمت پر ان سے جنگ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کا سپہ سالار باہان کسی بھی طرح جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا۔ اس لئے اپنے ایک بہت ذمہ دار کمانڈر کو اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے گفتگو کرنے کے لئے اسلامی فوجی پڑاو میں قفل بھیجا۔ رومی سفیر کا مقصد مسلمانوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر اپنے وطن واپس کرنا تھا۔ اس نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے یہ پیشکش کی کہ ”اگر مسلمان ان پر حملہ نہ کریں اور واپس چلے جائیں تو قیصر روم کی طرف سے فی سپاہی دو دینار دیئے جائیں گے ایک ہزار دینار سپہ سالار کو ملیں گے اور دو ہزار دینار آپ کے خلیفہ کو مدینہ بھیج دیئے جائیں گے۔۔۔ اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو جنگ میں آپ کے لوگ مارے جائیں گے اور اتنی بڑی مالی رعایت سے بھی ہاتھ دھوئیں گے۔۔۔“ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے بڑی سنجیدگی سے ہمدی کمانڈر کی بات سنی پھر انتہائی متانت سے جواب دیا ”آپ لوگ شاید ہم کو اتنا ذلیل اور کم مایہ سمجھتے ہیں کہ ہم دولت کی خاطر آپ کے ملک میں آئے ہیں۔۔۔ میں آپ کو صاف صاف بتا دیتا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہاں آنے کا مقصد ملک و مال نہیں ہے نہ ہمیں ملک سے رغبت ہے نہ مال کا لالچ آپ دو دینار کی بات کرتے ہیں آپ کے دو لاکھ دینار بھی ہمارے سپاہی کی نظر میں دھول کے برابر ہیں۔۔۔ ہم تو صرف کلمۃ الحق کا اعلان کرنے نکلے ہیں۔۔۔ توحید کا پیغام لے کر آپ کے ملک میں آئے ہیں یا تو آپ ایمان قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں یا ہماری اطاعت قبول کر کے ہمیں جزیہ دیں نہیں تو جس خون خرابے سے تم ہمیں ڈراتے ہو اس سے ڈرنے والے ہم نہیں ہیں۔۔۔ یہ ہماری تلواریں میدان میں یہ فیصلہ کر دے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر اور اللہ یہ بتا دے گا کہ کون ذلیل اور کم مایہ ہے تم یا ہم؟“ (مہاجرین جلد اول)

حضرت ربیع بن عامر کا عجیب واقعہ

جنگ قادسیہ کے موقع پر ایرانیوں کے بادشاہ یزدگرد کے پاس سے جب اسلامی سفارت ناکام لوٹ آئی تو ایرانی سپہ سالار رستم کو بہت فکر ہوئی وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ایک بار پھر سفارت کی درخواست کی حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس مرتبہ حضرت ربیع بن عامر کو سفارت کی خدمت پر مامور کیا....

ربیع بن عامر جب رستم کے دربار میں پہنچے تو ان کی فقیرانہ بے نیازی کی شان یہ تھی کہ عرق گیر کی زرد پٹائی ہوئی تھی.... موٹا سا جبہ پہنے تھے.... تلواریں گلے میں حائل تھی جس کے نیام پر پھٹے پرانے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے.... ایرانیوں نے انہیں مرعوب کرنے کے لئے بڑی شان و شوکت سے دربار آماستہ کیا تھا.... ماستہ میں بیش قیمت قالین بچھائے گئے تھے.... لیکن حضرت ربیع نے ان چیزوں کی کوئی پرواہ ہی نہیں کی وہ تو اپنا گھوڑا اسی طرح دوڑاتے ہوئے قالینوں کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روندتے ہوئے سیدھے رستم کے تخت کے پاس جا کر رکے....

چوب داروں نے ان سے تلواریں اتار کر دینے کو کہا تو انہوں نے کہا ”مسلمان اپنی تلوار کسی کو نہیں دیتا ہے میں تم لوگوں میں تنہا موجود ہوں پھر تمہیں کیا خطرہ ہے؟“ کسی نے ان کی تلوار کے بوسیدہ اور چیتھڑے لپٹے ہوئے نیام پر طنز کر دیا انہوں نے کہا ”ہاں! اس نیام کی یہ حالت ہے اب ذرا تلوار بھی دیکھ لو“.... یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی.... تلوار کی چمک دیکھ کر ایرانیوں کی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوند گئی....

انہوں نے کہا ”ذرا ڈھال لاؤ میں اس کی دھار کا بھی تجربہ کر دوں“.... لوگوں نے ڈھالیں پیش کیں.... حضرت ربیع نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے.... تلوار کے یہ کمال دیکھ کر ایرانی حیران و ششدر رہ گئے.... رستم نے پوچھا ”آخر تم لوگ اس ملک میں کیوں آئے ہو“.... حضرت ربیع نے کہا ”اس لئے کہ مخلوق کے بجائے خالق کی عبادت ہونے لگے“.... (مہاجرین.... جلد اول)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سانپ کے ذریعے

حفاظت کا عجیب واقعہ

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما گم ہو گئے ہیں، اس وقت دن چڑھ چکا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اٹھو اور میرے دونوں بیٹوں کو تلاش کرو، چنانچہ ہر آدمی نے اپنا راستہ لیا اور چل پڑا.... اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ لے کر چل پڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دوسرے سے چپے ہوئے کھڑے ہیں، اور پاس ہی ایک کالا ناگ اپنی دم پر کھڑا ہے جس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہیں (قالا اللہ نے ناگ بھیجا تھا کہ بچوں کو آگے جانے سے روکے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے ناگ کی طرف بڑھے اس ناگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مڑ کر دیکھا اور چل پڑا اور ایک سوراخ میں داخل ہو گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے پاس گئے.... اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میرے ماں باپ تم دونوں پر قربان ہوں تم دونوں اللہ کے ہاں کتنے قابل احترام ہو، پھر ایک کودائیں کندھے پر اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھا لیا.... میں نے کہا تم دونوں کو خوشخبری ہو کہ تمہاری سواری بہت ہی عمدہ ہے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں بہت عمدہ سوار ہیں اور ان کے والدین دونوں سے بہتر ہیں.... (حیۃ السحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۶)

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

جب سید احمد شہید رحمہ اللہ ہفتے میں ایک دن جنگل میں سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے... تو بڑے بڑے لوگ یہ حسرت کرتے تھے... کہ ہمیں بھی سید صاحب کے ساتھ جانے کا موقع مل جائے... حضرت میاں جی فرماتے ہیں... ایک روز موقع مل گیا اور میں سید صاحب کے ساتھ چل پڑا... سید صاحب گھوڑے پر تشریف فرما تھے... خانم ہزار دہلی سے گزرے... وہاں سے آگے ایک گلی سے گزرے... اس گلی میں ایک ریڑی کا مکان تھا... وہ نہایت حسین اور پڑھی لکھی تھی... اور اس گلی میں سے معمولی آدمی کا گزرنا ناممکن تھا... گلی میں اس کا بڑا بنگلہ تھا... بڑے بڑے شہزادے اور امیرزادے اس کے بنگلے پر جاتے تھے... جب سید احمد شہید اس کے بنگلے سے گزرے... تو وہ حسن اتفاق سے اپنے دروازے پر کھڑی تھی... ذرق برق لباس میں ملبوس تھی... سید صاحب نے اس کی طرف نظر اٹھائی.. پھر کیا تھا... وہ چیخ پڑی اور سید صاحب کے گھوڑے کے پیچھے دوڑ پڑی.. اور پیچھے یہ آواز بھی لگا رہی تھی.. اے شاہسوار! خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے، آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی.. اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.. سید صاحب بار بار فرماتے تھے... کہ بی بی سن تو سکی، بہت تو ہٹلاؤ تو کون ہے اور کیوں روتی ہے؟ گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب بتا.. وہ برابر روتی رہی اور گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے تھی، جب اسے رونے سے افاقہ ہوا تو اس نے کہا... کہ جی میں توبہ کرنا چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی.. سید صاحب نے فرمایا اس وقت تمہارے مکان میں بندے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں.. سید صاحب نے فرمایا توبہ کے بعد نکاح کرے گی؟ اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ جو آپ فرمائیں گے وہ کروں گی... اس وقت اس ریڑی کے گھر میں کل دس آدمی تھے... فرمایا سب کو بلاؤ... لو تو آگئے... جس شان سے (رونے کے ساتھ)

وہ رنڈی آئی تھی اس شان سے یہ لوگ بھی آگئے.... اور رو رو کر سب توبہ مانگے ہو گئے.... سید صاحب نے فرمایا آپ سارے اکبری مسجد میں چلیں.... میں آ رہا ہوں.... تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب پہنچ گئے.... اور نو بندوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی.... نکاح بھی ہو گیا.... سید صاحب نے مسکرا کر پوچھا.... بی بی اب کہاں جاؤ گی؟ بڑا پیارا جواب دیا.... کہا کہ خاوند کے ساتھ ان کے گھر میں جاؤں گی.... کسی نے کہا اپنے بنگلے پر نہیں جائے گی؟ کہا اس بنگلے پر لعنت بھیجتی ہوں.... گناہ کے کاروبار سے اس کو بنایا تھا.... اب اس سے نفرت ہو رہی ہے.... یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ بالاکوٹ کے جہاد میں بھی گئی تھی.... اکبری مسجد میں جو نو بندے سید صاحب سے بیعت ہوئے تھے.... وہ سارے شہید ہو گئے.... اور وہ خود مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کرتی تھی.... ان کے لئے چارہ وغیرہ بناتی.... جتنی کہ اس کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے.... ایک مجاہد نے ازراہ تعجب پوچھا.. کہ بی بی اس وقت آپ خوش تھی کہ جب تمہاری خدمت کیلئے شہزادے موجود ہوتے تھے.... یا اب اس حالت میں خوش ہو.... کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہیں؟ وہ مسکرائی اور فرمایا سانسے جو پہاڑی کھڑی ہے.... خدا کی قسم.... اب میرے پاس ایمان و یقین الحمد للہ اتنا زیادہ ہے کہ اگر سانسے پہاڑی پر اپنا ایمان و یقین رکھ دوں.... تو ان شاء اللہ یہ پہاڑی بھی نیچے دب جائے گی.. اور میرے ایمان و یقین کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی.... فرمایا الحمد للہ اب سکون ہی سکون ہے پہلے تو میں مصیبت میں ہوتی تھی.. (ارواحِ ثلاثہ)

اظہار محبت و تعلق کا عجیب واقعہ

شمالِ ترمذی میں ایک محابلی حضرت ذہیر بن حرام اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت خوبصورت انداز سے نقل کیا گیا ہے.... یہ دیہات کے رہنے والے تھے، حضورِ ہند صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیہاتی تحفہ لایا کرتے تھے، ہنری ترکاری وغیرہ جو بھی دیہات میں ان کو میسر ہوتا حضورِ ہند صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ لایا کرتے تھے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تحفہ بہت

خوشی کے ساتھ قیوں فرمایا کرتے تھے اور یہ صورت و شکل کے اعتبار سے قبول صورت نہیں تھے
 لیکن ان کی سیرت اور کمال ایمان اعلیٰ وجہ کا تھا، جب یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 سے یہ بات کہی جاتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کچھ بخدیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں حضرت زاہر بن سہان فروخت فرما رہے تھے، حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے چپے سے چپے کی طرف سے آ کر اچانک ان کی آنکھوں کو بند کر کے دیا،
 بے ن وقوف نہیں آیا، اور معذور بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ وہ
 دوسرے سے کوئی ہے۔ زور زور سے شور مچا کر کہنے لگے کہ یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو، پھر کن
 آنکھوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچان لیا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو
 پہچان پر قریب آئے چھوڑ دو کہنے کے، پتی پیٹے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چپکا دو
 کہ محبوب حق تعالیٰ کے سینے سے میرے بدن کا لگ جانا ضرور رکھتا ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بندے کو کون خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
 میں اس کو خریدوں گا۔ آپ مجھے بتائیں کہ تو نہایت گھانا، دنگا اس لئے کہ مجھ جیسے بد صورت کو بیچنے سے
 یہ پیراں سننے کا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ اللہ کے یہاں کم
 قیمت دیتے ہیں، میں جانتا ہوں کہ اللہ کے نزدیک آپ بڑے قیمتی ہیں۔ (شمائل ترمذی ص ۱۶)

اس واقعہ سے ہر شخص کو ہمت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول
 کی محبت کا دارِ سنانوں کے، دلوں پر ہے جس نے حق تعالیٰ کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیا ہے اس نے
 حسبِ خدا "رحب رسول" نامی اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسامہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہالے تھے مگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ
 وسلم کو حضرت اسامہ کی محبت سب سے زیادہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

ایک ہزار جلدوں والی تفسیر

ایک تفسیر "معارف ذات" ہے، ایک ہزار جلدوں میں تھی اس کا وجود باقی نہیں ہے، پچیس جلدوں
 میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر تھی اور پانچ جلدوں میں اسم اللہ کی تفسیر تھی۔ (اسم کیسے حاصل کیا جاتا ہے)

شیرشاہ سوری کا عجیب واقعہ

شیرشاہ سوری (متوفی ۱۵۳۵ء تا ۹۵۲ھ) ایک مرتبہ پنجاب گیا.... اس نے کچھ دن وہاں قیام کیا.... اس بات کا جائزہ لیا کہ پنجاب کے لوگوں کی معاشی حالت کیسی ہے.... پھر اس نے اعلان کرایا کہ جو لوگ معاشی طور پر کمزور ہیں ان کو سرکاری امداد دی جائیگی بہت سے لوگوں نے جمع ہو کر امداد حاصل کی....

ایک دن فجر کی نماز کے بعد شیرشاہ دربار میں بیٹھا تو میر سردار ایک نوجوان کو لے کر پہنچے.... شیرشاہ نے قاضی سردار سے پوچھا ”آپ کا یہ قرابت دار کیا کرتا ہے؟“ قاضی صاحب نے بتایا ”یہ طالب علم ہے“ شیرشاہ نے طالب علم سے مخاطب ہو کر پوچھا ”برخوردار تم کیا پڑھتے ہو؟“ طالب علم نے جواب دیا ”میں کافیہ پڑھتا ہوں....“

- شیرشاہ کو کافیہ خواشی کے ساتھ یاد تھی.... اس نے طالب علم سے پوچھا ”تم کافیہ پڑھتے ہو تو بتاؤ عمر منصرف ہے یا غیر منصرف“.... طالب نے بتایا ”غیر منصرف“ شیرشاہ نے کہا ”اس کی دلیل پیش کرو“ طالب علم نے بڑی ہوشمندی سے بہت سے دلائل پیش کئے.... اس کی معلومات سے شیرشاہ بہت خوش ہوا.... اس نے حکم دیا ”اس کو پانچ سو بیگہ زمین اور پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے“.... طالب علم نے عرض کیا ”حضور والا آپ نے میرے کافیہ پڑھنے پر اتنا انعام دیا ہے میں تو کافیہ سے بھی اچھی چیز کلام ربانی قرآن مجید کا حافظ بھی ہوں“.... شیرشاہ نے یہ سن کر حکم دیا ”اس کو پانچ سو بیگہ زمین اور پانچ سو روپیہ اور دیدیے جائیں“.... جب اس کی زمین کی سند اور نقدی دیدی گئی تو شیرشاہ نے کہا ”دیکھو ہم نے تمہاری قابلیت کے مطابق زمین اور نقدی دلوادی ہے“.... طالب علم نے عرض کیا ”جی ہاں حضور والا! اپنی قابلیت کے مطابق تو پالیا لیکن بادشاہ کے کرم کے مطابق نہیں پاسکا“.... یہ بات سن کر شیرشاہ مسکرایا اور پانچ سو بیگہ زمین اور پانچ سو روپیہ اور دیدیے کا حکم دیا.... اس طرح اس نوجوان نے اپنی بیباکی سے ڈیڑھ ہزار بیگہ زمین اور ڈیڑھ ہزار روپیہ کا انعام حاصل کیا.... (تاریخ داودی ص ۱۳۲)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ ان کے زمانے میں ایک بڑے عالم اور فقیہ اور مفتی مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بحیثیت ”صوفی“ کے مشہور تھے اور یہ بڑے عام ”مفتی“ اور فقیہ کی حیثیت سے مشہور تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ”سہ“ کو جانے کہتے تھے۔ بہت سے صوفیاء کے یہاں سہ کا رواج تھا۔ سہ کا مطلب ہے کہ موسیقی کے آلات کے بغیر حمد و نعت وغیرہ کے منہا میں کے اشعار ترنم سے یا بغیر ترنم کے کس خوش آدزی سے کسی کا پڑھنا اور دوسروں کا اسے خوش عقیدگی اور محبت سے سنتا ہوا صوفیاء اس کی اجازت دیتے تھے اور بہت سے فقہاء اور مفتی حضرات اس سہ کو بھی جائز نہیں کہتے تھے بلکہ ”بدعت“ قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے زمانے کے مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب نے بھی ”سہ“ کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ”سہ“ سنتے تھے۔

جب مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور اطوار کروائی کہ جا کر حکیم ضیاء الدین صاحب سے عرض کیا جائے کہ نظام الدین مزاج پرسی کے لئے حاضر ہاں جانے سے حکیم ضیاء الدین صاحب نے جواب دیا کہ ان کو باہر روک دیں۔ میں کسی بدعتی کی سعادت دیکھنا نہیں چاہتا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھجویا کہ ان سے عرض کر دو کہ بدعتی بدعت سے توبہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے اسی وقت مولانا حکیم ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پگڑی بھیجی کہ اسے بچا کر خواجہ صاحب اس کے اوپر قدم رکھتے ہوئے آئیں اور جوئے سے قدم رکھیں نیچے پاؤں نہ آئیں خواجہ صاحب نے پگڑی کو اٹھا کر سر پر رکھا اور کہا کہ یہ میرے لئے دستار فضیلت ہے۔ اس شان سے ائمہ تشریف لے گئے آ کر مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے اور حکیم ضیاء الدین کی طرف متوجہ ہے۔ پھر خواجہ صاحب کی موجودگی میں حکیم ضیاء الدین کی وفات کا وقت آ گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ حکیم ضیاء الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کہ ترقی مدارج کے ساتھ ان کا انتقال ہوا۔ (اسلامی خطبات، مولانا محمد تقی عثمانی جلد نمبر ۲)

عقیف نو جوان کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ نے فن تصوف میں ایک کتاب لکھی اس کا نام ”الترغیب والترہیب“ ہے اس میں انہوں نے ایک نو جوان کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک نو جوان سے ہمیشہ مشک.... اور عنبر کی خوشبو مہکتی تھی تو اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں، انہیں کتنا پیسہ بوجہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟ تو اس پر نو جوان نے جواب دیا کہ میں نے زندگی میں کوئی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی، تو سائل نے کہا، تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے مہکتی ہے تو نو جوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں، سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے شاید اس سے ہم کو بھی فائدہ ہوگا....

نو جوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے میں ان کے ساتھ دکان میں بیٹھا تھا، ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے.... تاکہ میں اس کے ساتھ سامان کی قیمت بھیج دوں.... میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا تو ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا، اور اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں ایک مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی، وہ مجھ کو دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی، کیوں کہ میں بھی نہایت حسین ہوں.... میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا، تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا فوراً اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی.... میں نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے.. اس نے فوراً اپنی باندھیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لئے صاف کر دو.... میں نے بیت الخلاء میں داخل ہو کر خود اجابت کر کے تباست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا.... اور اسی حالت میں باہر آیا.... جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اسے فوراً یہاں سے باہر

نکال دو یہ بھٹون ہے.... میرے پاس ایک درہم تھا، میں نے اس سے ایک صابن خرید کر ایک نہر میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے بھی دھو کر پہن لئے اور میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں.. جب میں اسی رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آ کر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے.... اور معصیت سے بچنے کے لئے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جا رہی ہے.... چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے... جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں.... (والحمد للہ رب العالمین)

عبید اللہ بن زیاد کا عجیب و غریب حشر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل بیت کے قاتلوں کے سردار عبید اللہ بن زیاد کا حشر اس زمانہ کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ ابراہیم بن اشتر نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو کاٹ کر ایک مسجد کے صحن میں مولیٰ، گاجر کی طرح ڈھیر لگا دیا.. ترمذی شریف کے اندر حضرت عمارہ بن عمیر سے ایک روایت مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد، اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو مسجد کے صحن میں کاٹ کر ڈھیر لگا دیا گیا تو اس منظر کو دیکھنے والے لوگوں کی ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی تو میں بھی گیا جس وقت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لوگوں میں شور ہوتا رہا اور شور اس بات کا ہو رہا تھا کہ ان سروں میں ایک سانپ گشت کر رہا تھا اور گشت کرتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کی ناک میں گھس جاتا تھا تھوڑی دیر اس کی ناک میں ٹھہرنے کے بعد پھر نکل کر غائب ہو جاتا تھا پھر تھوڑی دیر بعد آ کر اسی کی ناک میں گھس جاتا تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر مسلسل دو تین مرتبہ دیکھا ہے.. (ترمذی شریف)

جس نے اللہ کے ولی کے ساتھ عداوت کی اس کا یہ حشر دنیا میں بھی لوگوں نے دیکھ لیا

ہے اب آخرت میں کیا ہوگا وہ اللہ کو زیادہ معلوم ہے.... (الترغیب والترہیب)

صدیوں پہلے پیشینگوئی کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا دکیل احمد شیروانی مدظلہ (استاذ الکبیر جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں:

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، ڈھاکہ و سابقہ مشرقی پاکستان شریف لے گئے وہاں اپنے میزبان سے معلوم ہوا کہ بنارس میں ایک کتاب سنسکرت زبان میں ہے جس کی بے شمار جلدیں ہیں۔۔۔ اس کتاب کی ایک جلد یہاں ڈھاکہ میں اس خاندان کے ایک فرد کے پاس موجود ہے اس جلد میں ممتاز دینی شخصیتوں کے حالات اور واقعات درج ہیں۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو چل کر دیکھ لیں۔۔۔ حضرت قاری صاحب نے احقر کے نام اپنے ایک گرامی نامہ کے اندر اس کی تفصیل یوں تحریر فرمائی ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہے۔۔۔

دکیل احمد شیروانی غفرلہ۔۔۔۔۔ خادم مجلس صیانتہ المسلمین پاکستان

السلام علیکم۔۔۔۔۔ واقعہ یہ ہے کہ تقریباً ۲۵ سال قبل میں ڈھاکہ گیا تھا۔ قیام حکیم حبیب الرحمن صاحب مرحوم کے یہاں ہوا جو اصل سے لکھنؤ کے باشندے تھے۔۔۔ باپ کے زمانہ سے ڈھاکہ میں آباد ہو گئے تھے۔۔۔ نہایت ذکی اور ذہین تھے۔۔۔ انہوں نے اتنا ہی طور پر ذکر کیا کہ بنارس کے رہنے والے ایک صاحب یہاں ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک کتاب جو سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے اس کی بارہ جلدیں تو بنارس میں ہیں اور باقی جلدیں (شاید دس بیس یا کم و بیش ہوں صحیح یا نہیں رہا) ہر دور میں ہیں۔۔۔ صرف ایک جلد کی نقل ان صاحب کے پاس ہے جو ہندوستان سے متعلق ہے ان جلدوں میں ممتاز شخصیتوں کے حالات و واقعات درج ہیں۔۔۔ میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اس شخص سے تو ہمیں بھی ملاؤ شاید کچھ واقعات کا علم ہو۔ اس سے ملاقات کا وقت لے لیجئے چنانچہ وقت مقررہ پر ان سے ملاقات ہوئی وہ صاحب نوجوان اور خوش رو تھے۔۔۔ بات چیت شروع ہوئی ان صاحب نے حکیم صاحب کے بیان کی تصدیق کی اور کہا کہ وہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔۔۔ میں نے کہا کہ اگر ہندوستان کی شخصیتوں کے حالات دریافت کروں تو آپ بتلائیں گے؟ انہوں نے کہا ضرور مگر شرط یہ ہے کہ جن صاحب کے بارے میں معلوم کرنا، تو ان کا سن و ولد آپ بتلائیں میں نے کہا بہت اچھا۔۔۔

کتاب سنسکرت میں حکیم الامت تھانوی کا ذکر

اس کے بعد میں نے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بارے میں بتائیے اور ان کا سن ولادت میں نے بتلادیا... اور اس نے فوراً کتاب کھولی اور بیان کرنا شروع کیا یعنی اس میں پڑھ پڑھ کر سنایا کہ: ”ہندوستان کی ایک، یگانہ روزگار شخصیت ہوگی علم بہت وسیع ہوگا... شہرت کافی ہوگی... ایسا شخص صدیوں میں پیدا ہوتا ہے... اس سے ہزاروں آدمی مستفید ہونگے وطن تھانہ بھون ہوگا ان کے ایک بھائی ہونگے جو ذہانت اور ذکاوت میں اوروں سے کم نہیں ہونگے مگر علمی لائن کے آدمی نہیں ہونگے... نہ شہرت یافتہ ہونگے مولانا کے اولاد نہ ہوگی... مگر روحانی اور دبہت کثیر ہوگی اور سب دیندار لوگ ہونگے... متقی ہونگے...“

غرض حضرت تھانویؒ کی بڑی عنکبوت بیان کی میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت تھانویؒ کی شخصیت معروف مشہور ہے ممکن ہے اس کی شہرت پر سنی سنائی باتیں نقل کر دی ہوں تو میں نے حضرت کے کچھ خفگی حالات پوچھے تو اس نے وہ بھی من و عن بیان کئے جو عام لوگوں کے علم میں نہیں آ سکتے تھے... تو پھر میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء میں سے کسی کا حال بیان کیجئے اس نے کہا ان کی ولادت کا سن بتائیے....

حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ

میں نے حضرت کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ کے متعلق پوچھا اور ان کا سن ولادت بتایا تو اس نے کہا کہ: ”یہ حضرت کے خلفاء میں ممتاز شخصیت ہیں ان کی عمر اتنی ہے حال ایسا ہے... (اور دیکھ کر کہ اس نے کہا کہ) وہ اپنی جائداد وقف علی اللہ ولا کریں گے“

جانا کہ یہ واقعہ ایسا تھا کہ صرف میرے ہی علم میں تھا... مولانا الہ آبادی دیوبند تشریف لائے اور وقف علی الاولاد کے بارے میں مسودات ساتھ لائے تھے اور مجھے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا صرف تجھ سے کیا ہے اس کا انشاء نہ کیا جائے مگر اس شخص نے کتاب سے پورا پورا واقعہ جو مجھ پر پیش آیا تھا سب بیان کر دیا...

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کرام کا ذکر

پھر اس کے بعد میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء کتنے ہیں؟ تو اس نے پوری فہرست سنا دی.... حالانکہ اس وقت بعض خلفاء کو اجازت بیعت ہونی تھی.... ان کے بعد پھر دوسروں کو ہوئی مگر اس نے ان کے نام بھی بتائے....

حکیم الاسلام قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا ذکر

اس فہرست میں میرا نام بھی آیا اس نے کہا کہ: "ان کے ایک خلیفہ طیب (طیب) ہیں جو دیابان (دیوبند) کے رہنے والے ہیں" حالانکہ میں نے اس سے اپنا تعارف بھی نہیں کرایا تھا نہ میزبان نے کرایا اور نہ وہ مجھ سے واقف تھا.... میں نے سن ولادت بتایا اور پوچھا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ اس نے کہا: "بڑے عالم ہیں ان کی شہرت بہت ہونے والی ہے؟ اور سفر کثرت سے کریں گے حتیٰ کہ بیرون ہند کے سفر بھی بہت کریں گے...."

اس وقت تک میں نے صرف افغانستان کا سفر کیا تھا.... دوسرے ممالک کا جن میں ایشیاء یورپ، اٹلی، ایسٹ اور افریقہ وغیرہ شامل ہیں ابھی تک سفر نہیں ہوا تھا.... مگر اس نے ساری تفصیل بتا دی پھر کہا کہ وہ تین بھائی ہیں.... ایک نو عمری میں انتقال کر جائے گا.... دو بھائی زندہ رہیں گے ان کی دو بہنیں ہوں گی ایک نو عمری میں گزر جائے گی دوسری زندہ رہے گی اور وہ صاحب اولاد ہوگی ان کے والد کی دو شادیاں ہوں گی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوگی یہ سب اولاد دوسری بیوی سے ہوگی"

اب یہ سارے واقعات خانگی تھے.... جن کا علم میرے سوا شاید آج تک کسی کو نہیں معلوم.... پھر اس نے میری شادی کا ذکر کیا اور راجپور (سسرال) کا قصہ بیان کیا کہ بیوی وہاں کی رہنے والی ہوگی اور اپنے گھر کی رہیہ ہوگی پھر میں نے مزید احتیاط کے طور پر کہا کہ ایک شخص مولوی وصی الدین ہیں (جو اس وقت سفر میں میرے ساتھ تھے اور دارالعلوم دیوبند کے طالب علم تھے) میں نے ان کے بارے میں پوچھا.... اور ان کا سن ولادت بتایا اس نے مولوی وصی الدین کے خانگی حالات سنائے جو صرف مولوی صاحب ہی کے علم میں تھے اور وہ بھی حیران رہ گئے....

حکیم الامت سے اس واقعہ کا ذکر اور حضرت کا ارشاد

اس سفر سے واپسی کے بعد تھانہ بھون حاضر ہو کر سارا واقعہ حضرت تھانوی کو سنایا حضرت نے فرمایا کہ: ”اس واقعہ کی تغلیط کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی یہ سارے واقعات کتاب میں درج ہوں.... اور ممکن ہے کہ انبیاء سابقین پر مشکشف ہوئے ہوں اور وہ لکھ لیے گئے ہوں.... جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں اور فرمایا: هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَهَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ.... دائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ان تمام بنی آدم کے نام اور حالات لکھے ہوئے ہیں جو جنتی ہونے والے ہیں اور بائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ان میں ان تمام لوگوں کے اسماء اور احوال لکھے ہوئے ہیں جو جہنمی ہونے والے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھ کر ارشاد فرمایا تو دونوں کتابیں غائب تھیں....

میں کہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام میں ایک کتاب برآمد ہوئی جس میں خاص قواعد کے ذریعہ دنیا کے ماضی اور مستقبل کے بارے میں واقعات کا استخراج کیا جاسکتا تھا۔ لوگوں میں اس کتاب کا چرچا ہوا اور وہ فتنہ کی صورت اختیار کر گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا سفر کیا اور اس کتاب پر قبضہ کیا اور گیارہ قبریں کھودنے کا حکم دیا۔۔۔ جب قبریں تیار ہو گئیں تو ایک دن شب میں کسی وقت پہنچ کر اس کتاب کو ایک قبر میں دفن کر کے گیارہ کی گیارہ قبروں کو اوپر سے برابر کرا دیا جس سے یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ واقعہ جس کے بارے میں آپ نے تصحیح چاہی.... فقط

محمد طیب رئیس عمومی دارالعلوم دیوبند وارد حال لاہور ۱۲

جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

نیز حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے بھی ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب کو دیکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اس کتاب میں حضرت تھانوی کی وفات کی تاریخ اور دن بھی درج تھا....

ایک دفعہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ نے اپنی مجلس میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ: ”جب مولانا طیب صاحب اس واقعہ کا بیان کرتے کرتے اس جملہ پر پہنچے کہ: ”ایسا رشی صدیوں میں پیدا ہوتا ہے“ تو اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے فوراً دیوار سے ہٹ کر فرمایا: ”میری ہی کیا خصوصیت ہے جو بھی آتا ہے اس کی نظیر صدیوں میں آتی ہے“ حضرت کے اس ارشاد سے تواضع، انکساریت، اور نہایت اتم درجے میں ظاہر ہوتی ہے“ (حوالہ دینی دسترخوان)

فراست ایمانی کا عجیب واقعہ

ہندوستان میں ایک بہت بڑے بزرگ ”حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ“ گزرے ہیں یہ بڑے زبردست عالم تھے.... جب ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو گاندھی جی نے حکیم اجمل خان صاحب، ڈاکٹر انصاری صاحب، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو جمع کر کے یہ کہا کہ اس تحریک کے اندر اس وقت تک جوش پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں کوئی بڑے مذہبی پیشوا شامل نہیں ہوں گے.... لہذا کسی طریقے سے مذہبی پیشواؤں کو اس میں شامل کیجئے.... اٹھے یہ ہوا کہ ایک دن گاندھی جی کے ساتھ ایک ڈیپوٹیشن (DEPUTATION) مولانا محمد علی مونگیری کے پاس جائے، چنانچہ سب کے سب مل کر گاندھی جی کے ساتھ مولانا محمد علی مونگیری کے پاس گئے اور گاندھی جی نے مولانا سے کہا کہ مولانا میں نے پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ کیا ان کی زندگی سے بہتر کسی کی زندگی کو میں نے نہیں پایا، انکی زندگی سب سے اعلیٰ اور سب سے اونچی زندگی تھی اور میں نے قرآن کا بھی مطالعہ کیا ہے میں نے اس کتاب کو سب سے اعلیٰ اور مقدس ترین کتاب پایا چنانچہ میں نے اس کا کچھ حصہ اپنی دعا میں بھی شامل کر لیا ہے، اسکے علاوہ اور بہت سی تعریفیں کیں....

مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گاندھی جی! آپ نے پیغمبر اسلام کی جتنی تعریفیں کی ہیں وہ ٹھیک ہیں، ہمارے پیغمبر اس سے بھی اونچے تھے اور آپ نے قرآن کریم کی جتنی تعریفیں کی ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں، ہمارا قرآن اس سے بھی اونچا ہے لیکن گاندھی

جی! مہربانی کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن کریم کا وہ عیب (معاذ اللہ) بھی تو بتا دیجئے جس کی وجہ سے آپ نے اب تک ایمان قبول نہیں کیا ہے! جب قرآن کریم آپ کو ساری دنیا کی کتابوں میں سب سے بہتر کتاب معلوم ہوتی ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی زندگی آپ کو سب سے بہتر زندگی معلوم ہوتی ہے.... پھر آپ کو وہ کون سا عیب ان کے اندر نظر آیا جس کی وجہ سے اب تک آپ ایمان نہیں لائے ہیں؟ اب گاندھی جی بغلیں جھانکنے لگے، ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا.... مولانا نے فرمایا کہ جب کوئی شکاری شکار کرنے کے لیے نکلتا ہے تو شکار گاہ میں جا کر جانوروں کی بولی بولتا ہے تاکہ جانور جال میں پھنس جائیں، اسی طرح آپ کے دل میں نہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عظمت ہے اور نہ قرآن کریم کی کوئی عظمت ہے! آپ صرف مجھے پھانسنے کے لیے آئے ہیں اس لیے میری بولی بول رہے ہیں.... (ماہنامہ محاسن اسلام)

اخلاص کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، لکھنؤ بازار میں ایک غریب درزی کی دکان تھی جو ہر جنازے کے لئے دکان بند کرتے تھے.... لوگوں نے کہا کہ اس سے آپ کے کاروبار کو نقصان ہوگا کہنے لگا کہ علماء سے سنا ہے کہ جو کسی مسلمان کے جنازے پر جانا ہے کل اس کے جنازے پر ان شاء اللہ لوگوں کا ہجوم ہوگا.... میں غریب ہوں میرے جنازے پر کون آئے گا.... ایک تو مسلمان کا حق بھی ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ پاک بھی راضی ہو جائیں گے... اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ ۱۹۰۲ء میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی کا انتقال ہوا.... ریڈیو پر بتلایا گیا اخبارات میں جنازے کے اشتہارات آ گئے.... لاکھوں کا مجمع تھا.... جب جنازہ گاہ میں اُن کا جنازہ ختم ہوا تو جنازہ گاہ میں ایک دوسرا جنازہ داخل ہوا.... اعلان ہوا کہ ایک اور عاجز مسلمان کا جنازہ بھی پڑھ کر جائیں.... یہ دوسرا جنازہ اس درزی کا تھا.... جو مولانا کے جنازہ سے بڑھ کر نکلا.... دونوں جنازوں کے لوگ اس میں شامل ہو گئے.... اور پہلے جنازے سے جو لوگ رو گئے تھے وہ بھی شامل ہو گئے.... اللہ پاک نے اس درزی کی بات پوری کر کے اس کی لاج رکھی.... سچ کہا ہے کہ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے.... (کارواں زندگی)

ختم نبوت کے عاشق کا عجیب واقعہ

جن دنوں ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی۔۔۔ ختم نبوت کے پرولنے گولیوں، لٹھیوں، جیلوں اور حوالا توں کے مزے لے رہے تھے۔۔۔ ایک مسلمان نے سڑک کے درمیان آ کر بلند آواز میں نعرہ لگایا ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ جو فوجی اس نے نعرہ لگایا، پولیس والا آگے بڑھا اور اس کے گال پر زوردار تھپڑ مارا، تھپڑ کھاتے ہی اس نے پھر کہا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ اس بار پولیس والے نے اسے بندوق کا بٹ مارا۔۔۔ بٹ کھا کر وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں گرجا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ اب تو پولیس والے اس پر جھپٹ پڑے۔۔۔ ادھر وہ ہر تھپڑ، ہر لات اور ہر بٹ پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتا چلا گیا۔۔۔ وہ مارتے رہے، یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو گیا۔۔۔ اسی حالت میں اٹھا کر فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔۔۔ اس نے عدالت میں داخل ہوتے ہی نعرہ لگایا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ فوجی نے فوراً کہا۔۔۔ ”ایک سال کی سزا۔۔۔“ اس نے پھر نعرہ لگایا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ فوجی نے فوراً کہا۔۔۔ ”دو سال سزا۔۔۔“ اس نے پھر نعرہ لگایا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ فوجی نے پھر کہا۔۔۔ ”تین سال سزا۔۔۔“ اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔۔۔ غرض وہ ایک ایک سال کر کے سزا بڑھاتا چلا گیا، یہ ختم نبوت کا نعرہ لگاتا چلا گیا۔۔۔ یہاں تک کہ سزا میں سال تک پہنچ گئی۔۔۔ بیس سال کی سزا سن کر بھی اس نے کہا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ اس پر فوجی نے جھلا کر کہا۔۔۔ ”باہر لے جا کر گولی مار دو۔“ اس نے گولی کا حکم سن کر کہا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ ساتھ ہی خوشی کے عالم میں ناچنے لگا۔۔۔ ناچتے ہوئے بھی برابر نعرے لگا رہا تھا۔۔۔

”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔ ختم نبوت زندہ باد۔۔۔ ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“

عدالت میں وجد کی حالت طاری ہو گئی۔۔۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا۔۔۔ ”یہ دیوانہ ہے، دیوانے کو سزا نہیں دی جاسکتی، رہا کر دو۔“ رہائی کا حکم سنتے ہی اس نے پھر کہا۔۔۔ ”ختم نبوت زندہ باد۔۔۔“ (میں بھی کہتا ہوں ختم نبوت زندہ باد، آپ سب بھی کہیں، ختم نبوت زندہ باد)۔۔۔

صبر و تحمل کا عجیب واقعہ

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایک سو اشریاں دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا، قضائے کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے اسے قتل کر کے تمام مال لوٹ لیا، چند راہروں نے ہر چند کہ قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا، اور رات کی تاریکی سے قائمہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر پہنچ گیا اور تمام واردات قتل و غارت سنا کر اس سے چند روز کے لیے پناہ مانگی، تاکہ خطرے کا وقت گزر جائے اور اسے خدمت کے طور پر نصف مال کا لالچ بھی دے دیا....

نیک دل باپ نے حسیلی اور مقدار سے صحیح اندازہ کر لیا کہ میرا ہی بیٹا قتل کیا گیا ہے اور یہ مال بھی میرا دیا ہوا ہے، مقتول کے باپ نے تین روز تک اس قاتل کی نہایت خاطر تواضع کی، چوتھے روز اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ جس نوجوان کو تم نے قتل کیا ہے وہ میرا ہی اکلوتا بیٹا تھا.... بہتر ہے کہ تم اب یہاں سے چلے جاؤ کیوں کہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے....

لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں شفقت پدیری و فطرت انسانی سے مجبور ہو کر کسی وقت میرے جذبات انتقام حوش میں آ جائیں اور میں مغلوب ہو کر تمہیں قتل کر ڈالوں اور مہر کے ثواب سے محروم رہ جاؤں.... چنانچہ اپنے فرزند کے قاتل کو مع مال کے بغیر کسی قسم کے اظہار رنج کے رخصت کر دیا گیا.... (مخون اخلاق)

توجہ: جب ایک انسان اس قدر فراخ دلی کا مظاہرہ کر سکتا ہے تو جو شخص احکم الحاکمین کی پناہ میں آ جائے اور ہر وقت خود کو اعموذ باللہ پڑھ کر اللہ کی پناہ یعنی حفاظت میں دیدے اور ہر مشکل موقع میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے تو پھر اس کو کس چیز کا خوف ہو سکتا ہے....

ایک عجیب تاریخی واقعہ

عبدالرحمن بن ابی نعم بکلی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں.... زہد و عبادت میں بڑے مشہور تھے.... ان کی خدا خوفی اور فکر آخرت کا یہ عالم تھا کہ بکیر بن عامر کے بقول

اگر ان سے کہا جائے کہ موت کا فرشتہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہے تو اس خبر سے ان کی حالت میں ذرہ بھی فرق نہیں آئے گا۔۔۔ ایک دن وعظ و نصیحت کی غرض سے وہ حجاج بن یوسف کے پاس گئے حجاج کے قلم سے کون ناواقف ہوگا نصیحت فرمائی اور عہد کے انجام کی طرف توجہ دلائی تو حجاج نے اس کا نقد صد دیا، حکم دیا کہ اسے تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دو اس حالت میں چند روز گزر گئے جہاں نہ کھانا نہ پینا نہ روشنی اور نہ زندگی کا کوئی سامان حجاج نے کہا اب اس کی لاش نکال کر دفن کر دو۔۔۔ چنانچہ ان کی لاش نکالنے کیلئے حجاج کے کارندوں نے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہیں کہ یہ نذر فصل گل و لالہ کا نہیں پابند بہر ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ حجاج کو ان کی یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہیں آزاد کر دیا۔۔۔ (تہذیب المعذیب)

خدائی حفاظت کا عجیب واقعہ

بنان جمال چوتھی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں۔ اصل بغداد کے تھے لیکن مصر میں رہنے لگے تھے۔ عوام و خواص دونوں میں ان کی بڑی مقبولیت تھی۔ اللہ والوں کی محبت و لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے۔ وہ دلوں کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں۔ جمال نے بادشاہ مصر ابن طولون کو ایک مرتبہ نصیحت فرمائی۔ ابن طولون تاب نہ لاسکا اور ناراض ہو کر اس نے حکم دیا کہ انہیں خونخوار شیر کے سامنے ڈال دیا جائے۔ انسان اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کیلئے سزا کے بھی عجیب طریقے ایجاد کرتا ہے۔ سزا کا جو طریقہ جس قدر سخت ہوگا۔ اس کے جذبہ انتقام کو اسی قدر ٹھنڈک پہنچے گی۔ بنان جمال کو خونخوار شیر کے سامنے ڈال دیا گیا۔ شیر لپکا پھر رک کر ان کے جسم کو سوجھنے لگا۔ دیکھنے والے ان کے جسم کے چہر پھاڑنے کا نظارہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! جب دیکھا کہ شیر انہیں کچھ نہیں کہہ رہا۔۔۔ تب انہیں اس کے سامنے سے اٹھ دیو۔ اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوئی کہ جب ان سے پوچھا گیا "شیر کے سوجھتے وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی تھی؟ فرمانے لگے میں اس وقت دندنے کے جوئے کے حلق علماء کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا جوٹھاپا کسے یہ یا ناپا کسے۔ (علیہ السلام)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اخلاق کریمانہ

مسئلہ خلق قرآن میں امام احمد بن حنبل کو کوڑے مارے جانے کا واقعہ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات میں سے ہے۔۔۔ امام صاحب اس آزمائش میں کامیاب ہوئے تو بعد میں کبھی کبھی فرماتے ”اللہ ابوالہیثم پر رحم فرمائیں اللہ اس کی مغفرت فرمائیں اللہ اس سے درگزر فرمائیں“ ان کے بیٹے نے ان سے ایک دن پوچھا کہ یہ ابوالہیثم کون ہیں جن کیلئے آپ دعا کرتے رہتے ہیں؟ فرمایا آپ اسے نہیں جانتے ہیں کہا نہیں فرمایا جس دن مجھے کوڑے مارنے کیلئے نکالا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ پیچھے سے ایک آدمی میرے کپڑے کھینچ رہا ہے۔۔۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو اس نے پوچھا آپ مجھے جانتے ہیں میں نے کہا نہیں کہنے لگا میں مشہور جیب تراش اور ڈاکو ابوالہیثم ہوں سرکاری ریکارڈ میں یہ بات محفوظ ہے کہ مجھے مختلف اوقات میں اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے ہیں لیکن میں نے حقیر دنیا کی خاطر شیطان کی اطاعت پر پوری استقامت کا مظاہرہ کیا آپ تو دین کے ایک بلند ترین مقصد کیلئے قید ہوئے ہیں۔۔۔ اس لئے کوڑے کھاتے ہوئے دین کی خاطر رحمان کی اطاعت پر صبر و استقامت سے کام لیجئے گا۔۔۔

اس کی اس بات سے امام احمد کا حوصلہ مزید مضبوط ہوا معلوم نہیں ابوالہیثم کو اپنا یہ جملہ بعد میں یاد بھی رہا تھا کہ نہیں لیکن امام احمد کو یاد رہا سب ذرا ذرا کہ زندگی کی ایک کٹھن منزل میں کسی کے جملے سے حوصلہ بلند ہوا تھا۔۔۔

مرد مومن کی شان یہی ہوتی ہے وہ نیکی فراموش نہیں ہوتا۔۔۔ وہ احسان اور نیکی کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے امام کو زندگی بھر جب کبھی ماضی کے وہ لمحات یاد آتے تو دعاؤں کے پھول لے کر یادوں کے مزار پر نچھاور کر لیتے۔۔۔

دل کی چٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا جب مرد ہوا چلی میں نے تجھے یاد کیا
(مناقب الامام احمد بن حنبل)

خلق عظیم کا ایک عجیب واقعہ

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جب آپ کے لئے ہجرت کا حکم ہو گیا تو آپ نے چاہا کہ میں بیت اللہ میں دو رکعت نماز پڑھوں۔۔۔ یہ تو ظاہر تھا نہیں کہ آپ ہجرت فرما رہے ہیں مگر اجازت آنچلی تھی اس زمانہ میں عثمان غنی کے ہاتھ میں کعبہ کی کنجیاں رہتی تھیں آپ نے فرمایا کہ شعی! ایک دو منٹ کے لئے بیت اللہ کھول دو میں دو رکعت پڑھ لوں اس نے آپ کو ڈانٹ دیا اس لئے کہ حکومت تو اسی کی تھی آپ کی تو تھی نہیں۔ آپ نے کچھ نرمی سے فرمایا کہ وہی رکعتیں پڑھنی ہیں اس نے کہا کہ نہیں نہیں۔۔۔ بہر حال اس نے اجازت نہیں دی۔ آپ نے فرمایا کہ شعی! ایک وقت آنے والا ہے میں تو اس جگہ کھڑا ہوا ہوں گا جہاں تو کھڑا ہے اور تو اس جگہ کھڑا ہوا ہوگا جہاں میں کھڑا ہوا ہوں۔۔۔ اس وقت تیرا کیا حشر ہوگا۔۔۔ اس نے کہا کہ یہ سب تخیلات ہیں۔۔۔

شیخ چلی کی باتیں ہیں غرض اجازت نہ دی۔۔۔ بلا نماز پڑھے آپ واپس تشریف لائے۔۔۔ رات کو ہجرت فرمائی۔۔۔ یہ تیرہ برس کی زندگی آپ نے انتہائی پریشانیوں میں گزاری پھر ہجرت کیساتھ آٹھ سال بعد مکہ میں آپ کا فاتحانہ داخلہ ہوا۔۔۔ اور آپ نے مسجد حرام سے ابتداء کی وہاں آ کر آپ نے نماز پڑھی کعبہ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں دی گئیں آپ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بلاؤ شعی کو شعی حاضر ہوا۔۔۔ فرمایا کہ وہ وقت یاد ہے کہ میں نے منت سماجت کی تھی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو۔۔۔ مگر تم نے اجازت نہیں دی تھی۔۔۔ اس نے کہاں ہاں یاد ہے اور فرمایا کہ یہ بھی یاد ہے کہ میں نے کہا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے۔۔۔ میں وہاں کھڑا ہوا ہوں گا جہاں تو کھڑا ہے اور تم یہاں کھڑے ہو گے جہاں میں کھڑا ہوں۔۔۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ میں کھڑا ہوں تیری جگہ اور تم کھڑے ہو میری جگہ اس نے کہا ہاں وہ وقت آ گیا ہے فرمایا کہ اب تیرا کیا حشر ہونا چاہئے اس نے ایک ہی لفظ کہا کہ اس کریم دینی کریم میں کریم پیغمبر اور کریم بھائی کے سامنے ہوں۔۔۔

اس برائی کا بدلہ آپ نے یہ دیا کہ کعبہ کی کنجیاں سپرد کیں اور فرمایا کہ نسلًا بعد نسل قیامت تک تیرے ہی خاندان کو دیتا ہوں یہ کنجیاں تو آج تک وہ شعی کا خاندان ہے جو برابر کلید بردار کعبہ ہے اور آدھے مکہ پر اس کی حکومت ہے لاکھوں کروڑوں کا سامان اس کی

دکانوں میں پڑا ہوا ہے اور جسے چاہے اجازت دے اور جسے چاہے بیت اللہ کے داخلہ کی اجازت نہ دے تو اس نے دور کھت نہیں پڑھنے دی جواب میں آپ نے کنجیاں سپرد کر دیں اور فرمایا کہ سارے یہ تیرے خاندان کو قیامت تک کے لئے دیتا ہوں یہ خلق عظیم نہیں تھا تو اور کیا تھا کہ ادھر سے زیادتی اور ادھر سے یہ کچھ لطف و کرم..... (خطبات ملب)

ایک مجاہد کا عجیب واقعہ

عمور یہ کے محاصرہ کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہو کر نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تھا... مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی... ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے... لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا تھا... جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی... لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی...

یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں بہترین تیر انداز تھا... اس ملعون شخص نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالت میں گستاخی کے لیے منہ کھولا تو یعقوب گھات لگائے بیٹھا تھا... یعقوب نے تیر پھینکا جو سیدھا اس کے سینے سے پار ہوا اور وہ شخص گر کر ہلاک ہوا... نضال نعرہ بکیر سے گونج اٹھی... یہ مسلمانوں کے لیے بڑی خوشی کا واقعہ تھا... خلیفہ معتمد باللہ نے اس مجاہد کو بلایا اور کہا... آپ اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دیجئے... مجاہد نے جواباً کہا... ثواب بیچا نہیں جاتا... معتمد نے کہا... میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں... اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے... مجاہد نے انکار کیا... خلیفہ نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے... تب وہ جانناز مجاہد کہنے لگا... مجھے ساری دنیا دے دی جائے... تب بھی اس کے بدلے میں اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا... البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی عوض کے آپ کو دیتا ہوں... معتمد اس قدر خوش ہوا کہ گویا انہیں ایک جہاں مل گیا... معتمد نے پھر پوچھا... آپ نے تیر اندازی کہاں سیکھی ہے؟... فرمایا... بصرہ میں واقع اپنے گھر میں... معتمد نے کہا... وہ مجھے فروخت کر دیں... مجاہد نے کہا... وہ تیر اندازی سیکھنے والے مجاہدین کے لیے وقف ہے... اس لیے فروخت نہیں کیا جاسکتا... معتمد نے اس جانناز مجاہد کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے...

تاریخ کا سب سے بڑا عجیب جنازہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور بہت بڑے امام بنے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کو ایک کروڑ احادیث مبارکہ یاد تھیں۔ آپ کے جنازے میں شامل ہونے والے مردوں کا اندازہ لگایا گیا ہے، وہ آٹھ لاکھ تھے اور عورتیں ساٹھ ہزار تھیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات کے روز تھوڑی سی بیہود اور مجوس میں سے بیس ہزار لوگ مسلمان ہوئے اور ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی کتاب جسے آپ نے بشر بن الحارث الہامی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے، چھ بیسویں باب میں بیان کیا ہے کہ ابراہیم الحمری نے بیان کیا ہے کہ میں نے بشر بن الحارث الہامی کو خواب میں دیکھا گویا وہ الرصدہ کی مسجد سے باہر نکل رہے ہیں اور آپ کی آستین میں کوئی چیز حرکت کر رہی ہے، میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے بخش دیا اور میری عزت کی ہے، میں نے پوچھا یا آپ کے آستین میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا گزشتہ شب امام احمد بن حنبل کی روح ہمارے پاس آئی تو اس پر موتی اور یاقوت نچھاور کیے گئے اور یہ وہ موتی اور یاقوت ہیں جو میں نے چنے ہیں، میں نے پوچھا یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے ان دونوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے رب العالمین کی زیارت کی ہے اور ان دونوں کے لئے دسترخوان لگائے گئے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ نے ان دونوں کے ساتھ کیوں نہیں کھایا؟ آپ نے فرمایا اس نے معلوم کر لیا کہ کھانا مجھ پر بیچ ہے تو اس نے میرے لئے اپنے چہرے کی طرف دیکھنا مباح کر دیا۔ (اس غلطی)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور اہل بدعت (قاتلین خلق قرآن) کے درمیان فیصلہ ہمارے جنازے دیکھ کر ہوگا۔ چنانچہ یہ فیصلہ اس طرح ہوا کہ آپ رحمہ اللہ کے مخالفین کے جنازوں میں بس گنتی کے چند لوگ شریک ہوئے، کسی نے کوئی زیادہ غم نہ کیا، جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے جنازے کو دیکھ کر مؤرخین ذمہ رکھ گئے! خلیفہ متوکل نے جب اس جگہ کو اپنے کا حکم دیا جہاں آپ رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی تو اندازہ لگایا گیا کہ 25 لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، عبد الوہاب دراق کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت یا تاریخ اسلام میں اس سے بڑے کسی جنازہ کا ثبوت نہیں ملتا، اس دن اس عظیم مجمع کو دیکھ کر 20 ہزار کے قریب غیر مسلم دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ (ابداً یا انتہایاً)

حفاظت خداوندی کا عجیب واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا باپ کے درمیان اس قدر مشابہت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے اور فرمایا "میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی" آنے والے شخص نے کہا "امیر المؤمنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے جہاد میں جانا پڑا۔ بیوی بولی آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟" میں نے کہا استودع اللہ ما فی بطک (آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں) یہ کہہ کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا۔ ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے میں اس کی قبر پر گیا دعا اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے رشتہ داروں سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا "رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں" میری بیوی بڑی نیک خاتون تھی میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے میری بیوی اس میں بیٹھی ہے بچہ اس کے پاس بے چین ہو رہا ہے اور یہ آواز دے رہی ہے "اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے..." میں نے قبر سے بچاٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ اے امیر المؤمنین! یہی بچہ ہے

قول کی پاسداری کا عجیب واقعہ

حضرت عمر کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے مسلمان اپنی زبان کے کس قدر پابند تھے۔ وعدہ توڑنے اور مکر کرنے کے لئے نہیں کرتے تھے بلکہ زبان سے جو لفظ نکالتے تھے اس کو پتھر کی لکیر سمجھتے تھے۔ ہر مزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا۔ ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کر لیا تھا۔ مگر پھر باغی ہو کر مقابلے پر

آیا... آخر شکست ہوئی... اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تان مرصع سر پر تھا، کی تباہی و تباہی، کمر سے مرصع نکوا را ویزان بیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا آپ اس وقت مسجد نبویؐ میں تشریف رکھتے تھے فرمایا تم نے مکرر یہ کر رہا عہدی کی... اب اگر اس کا بدر تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟ ہر مزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا تم کوئی خوف نہ کرو... ہر مزان نے کہا مجھ کو پہلے پانی پلا دو حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دیا... ہر مزان نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر کہا مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے کی حالت میں قتل نہ کر دیا جاؤں...

حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنا عذر بیان نہ کرو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو... ہر مزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پینا چاہتا... آپ نے مجھ کو امان بخشی ہے اس لیے آپ مجھ کو قتل نہیں کر سکتے...

حضرت عمرؓ فرار و قتل کو ہر مزان کی اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا، لیکن حضرت انسؓ درمیان میں بوس اٹھے اور کہا، امیر المؤمنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ دو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پیو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے حضرت انسؓ کے کلام کی اور لوگوں نے بھی تائید کی... حضرت عمرؓ نے فرمایا ہر مزان تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تمہیں دھوکہ نہ دوں گا۔ اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ ایضاً عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر مزان مسلمان ہو گیا... امیر المؤمنین نے دو ہزار سالانہ اس کی تحفہ مقرر کر دی...

حجر اسود کا عجیب تاریخی واقعہ

۷ ذی الحجہ ۳۱ھ کو بحرین کے حاکم ابوطاہر سلیمان قرامطی نے مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا خوف و ہراس کا یہ عالم تھا کہ اس سال ۳۱ھ کو حج بیت اللہ شریف نہ ہو سکا کوئی بھی شخص عرفات نہ جا سکا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ اسلام میں پہلا موقع تھا کہ حج بیت اللہ موقوف ہو گیا...

اسی ابوطاہر قرامطی نے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے نکالا اور اپنے ساتھ بحرین لے گیا...

پھر بنو عباس کے خلیفہ مقتدر باللہ نے ابوطاہر قرامطی کے ساتھ فیصلہ کیا اور تیس ہزار دینار دیدیئے۔۔۔ تب حجر اسود خانہ کعبہ کو واپس کیا گیا۔۔۔ یہ دایسی ۳۳۹ھ کو ہوئی۔۔۔ گویا کہ ۲۲ سال تک خانہ کعبہ حجر اسود سے خالی رہا۔۔۔ جب فیصلہ ہوا کہ حجر اسود کو واپس کیا جائے گا تو اس سلسلے میں خلیفہ وقت نے ایک بڑے عالم محدث شیخ عبداللہ کو حجر اسود کی وصولی کے لیے ایک وفد کے ساتھ بحرین بھجوایا۔۔۔ یہ واقعہ علامہ سیوطی کی روایت سے اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ جب شیخ عبداللہ بحرین پہنچ گئے تو بحرین کے حاکم نے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں حجر اسود کو ان کے حوالہ کیا جائے گا تو ان کے لیے ایک پتھر خوشبودار۔۔۔ خوبصورت غلاف میں سے نکال گیا کہ یہ حجر اسود ہے اسے لے جائیں۔۔۔ محدث عبداللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ حجر اسود میں دو نشانیاں ہیں اگر یہ پتھر اس معیار پر پورا اترتا تو یہ حجر اسود ہوگا اور ہم لے جائیں گے پہلی نشانی یہ کہ پانی میں ڈوبتا نہیں ہے دوسری یہ کہ آگ سے گرم بھی نہیں ہوتا۔ اب اس پتھر کو جب پانی میں ڈالا گیا تو وہ ڈوب گیا پھر آگ میں اسے ڈالا تو سخت گرم ہو گیا یہاں تک کہ پھٹ گیا۔۔۔ فرمایا یہ ہمارا حجر اسود نہیں پھر دوسرا پتھر نکالا گیا اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا اور وہ پانی میں ڈوب گیا اور آگ پر گرم ہو گیا۔۔۔ فرمایا ہم اصل حجر اسود کو لیں گے پھر اصل حجر اسود لایا گیا اور آگ میں ڈالا گیا تو ٹھنڈا نکلا پھر پانی میں ڈالا گیا وہ پھول کی طرح پانی کے اوپر تیرنے لگا تو محدث عبداللہ نے فرمایا یہی ہمارا حجر اسود ہے اور یہی خانہ کعبہ کی زمینت ہے اور یہی جنت والا پتھر ہے۔۔۔ اس وقت ابوطاہر قرامطی نے تعجب کیا اور کہا یہ باتیں آپ کو کہاں سے ملی ہیں تو محدث عبداللہ نے فرمایا یہ باتیں ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہیں کہ "حجر اسود پانی میں ڈوبے گا نہیں اور آگ سے گرم نہیں ہوگا" ابوطاہر نے کہا کہ یہ دین روایات سے بڑا مضبوط ہے۔۔۔

جب حجر اسود مسلہ نوں کو حل کیا تو اسے ایک کمزور اونٹنی کے اوپر لادادیا جس نے تیز رفتاری کے ساتھ اسے خانہ کعبہ پہنچایا۔ اس اونٹنی میں زبردست قوت آگئی اس لیے کہ حجر اسود اپنے مرکز (بیت اللہ) کی طرف جارہا تھا لیکن جب اسے خانہ کعبہ سے نکالا گیا تھا اور بحرین لے جا رہے تھے تو جس اونٹ پر لاداجا تا وہ مر جاتا۔ حتیٰ کہ بحرین پہنچنے تک چالیس اونٹ اس کے نیچے مر گئے۔۔۔ (تاریخ مکہ محمد بن علی بن فضل الطبری لکھی)

صحابہ کی کرامت کا عجیب واقعہ

اُف کتنا خوفناک تھا وہ طوفان! سمندر میں پانی کی لہریں اتنی بلند تھیں... آسمان نظر ہی نہیں آ رہا تھا... تیز موجوں نے ایک چھوٹے سے بحری جہاز کو جو کمر باری تو بے چارا بحری جہاز یہ جا... وہ جا....

جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا... اور بہت سارے مسافر ڈوب چکے تھے... ہاں البتہ ایک نیک سیرت اور فرشتہ صورت انسان زندہ تھے... جہاز ٹوٹ گیا تو وہ بزرگ لکڑی کے ایک بڑے تختے پر بیٹھ گئے... اور وہ تختہ سمندر کے پانی پر تیرنے لگا... سمندری لہریں اب بھی بہت جوش میں تھیں... مگر جسے اللہ رکھے... اسے کون چکھے؟... تیرتے تیرتے یہ تختہ سمندر کے کنارے جا لگا... کنارے پر ایک بہت بڑا جنگل تھا اور بہت خوفناک بھی...

اس جنگل میں کسی انسان کا تو نام و نشان بھی نہ تھا... البتہ وہاں اور درندے بہت زیادہ تھے... جنگل میں داخل ہوتے ہی ان بزرگ کی نظر ایک شیر پر پڑی... کوئی اور ہوتا تو شیر کو دیکھ کر ڈر جاتا اور وہاں سے بھاگ نکلتا... لیکن انہیں ذرا بھی خوف محسوس نہ ہوا... انہوں نے بلند آواز میں شیر سے کہا...

اے شیر!... میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں... میرا نام سفینہ ہے... اور راستے سے بھٹک گیا ہوں... یہ سنتے ہی شیر چلا ہوا ان کے نزدیک آ گیا... اور اپنا سر یوں جھکا لیا... جیسے وہ ان کا انتہائی وفادار پالتو جانور ہو... پھر وہ شیر دم ہلاتا ہوا ایک طرف چل پڑا اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے... چلتے چلتے جنگل کا بادشاہ شیر جنگل سے نکل کر ایک کھلے راستے پر پہنچا... اس راستہ کو دیکھتے ہی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہچان گئے... اب وہ شیر پھر پیچھے مڑا اور اپنا سر ادب سے جھکا لیا...

وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے واپس جنگل میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا... حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رخصت کیا... اور خود اس راستے پر چلتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچ گئے...

یادگار ضیافت کا عجیب و غریب واقعہ

ایک بار بادشاہ وقت افلاطون کے پاس آیا اور بعد امتحان اس نے بادشاہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی... جب رخصت ہونے لگا تو افلاطون نے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ دنوں تک تنہائی میں رہتے رہتے خبط ہو گیا ہے۔ یہ جنون ہی تو ہے کہ آپ کی ایسی پھٹی ٹوٹی حالت اور بادشاہوں کی دعوت کرنے کے حوصلے اور بادشاہ اس خیال میں معذور بھی تھا وہ تو اسی متاع کو بڑی چیز سمجھتا تھا۔ مگر افلاطون کی نظر میں اس کی وہ وقعت تھی جیسے بچے ایک گھر بناتے ہیں وہاں سبہ دریاں بھی ہیں کمرے بھی ہیں سب کچھ موجود ہے مگر باپ اس کو دیکھ کر فحش رہا ہے کہ ان حضرات کا سرا گھر میری ایک لذت کا ہے۔ بس ایسی ہی متاع ہے عقد دنیا کی جیسے ایک منہیا را اپنے سر پر چوڑیوں کا ٹوکرا لئے جا رہا تھا گاؤں والوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی چیز کی بابت انہیں پوچھنا ہوتا ہے، پتی، ٹھگی سے آہستہ سے ایک کھودا دیا کرتے ہیں۔ کھود کر یہ کرنے کیلئے اسی طرح دیہاتی نے ان چوڑیوں میں لٹھی سے کھودا دے کر منہیا را سے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہے اس نے کہا جی بس ایک دفعہ اور مار دو کچھ بھی نہیں یعنی ایک ضرب سے سب تقسیم تفریق سے مبدل ہو کر کسور تک پہنچ گئی اور کسور بھی صرف کسور عام نہیں بلکہ کسور اعشاریہ بھی غرض سارا حساب سس ختم ہو گیا تو اہل دنیا کے نزدیک دنیا کی متاع بڑی چیز ہے۔۔۔

اسی بناء پر بادشاہ نے غدر کیا افلاطون کو اس خیال کا اور اک تھا اس لئے افلاطون نے کہا میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں یہ سن کر بادشاہ نے دل میں تو یہی کہا کہ واقعی اس کے دماغ میں خلل معلوم ہوتا ہے اس کے پاس ضروری سامان تک نہیں یہ مجھے کھلا دے گا کیا۔ لیکن زبان سے یہ بات تو ادب کی وجہ سے کہہ نہ سکا کہ یہ غدر کیا کہ آپ کو فضول تکلیف ہوگی افلاطون نے کہا کہ نہیں مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔ میرا جی چاہتا ہے۔۔۔ جب اصرار دیکھا تو بادشاہ نے دعوت منظور کر لی۔۔۔ اچھا آ جاؤں گا اور ایک آدھ ہر اہی بھی میرے ساتھ ہوگا افلاطون نے کہا کہ نہیں مع لشکر اور وزراء امراء سب کی دعوت ہے۔۔۔ غرض ایک

ساتھ دس ہزار کی دعوت کر دی اور لشکر معمولی نہیں خاص شاہی لشکر بادشاہ نے کہا خیر خط تو ہے
یہ بھی سہی غرض تاریخ معین پر بادشاہ مع لشکر اور امراء کے افلاطون کے پاس جانے کے
لئے شہر سے باہر لگا تو کئی میل پہلے سے دیکھا کہ چاروں طرف استقبال کا سامان نہایت
ترک و اتشام کے ساتھ کیا گیا ہے ہر شخص کے لئے اس کے درجہ کے موافق الگ الگ کمرہ
موجود ہے اور دو طرفہ باغ لگے ہوئے ہیں رات کا وقت تھا ہزاروں قندیل جگہ جگہ تاج رنگ
نہریں اور وہ ایک عجیب منظر پیش نظر تھا اب بادشاہ نہایت حیران تھا کہ یا اللہ یہاں تو کبھی
کوئی ایسا شہر تھا نہیں غرض ہر شخص کو مختلف کمروں میں اتارا گیا اور ہر جگہ نہایت اعلیٰ درجہ کا
سامان فرش فرش.... مہاڑ فانوس.... افلاطون نے خود آکر مدارت کی اور بادشاہ کا شکریہ ادا
کیا.... ایک بہت بڑا مکان تھا اس میں سب کو جمع کر کے کھانا کھلایا گیا کھانے ایسے لذیذ کہ
عمر بھر کبھی نصیب نہ ہوئے تھے بادشاہ کو بڑی حیرت کہ معلوم نہیں اس شخص نے اس قدر جلد
یہ انتظامات کہاں سے کئے بظاہر اس کے پاس کچھ جمع پونجی بھی نہیں معلوم ہوتی یہاں تک کہ
جب سب کھانی چکے تو عیش و طرب کا سامان ہوا ہر شخص کو ایک الگ کمرہ سامان سے آراستہ
پیدا استہ.... اندر گئے تو دیکھا کہ تمیم لطف اور تکمیل عیش کے لئے ایک ایک حسین عورت بھی
ہر جگہ موجود ہے غرض سارے سامان عیش و طرب کے موجود تھے خیر وہ لوگ کوئی متقی
پرہیزگار تو تھے نہیں اہل خانہ تھوڑے ہی تھے بلکہ خواہ خواہ کے آدمی تھے۔ یہ رنگ مہمانی
دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور رات بھر خوب عیش اڑائے کیونکہ ایسی رات انہیں پھر کہاں
نصیب ہوتی یہاں تک کہ سو گئے۔۔۔

جب صبح آنکھ کھلی تو دیکھتے کیا ہیں کہ نہ باغ ہے بلکہ زراعت ہے.... نہ درخت ہیں بلکہ
نرے کر بخت ہیں یعنی بجائے درختوں کے دیکھا کہ پتھر کھڑے ہوئے ہیں اور ایک ایک پولا
سب کی بغل میں ہے اور پا جامہ خراب ہے یہ عورتیں تھیں بڑے شرمندہ ہوئے کہ ل حول و ما
قوۃ یہ کیا قصہ ہے بادشاہ کی بھی یہی حالت تھی افلاطون نے بادشاہ سے کہا کہ تم نے دیکھا یہ
ساری دنیا جس پر تمہیں اتنا مان ہے ایک عالم خیال ہے اور حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں... اس
قدر قوی تصرف تھا افلاطون کے خیال کا کہ جس نے یہ خیال بھالیا کہ ان سب کے متخیلہ

میں یہ ساری چیزیں موجود ہو جائیں بس سب کو وہی نظر آنے لگیں جب وہ لوگ سو گئے اس نے اس خیال کو ہٹالیا پھر صبح اٹھ کر جو انہوں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا.... افلاطون مجاہد و ریاض کئے ہوئے تھا.... اس لئے یہ قوت اس کے خیال میں پیدا ہو گئی تھی یہ تصوف نہیں ہے تصرف ہے.... یہ اور چیز ہے وہ اور چیز ہے بس مرہ سب سرد ہو گیا افلاطون نے کہا کہ جیسے تمہیں ان چیزوں میں مرہ آتا ہے مجھے بالکل نہیں آتا کیونکہ مجھے ان کی حقیقت معلوم ہے تو واقعی جو کچھ نظر آیا وہ عالم خیال تھا سریزم میں بھی جو کچھ نظر آتا ہے وہ عالم خیال ہی ہوتا ہے اور یہ جو حاضرات و اضرات ہے یہ بھی وہی ہے محض قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے روح و روح کچھ نہیں ہوتی.... اسی واسطے بچوں پر یہ عمل چلتا ہے.... (دین درلش)

غیرت مند ملکہ کا عجیب واقعہ

جب ہلاکو خان بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ مستصم باللہ قتل ہوا.... خلیفہ حکومت میں مصروف تھا.... اس کے پاس اس کی نو جوان بیٹی بھی بیٹھی ہوئی تھی.... ایک تیر آیا اور بچی کو نگاہہ بیچاری فوت ہو گئی.... اس کا خون زمین پر اس انداز سے گرا کہ اس سے ایک تحریر نمودار ہو گئی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت نازل فرماتے ہیں تو لوگوں کی عقل ختم ہو جاتی ہے اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں.... ہلاکو خان کے پاس ملکہ کو لایا گیا ملکہ نے راستے میں فوج کی نگرانی میں لوٹنے کے کان میں کوئی بات سنائی.... ملکہ مطمئن تھی.... جب اندر آئی تو ہلاکو خان سے کہا کہ سامنے خلیفہ کی تلوار ہے.... اس میں ایک خصوصیت ہے کہ جب تک خلیفہ اس سے وار نہ کرے یہ کسی کو زخم نہیں پہنچا سکتی ہے.... اگر آپ کو یقین نہ ہو تو اس کا تجربہ بھی آپ کے سامنے کئے دیتی ہوں.... ہلاکو خان تعجب کر رہا تھا اور اپنے شوق کا اظہار کیا ملکہ نے اس لوٹنے کو اشارہ کیا اور اس نے ایک بھر پور وار ملکہ پر کر دیا جس سے اس مقدس خاتون کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس طرح اپنی جان دیکر بی عصمت بچائی.... ہلاکو خان کو اس ناکامی پر بڑا غصہ آیا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا.... جان دیدی.... مگر کافر بادشاہ کا ہاتھ اپنے جسم کو نہیں لگوا دیا.... بادشاہ اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا.... (طبقات الشاہیہ نسکی) (مطبوعات حکیم اسلام)

امام ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ کے حصول علم کا عجیب واقعہ

فروغ تابعین میں سے ہیں۔۔۔ بیوی حاملہ تھی۔۔۔ کہنے لگے اللہ کے راستہ میں جانے کی آواز لگ رہی ہے۔۔۔ چلا نہ جاؤں؟ بیوی کہنے لگی میں تو حاملہ ہوں۔۔۔ میرا کیا بنے گا؟ کہا تو اور تیرا حمل اللہ کے حوالے۔۔۔ ان کو تیس ہزار درہم دے کر گئے کہ یہ تو خرچہ رکھا اور میں اللہ کے راستے میں جاتا ہوں۔۔۔ کتنی خزانیں اور بہاریں آئیں اور کتنے دن صبح سے شام میں بدلے۔۔۔ شام ڈھل کر صبح میں بدلی۔۔۔ پر فروغ نہ آیا۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ چار۔۔۔ پانچ۔۔۔ دس۔۔۔ بیس۔۔۔ پچیس۔۔۔ ستائیس۔۔۔ اسیس۔۔۔ تیس سال گزر گئے۔۔۔ ایک عورت نے دیوار کے ساتھ جوانی گزار دی۔۔۔ فروغ لوٹ کے نہ آیا۔۔۔ تیس سال گزر گئے۔۔۔ ایک دن ایک بڑے میاں مہینے کی گلیوں میں داخل ہوئے۔۔۔ پر گندہ شکستہ حال۔۔۔ بڑھاپے کے آثار اور اپنے گھوڑے پہ چلے آ رہے ہیں۔۔۔ تیس برس میں ایک تو نسل ختم ہو جاتی ہے۔ اب یہ پریشان ہیں کوئی مجھے پہچانے گا کہ نہیں پہچانے گا؟

وہ مرگئی یا زندہ ہے؟ کیا ہوا؟۔۔۔ گھروالی ہے کہ بدل گیا؟

انہیں پریشانوں میں غلطاں و بیچاں گھر کے دروازے پر پہنچے۔۔۔ پہچانا کہ وہی ہے۔۔۔ اندر جو داخل ہوئے تو گھوڑے کی آواز۔۔۔ اپنی آواز اٹھیا روں کی آواز۔۔۔ بیٹا بیدار ہو گیا۔ دیکھا تو ایک بڑے میاں چاند کی چاندنی میں کھڑے ہوئے ہیں۔۔۔ تو ایک دم جھپٹے اور اس پر لپکے اور گریبان سے پکڑا۔۔۔ جان کے دشمن۔۔۔ تجھے شرم نہیں آئی؟

بڑھاپے میں مسلمان کے گھر میں بن اجازت داخل ہوئے ہو؟

ایک دم جھٹکا دیا۔۔۔ جھنجھوڑا۔۔۔ وہ ڈر سے گھبرا گئے۔۔۔ وہ سمجھے کہ شاید میں غلط گھر میں آ گیا ہوں۔ میرا گھر بک گیا۔۔۔ کوئی اور اس میں آ گیا۔۔۔ کہنے لگے بیٹا معاف کرنا۔۔۔ غلطی ہو گئی۔ میں سمجھا میرا ہی گھر ہے۔ تو ان کو اور غصہ چڑھا آیا۔۔۔ کہنے لگے اچھا۔ ایک خطی کی۔۔۔ اور اب گھر ہونے کا دعویٰ بھی۔۔۔ چلو۔۔۔ میں ابھی تجھے قاضی کے پاس لے چلتا ہوں۔ تیرے لئے وہ سزا تجویز کرے گا۔ اب وہ چڑھ رہے ہیں اور یہ دب رہے ہیں۔ ادھر بڑھاپا۔۔۔ ادھر جوانی۔۔۔ ادھر سفروں نے

مار دیا۔۔۔ ہڈیاں کھوکھلی ہو گئیں اور پھر شک بھی ہے کہ پتہ نہیں میرا گھر ہے یا کسی اور کا؟
 اسی کشمکش میں اوپر سے ماں کی آنکھ کھلی۔۔۔ اس نے کھڑکی سے دیکھا تو فروغ کا چہرہ
 بیوی کی طرف سے اور بیٹے کی پشت بیوی کی طرف۔۔۔ تو تیس سال کے درجے کھل گئے اور
 بڑھاپے کی جھڑپوں میں سے فروغ کا چمکتا چہرہ نظر آنے لگا اور اس کی ایک چیخ نکلی۔ اے
 ربیعہ! اور ربیعہ کے تو پاؤں تلے سے زمین اگل گئی۔۔۔ یہ میری ماں کو کیا ہوا؟

دیکھا تو اوپر کھڑے ہو۔۔۔ اے ربیعہ! کیا ہوا ماں؟۔۔۔ کون ہے؟۔۔۔ پتہ نہیں!
 اے ظالم! باپ سے لڑ پڑا۔۔۔ تیرا باپ ہے۔۔۔ جس کیلئے تیری ماں کی جوانی گزر گئی اور
 اس کی رات دن میں ڈھل گئی۔۔۔ ہال جس کے چاندی بن گئے یہ وہ ہے۔۔۔ تیرا باپ! جس
 کیلئے میں نے ساری زندگی کاٹ دی۔۔۔ ربیعہ رو دیئے۔۔۔ معافی مانگے ہو رہے ہیں۔۔۔
 رات کا رگزار میں گزر گئی۔۔۔ فجر کی اذان پڑا۔۔۔ کہنے لگے۔۔۔ ربیعہ کہاں ہے؟
 کہا وہ تو اذان سے پہلے چلا جاتا ہے۔۔۔ یہ گئے تو نماز ہو چکی تھی۔۔۔ اپنی نماز پڑھی۔۔۔
 روضہ اطہر مسجد سے باہر سوتا تھا۔۔۔ آ کے صلوٰۃ و سلام پڑھنے لگے۔۔۔ پڑھتے پڑھتے جو مسجد کی
 طرف نظر پڑی تو یوں مجمع ہوا پڑا اور ایک نوجوان حدیث پڑھا رہے ہیں۔۔۔ دوسرے دیکھا
 ۔۔۔ نظر کزور تھی۔۔۔ پتہ نہ چلا کون ہے؟

ادھر ہی پیچھے بیٹھ گئے اور سننا شروع کر دیا۔۔۔ حدیث پاک کا درس ہو رہا ہے۔۔۔ جب
 فارغ ہو گئے تو برابر والے سے کہنے لگے۔۔۔ بیٹا یہ کون تھا جو درس دے رہا تھا۔۔۔
 اس نے کہا۔۔۔ آپ جانتے نہیں۔۔۔ آپ مدینے کے نہیں ہیں؟
 کہنے لگے۔۔۔ بیٹا میں مدینے کا ہوں۔۔۔ آیا بڑی دیر سے ہوں۔۔۔
 کہا۔۔۔ یہ ربیعہ ہیں۔۔۔ مالک کے استاذ۔۔۔ سفیان ثوری کے استاذ۔۔۔ ابو حنیفہ کے استاذ
 ۔۔۔ وہ اپنے جوش میں تھا۔۔۔ تو سنتے سنتے کہنے لگے۔۔۔ بیٹا! تو نے یہ نہیں بتایا۔۔۔ بیٹا کس کا ہے؟
 کہا۔۔۔ اس کے باپ کا نام فروغ تھا۔۔۔ اللہ کے راستے میں چلا گیا۔۔۔
 ان مشقت کی وادیوں میں اسلام نے سفر کیا ہے۔۔۔ (تاریخ بغداد)

عورت کے مرد بن جانے کا عجیب و غریب واقعہ

دور حاضر میں تو اس قسم کی خبریں اکثر اخبارات میں شائع ہوا کرتی ہیں کہ ہندوستان میں یا بیرون ہندوستان میں فلاں عورت مرد بن گئی۔ فلاں مرد عورت بن گیا۔ تو سن کر تعجب ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات عقلاً بعید معلوم ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ کہہ دیا جائے کہ یہ خبر بالکل غلط ہے اور یہ شخص یورپ کا پروپیگنڈہ ہے۔ خواہ مخواہ حیرت پسند طبائع کے لئے تفریح کا سامان مہیا کرتا ہے۔۔۔۔۔ مگر اس کو کیا کہا جائے کہ اس طرح کا ایک نادر واقعہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے ثقہ محدث و مفسر نے اپنی ذاتی تحقیق کے ساتھ (ذکر امر غریب جداً) کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔ پورا واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

فسبحان اللہ لما يشاء فلهما امر لم تقع مثله في العالم الا قليلاً جداً فرماتے ہیں کہ جب میں امیر ناصر الدین کو حلبک کی نیابت حاصل ہونے پر مبارکباد دینے کے لئے پہنچا تو وہاں اس بات کا بہت چرچا سنا کہ ایک نوجوان عورت مرد بن گئی ہے۔۔۔۔۔ حسن اتفاق سے وہ نوجوان بھی موجود تھا۔۔۔۔۔ مجھے بتایا گیا کہ یہی وہ آدمی ہے جو پہلے عورت تھا پھر مردانہ خصوصیات کا حامل ہو کر پورا مرد بن گیا ہے۔۔۔۔۔ طرابلس اور دمشق وغیرہ میں اس بات کی شہرت ہے۔۔۔۔۔ میں نے خود اس کو طلب کیا اور بہت سے لوگوں کی موجودگی میں اس سے سوال کیا۔۔۔۔۔

اس نے شرماتے ہوئے بتایا کہ میں پندرہ سال تک ایک لڑکی تھی۔۔۔۔۔ میرے اندر تمام زنانہ صفات تھیں۔۔۔۔۔ سینا، پرونا، کھانا پکانا اور سوت وغیرہ کا تناسب اچھی طرح کرتا تھا۔۔۔۔۔ میرے باپ نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا اور وہ مجھ پر قادر نہ ہو سکا۔۔۔۔۔ بالآخر طلاق دے دی۔۔۔۔۔ اس طرح تین مردوں کے پاس گیا سب نے طلاق دے دی۔۔۔۔۔ پھر ایک بہیک ایسا ہوا کہ میرے پستان جو ابھرے ہوئے تھے دبے لگے اور مجھ پر رات دن نیند کا غلبہ رہنے لگا۔۔۔۔۔ اور آہستہ آہستہ شرمگاہ کی جگہ سے آلہ تناسل اور فوطہ باہر آنے لگا۔۔۔۔۔ اب میں بالکل مرد ہوں۔۔۔۔۔

میں نے سوال کیا، کبھی احتکام بھی ہوا۔۔۔۔۔ اس نے جواب دیا۔۔۔۔۔ ہاں! دو بار ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ مگر میں نے اس بات کو گھر والوں پر ظاہر نہیں کیا۔۔۔۔۔

جب میرے باپ نے میری چوتھی شادی کا انتظام کرنا شروع کر دیا تو میں نے اپنی ماں سے سب باتیں بتا دیں۔۔۔ پھر میں نے پوچھا کہ پہلے تمہارا نام کیا تھا؟ اس نے کہا کہ نفیسہ۔۔۔ میں نے پھر اس سے سوال کیا کہ اب تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔۔۔ اب میرا نام عبداللہ رکھا گیا ہے۔۔۔

حافظ فرماتے ہیں کہ جب نائب سلطنت دمشق نے یہ واقعہ سنا تو ایک مجمع کے سامنے اسکی تحقیق کی اور تصدیق کے بعد اسکو فیو جیوں کا لباس پہنایا۔ وہ ایک خوب صورت نوجوان معلوم ہوتا تھا۔۔۔ مگر اسکی چال و حال میں انسانیت غالب تھی۔۔۔ فسبحان الفعال لما یشاء۔۔۔ (البدایہ والنہایہ بن کثیر)

حضرت زبیر بن العوام کی تروتازہ لاش کا مشاہدہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ایک صحابی تھے جن کے جنتی ہونے کی بشارت دنیا ہی میں دے دی گئی تھی۔۔۔ جنگ جمل میں شہید کر دیئے گئے تھے۔ آپ کے منقب و فضائل بہت ہیں۔۔۔ بنی الاسلام تھے۔۔۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔۔۔ اس سلسلے میں کفار قریش نے بہت ایذائیں دیں۔۔۔ چنانچہ ان کے چچا چٹائی میں لپیٹ کر آپ کو دھواں دیا کرتے اور کہا کرتے دین آبائی کی طرف لوٹ آ۔۔۔ مگر وہ برابر انکار کرتے رہے۔۔۔

آپ کی بیوی اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ اس رشتہ سے آپ رسول اللہ کے ہم زلف تھے۔ آپ نے غزوہ خندق و بدر میں اور غزوہ احد کی معرکوں میں دوشجاعت دی۔ کسی غزوہ میں بھی پیچھے نہیں رہے۔۔۔ سب میں شریک ہوئے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی۔۔۔

آپ غزوہ بدر میں زور و عمامہ باندھے ہوئے تھے۔۔۔ جب فرشتے بھی امداد کے طور پر بدر میں اترے ہیں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح زور و عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔۔۔

آپ بہادری حد درجہ تھے ایک مرتباً آپ کے میں تھے کہ یہ وحشت ناک خبر سنی کہ معاذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے۔ سنتے ہی بے تاب ہو گئے۔ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ننگے بدن آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلے اتفاقاً حضرت رسالت مآب سے ملاقات ہو گئی۔ اس عجیب و غریب حالت کو دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ زبیر کیا ہوا۔ عرض کیا کہ میں نے سنا کہ خدا نخواستہ

آپ قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے پوچھا تب تم کیا کرنے والے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پھر سے مکہ واپس لوٹ کر بیچ کرنے والا تھا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے دعا دی۔

آپ بہت صاحب ثروت اور مالدار تھے... ہزار غلام تھے جو روزانہ ٹیکس ادا کرتے تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس تمام مال کو فی سبیل اللہ تقسیم کیا کرتے تھے... گھر کے اندر ایک درہم بھی نہیں جاتا تھا... یہی حال بعد وفات رہا کہ گھر میں ایک درہم یا ایک دینار بھی نقد نہیں تھا بلکہ قرضہ چھوڑ گئے تھے... جس کا اندازہ ۲۲ لاکھ درہم کیا گیا جو ان کی زمین بیچ کر ادا کیا گیا۔ ..

ورثاء نے مال تقسیم کرنے کے لئے جلدی مچائی.... آپ کے فرزند جناب عبداللہ نے اعلان کر دیا کہ ابھی مال تقسیم نہ ہوگا... بلکہ چار سال تک مسلسل حج کے موقع پر اعلان کراؤں گا کہ جس شخص کا بھی زبیر بن العوام پر قرضہ ہوا کر لے جائے....

جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تب تقسیم کو نو بہت آئی... تو چار بیویوں میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ لاکھ (درہم یا دینار) دیا گیا.... یہ تھا ان کی ثروت و دولت کا حال.... ان کی شہادت بصرہ میں جنگ جمل ۳۶ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوئی.... (مقوۃ المصنوعہ ابن جوزی) ۳۶ھ میں بصرہ والوں نے ایک بہت پرانی قبر کھودی تو ان کو ایک ترو تازہ لاش مع کپڑا اور آلات حرب کے دکھائی دی.... لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ نعش مبارک حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے.... چنانچہ نعش نکال کر دوبارہ تکفین کرنے کے بعد دفن کی گئی اور اسی جگہ ایک مسجد تعمیر ہوئی.. (البدایہ والنہایہ)

جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی اور ۳۸ھ میں قبر کھولی گئی.... سو پچاس برس کا فاصلہ نہیں ہے بلکہ پورے ساڑھے تین سو سال بعد بصرہ والوں نے قدرت الہی کا یہ کرشمہ دیکھا اور قرآنی شہادت جو شہیدوں کے متعلق ہے اس کی تصدیق کی..

سبکی نے دلائل المصنوعہ میں بعض صحابہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک جگہ کھودی تو اس میں ایک طرف طاق کی طرح کھل گئی.... تو دیکھا کہ ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سامنے قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہے اور وہ تلاوت میں مصروف ہیں.... آگے کی طرف ترو تازہ باغ ہے اور غالباً یہ احد کی سرزمین کا واقعہ ہے.... انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی شہید ہیں.... کیونکہ چہرے پر زخم کے نشانات موجود تھے.... (نظم الدرر ج ۲ ص ۲۵۱)

شوق علم کا عجیب واقعہ

لبن عباد ایران کا مشہور وزیر تھا۔ اسے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اس کی ذاتی لائبریری میں ایک لاکھ ستر ہزار قیمتی کتابیں تھیں۔ سلطنت کے کاموں کے سلسلے میں اسے دور دراز کے علاقوں کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ اس کی عظیم لائبریری سفر کے دوران بھی اس کے ساتھ ساتھ رہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے 400 اونٹ سداہائے گئے تھے۔ وہ اونٹ حروفِ چھپی کے حساب سے چلتے تھے۔ ان اونٹوں کے ساتھ تجربہ کار لائبریرین بھی ہوتے تھے۔ لبن عباد کو جس کتاب کی ضرورت پڑتی، لائبریرین چند منٹوں میں نکال کر اسے پیش کر دیتے تھے۔ (مختصر پڑھنا تھا)

قدرت کا عجیب کرشمہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کے علاقے میں ریل گاڑی پر سفر کر رہا تھا۔ راستے میں ایک جگہ پہاڑی علاقے میں گاڑی رک گئی، ہم نماز کے لئے نیچے اترے، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت پودا ہے، اس کے پتے بہت خوبصورت تھے اور وہ پودا بہت حسین و جمیل معلوم ہو رہا تھا۔ بے اختیار دل چاہا کہ اس کے پتے کو توڑ لیں۔ میں نے جیسے ہی اس کے پتے کو توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میرے جورہ نہ تھے۔ وہ ایک دم زور سے چیخ پڑے کہ حضرت! اس کو ہاتھ مت لگائیے گا، میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بہت ذہریلی جھاڑی ہے۔ اس کے پتے دیکھنے میں تو بہت خوشنما ہیں لیکن یہ اتنا زہریلا ہے کہ اس کے چھوٹے سے انسان کے جسم میں زہر چڑھ جاتا ہے اور جس طرح کچھو کے ڈسنے سے ذہری لہریں اٹھتی ہیں۔ اسی طرح اس کے چھوٹے سے بھی لہریں اٹھتی ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور پہلے سے معلوم ہو گیا۔ یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے، دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ معاملہ تو بڑا خطرناک ہے۔ اس لئے کہ آپ نے مجھے تو بتا دیا جس کی وجہ سے میں بچ گیا۔ لیکن اگر کوئی انجان آدمی جا کر اس کو ہاتھ لگا دے، وہ تو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا۔

اس پر انہوں نے اس سے بھی زیادہ عجیب بات بتائی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ جہاں کہیں یہ زہریلی جھاڑی ہوتی ہے ... اسی کی جڑ میں آس پاس لازماً ایک پودا اور ہوتا ہے، لہذا اگر کسی شخص کا ہاتھ اس زہریلے پودے پر لگ جائے تو وہ فوراً اس دوسرے پودے کے پتے کو ہاتھ لگا دے اسی وقت اس کا زہر ختم ہو جائیگا۔ چنانچہ انہوں نے اسی کی جڑ میں وہ دوسرا پودا بھی دکھایا یہ اس کا تریاق ہے بس یہی مثال ہے ہمارے گناہوں کی اور استغفار و توبہ کی، ہذا جہاں کہیں گناہ کا زہر چڑھ جائے تو فوراً توبہ استغفار کا تریاق استعمال کرو۔ اسی وقت اس گناہ کا زہر اتر جائے گا (گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے)

رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے اللہ اللہ کہہ رہا تھا حضرت سری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا اور فرمایا ”اس بے خبر کو کیا خبر؟ کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے“ منہ دھو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے

جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ ”تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں“ شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان اور نادام ہوا اور رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا بے شرم! اب تو سری (رحمۃ اللہ علیہ) بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں، خدا عزوجل سے ڈر اور آئندہ کیلئے توبہ کر رات کو حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ ”تم سری رحمۃ اللہ علیہ! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھویا۔“

حضرت سری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اس شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا ... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا، تم میں یہ انقلاب کیسے آ گیا ... ؟ تو وہ بولا .. ”آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ اللہ عزوجل نے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا ہے۔“ (مخزن اخلاق) (اصلاحی خطبات)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عجیب واقعہ

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں حج کے بعد مدینہ منورہ گیا ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دسترخوان کو لے کر ایک ڈھیر پر جھاڑ دیا تاکہ روٹی کے بچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو چا نور کھا جائیں....

تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک خوبصورت نوسال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے مجھے سخت افسوس ہوا.... بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ میں آیا اور اسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیونکہ میں ایسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولیٰ تھا.... میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا میں نے چلتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟

اس نے کہا میں یتیم ہوں.... میں نے کہا بیٹے میرے ساتھ ہندوستان چلو گے؟

وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا.... عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا.... اپنے مدرسے میں تعلیم دوں گا.... جب تم عالم فاضل ہو جاؤ گے تو میں خود تم کو یہاں لے کر آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کر دوں گا.... تم جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لے کر آؤ.... لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس واپس گیا.... وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی اس نے فوراً اجازت دے دی.... بچہ فوراً آیا اور مولانا کو بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا.... میری ماں نے اجازت دے دی ہے پھر پوچھنے لگا کہ آپ کے شہر میں چنے ملتے ہیں؟ مولانا عثمانی نے بتایا یہ ساری چیزیں وافر مقدار میں تمہیں ملیں گی... مولانا کا بیان ہے کہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں وہ میرے ساتھ آیا اور ٹھنک کر رہ گیا... سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو دیکھا اور مسجد کے دروازے کو... اور پوچھا کیا کہ بابا یہ دروازہ اور روضہ بھی وہاں ملے گا؟

میں نے اس سے کہا کہ بیٹا اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا.... لڑکے کے چہرے کا رنگ بدل گیا.... میری انگلی چھوڑ دی بابا تم جاؤ... اگر یہ نہیں ملے گا تو میں ہرگز ہرگز

اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا.... بھوکا رہوں گا... پیاسا رہوں گا.. اس دروازہ کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس بھاتا رہوں گا.... جس طرح آج تک بھاتا رہا ہوں.... یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا...

یہ حقیقت ہے جینا وہی جینا ہو گا جب میرے پیش نظر حسن مدینہ ہو گا
آنکھ جب روضہ اقدس کی جھلک دیکھے گی یا خدا! کیسا مبارک وہ مہینہ ہو گا
میری آنکھوں میں سٹ آئے گا حسن کوئین جس طرح آنکھ اٹھاؤں گا مدینہ ہو گا

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا عجیب واقعہ

سید احمد رفاقی مشہور بزرگ، کارِ صوفیہ میں ہیں... انکا قصبہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ شعر پڑھے۔

لمی حالة البعد روحی كنت اوسلها تقبل الارض عسی وهی غائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامد دیمک کئے تعظی بها شفقتی
ترجمہ.... ”دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری
نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی.. اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست
مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں“....

اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر لگا اور انہوں نے اس کو چوما (اکادی للسمی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی شریف میں تھا... جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قلعہ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے....

اگرے حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اسکے بعد حضرت صاحب مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا مجھ پر پاؤں رکھ کر گزرو یہ عمل آپ نے تواضع و انکساری کیلئے کیا... اس پر حضرت حاجی صاحب سے کسی نے پوچھا حضرت پھر کسی نے پاؤں رکھا؟ حضرت نے اپنے خاص انداز میں فرمایا وہ مرنہ جاتا جو حضرت سید پر پاؤں رکھتا... (سریہ عشاق)

مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے وہیں ان کی وفات بھی ہوئی انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعی خاندان کو بیت اللہ کی کتبیاں سپرد کی ہیں مکہ میں چاہے ہمارے خاندان (خدا نخواستہ) اجڑ جائیں مگر شعی کا خاندان قیامت تک کے لئے باقی رہے گا .

یہ ان کا ایمان تھا . . . مولانا کو عجیب ترکیب سوجھی

واقعی ان بزرگوں کو داد دینی چاہئے کہاں ذہن پہنچا ...

مولانا نے ایک حائل شریفہؒ، ایک تلواریں یہ دونوں لیں اور امام مہدی کے نام ایک خط لکھا کہ: ”فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملے گا اور رفیع الدین کی طرف سے یہ حائل تو آپ کی ذات کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلواریں کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے اجر مل جائے جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا“ یہ خط لکھ کر تلواریں اور حائل شعی کے سپرد کی جو ان کے زمانہ میں شعی تھا اور کہا کہ مہدی کے ظہور تک یہ امانت ہے تم جب انتقال کرو تو جو تمہارا قائم مقام ہو اسے وصیت کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ جب اس کا انتقال ہو تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کرے کہ ”رفیع الدین“ کی یہ تلواریں اور حائل شریف خاندان میں چلتی رہے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جائے تو جو اس زمانے میں شعی ہو وہ میری طرف سے امام مہدی کو یہ دونوں ہدیئے پیش کر دے (خطبات حکیم الاسلام)

ابن مبارک رحمہ اللہ کے استقبال کا عجیب واقعہ

ایک بار عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ (خلفائے عباسیہ عموماً رقبہ گرمی گزارتے تھے یہ مقام نہایت ہی سرسبز و شاداب ہے) آئے اس کا علم ہوا تو پورا شہر استقبال کے لیے ٹوٹ پڑا ہارون رشید کی ایک لونڈی محل سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا

معاذ ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ خراسان کے ایک عالم عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ یہاں آئے ہیں انہی کے استقبال کے لیے یہ مجمع اکٹھا آیا ہے اس نے بے ساختہ کہا کہ:

”حقیقت میں خلیفہ وقت یہ ہیں، ہارون نہیں، اس لیے کہ اس کے گرد کوئی مجمع بغیر پولیس، فوج اور اعدائے انصار اکٹھا نہیں ہوتا۔۔۔“ (سیر صحابہ)

علامہ واقدی کے سوء حفظ کا عجیب و غریب واقعہ

ابو عبداللہ محمد بن عمر بن واقدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۷ھ علم سغاری میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ کتاب الردۃ ان کی تصنیف میں سے ہے۔ جس میں آنحضرت کی وفات شریف کے بعد قبائل عرب کا اسلام سے پھر جانا اور اسود غسی و یمنی و سیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت کے خلاف صحابہ کرام کی معرکات رائی وغیرہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مالک بن انس و سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث سُنی ہے اور ان سے محمد بن سعد، صاحب طبقات و مشرحانی زائد نے حدیث روایت کی ہے۔ مگر یہ بہ اتفاق محدثین ضعیف الحدیث ہیں۔ خلیفہ مامون عباسی کے زمانے میں بغداد کے قاضی تھے۔ وفيات الاعیان ابن خلکان خلیفہ بغدادی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون نے اس سے درخواست کی کہ جمعہ کی نماز پڑھائیے۔ انہوں نے عذر کیا کہ مجھے سورہ عاشیہ و اعلیٰ وغیرہ بالکل یاد نہیں ہیں۔ خلیفہ نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے رات میرے پاس رہیں اور یاد کر لیجئے میں خود یاد کرا دوں گا۔۔۔ چنانچہ خلیفہ نے یاد کرانے کی پوری کوشش کی۔ مگر حال یہ تھا کہ ایک طرف یاد کرتے تھے اور دوسری طرف بھولتے جاتے تھے۔ خلیفہ عاجز ہو گیا اور گھبرا گیا۔ رات بھی زیادہ ہو گئی۔ آخر خلیفہ نے کہا کہ اب مجھے نیند آرہی ہے۔ آپ خود یاد کر لیجئے بلکہ دن کو بھی حفظ کر لیجئے گا۔۔۔ بہت رٹ رٹا کر جمعہ کی امامت کے لئے آگے بڑھے اور سورہ اعلیٰ شروع کیا۔ جب صحف ابراہیم دسویں پر پہنچے تو بھول گئے اور صحف یحییٰ دسویں پڑھ دیا۔۔۔

اتنے بڑے حافظ تاریخ کے جو بڑی بے تکلفی سے تاریخی واقعات و حوادث کو اپنے حافظہ سے فر فر سنا تا ہو قرآن مجید کا یاد نہ ہو سکتا عجیب و غریب عورت دکھتا ہے (وفیات الاعیان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب فیصلہ

حضرت علیؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگ شیر کا شکار کرنے کے لئے گڑھا کھودا کرتے تھے، اور مختلف تدبیروں سے شیر کو اس گڑھے میں گرا کر اس کا شکار کرتے تھے، ایک دن انہوں نے ایسا ہی ایک گڑھا کھودا اور شیر کو اس میں گرا لیا۔ اس پاس کے لوگ تماشا دیکھنے کے لئے گڑھے کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اتنی دھکا پیل ہوئی کہ ایک آدمی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گڑھے میں گرنے لگا۔ گرتے گرتے اس نے سنبھلنے کے لئے ایک پاس کھڑے ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑا، اس سے دوسرے آدمی کے بھی پاؤں اکٹرا گئے اور وہ بھی گرنے لگا، اس نے سنبھلنے کیلئے ایک تیسرے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کا یہاں تک کہ چاروں گڑھے میں آ رہے، شیر ابھی زندہ تھا۔ اس نے چاروں کو اتار ڈیا کیا کہ وہیں ان کی موت واقع ہوگئی۔ اب مرنے والوں کے رشتہ داروں میں جھگڑا شروع ہوا کہ ان کا خوں بہا کون دے؟ گفتگو میں تیزی آ گئی یہاں تک کہ تلواریں تک نکل آئیں اور خونریزی ہوتے ہوتے پچی۔ حضرت علیؑ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ان چاروں کی دیت (خوں بہا) گڑھا کھودنے والے پر ہے۔ لیکن اس ترتیب سے کہ پہلے کو چوتھائی دیت، دوسرے کو تہائی دیت، تیسرے کو آدھی دیت، اور چوتھے کو پوری دیت ملے گی۔ بعد میں یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؐ نے اس کی تصویب فرمائی

علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں کہ اس فیصلے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں خطا قتل ہوئے تھے اور گڑھا کھودنے والا ان کی دیت کا ذمہ دار تھا، لیکن پہلا شخص مقتول ہونے کے ساتھ ساتھ تین آدمیوں کو کھینچنے کی وجہ سے انکا قاتل بھی تھا۔ لہذا جو دیت اس کو ملتی اسکے تین حصے مقتول پر تقسیم ہو کر اس کیلئے صرف چوتھائی حصہ بچا، اسی طرح دوسرا شخص دو آدمیوں کا قاتل ہے اس لئے اس کی دیت کے دو تہائی حصے اس کے دو مقتولوں کو اور ایک حصہ خود اس کو ملے گا، تیسرا شخص ایک آدمی کا قاتل تھا۔ اس لئے آدھی دیت اسکے مقتول کی اور آدھی دیت خود اس کی ہوگی اور چوتھے نے کسی کو نہیں کھینچا اس لئے اسے پوری دیت ملے گی۔ (تفسیر القرطبی)

بسم اللہ پڑھنے پر والد کی مغفرت کا عجیب واقعہ

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قبر پر سے گذر ہوا، آپ نے بطور کشف دیکھا کہ عذاب کے فرشتے میت کو عذاب دے رہے ہیں، آپ آگے تشریف لے گئے، اپنے کام سے فارغ ہو کر جب دوبارہ آپ کا گذر اس قبر سے ہوا تو آپ نے دیکھا کہ اس قبر پر رحمت کے فرشتے جمع ہیں اور ان کے پاس نور کے طبق ہیں، آپ کو اس پر تعجب ہوا آپ نے نماز پڑھی اور اس واقعے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اللہ سے دعا کی.... اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی، فرمایا اے عیسیٰ یہ بندہ گناہ گار تھا اور جب سے مرا تھا عذاب میں گرفتار تھا، یہ مرتے وقت اپنی بیوی چھوڑ گیا تھا جو کہ حاملہ تھی، اس عورت نے اس کے بیٹے کو جنم دیا اور اسکی پرورش کی یہاں تک کہ وہ پڑھنے کے قابل ہو گیا اس عورت نے اس بچے کو مکتب میں بھیجا استاد نے اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی پس مجھے اپنے بندے سے حیا آئی کہ میں اس کو آگ کا عذاب دوں زمین کے اندر اور اس کا بیٹا میرا نام لیتا ہے زمین کے اوپر۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۷۱)

قرآن مجید کی عظمت و حفاظت کا عجیب واقعہ

آج سے تقریباً پندرہ سال پہلے (غالباً 1995ء) اخبارات میں ایک سات سالہ عرفان الحق کے متعلق مندرجہ ذیل تعجب خیز اور حیرت انگیز کوائف شہ سرخیوں اور مستقل مضمون کی شکل میں طبع ہوئے، یہ بچہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا میں 35 سال تک درس و تدریس کی خدمات انجام دینے والے جید عالم علامہ صدیق کشمیری کا نواسا ہے، عرفان الحق بالکل امی اور ان پڑھ ہے سات سال کی عمر تک اردو کی الف ب تک بھی نہیں جانتا، نہ ہی کوئی دوسری زبان صرف اپنی مادری زبان کشمیری میں گفتگو کرتا ہے اس عمر تک اس بچہ کو اس کے ماں باپ نے نہ تو گھر میں ہی کوئی تعلیم دی ہے اور نہ ہی کسی مدرسہ یا اسکول میں داخل کرایا ہے، عرفان الحق کی والدہ کا نام طاہرہ اختر ہے، اس کے والد حکیم غلام رسول

گوپال پورہ (کشمیر) میں ایک ٹیچر ہیں....

اس بچے کے متعلق اس کے والد نے کئی باتیں بتلائیں، مثلاً یہ کہ جب اس بچے کا حمل سات ماہ کا تھا تو اس کی والدہ نے ایک سات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ان کو ایک منہرا قلم دے رہے ہیں اس کے بعد جب بچہ پیدا ہوا تو گھر میں ایک عجیب اور سرور بخش روشنی ہی محسوس ہوئی۔

جب یہ بچہ دس ماہ کا تھا تو ایک شب اس کی ماں نیند سے اچانک بیدار ہوئی اور چاروں جانب دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا، بچہ برابر میں سو رہا تھا، باہر گھر کے دالان میں بچے کے دادا تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے مگر وہ بھی حیران تھے کہ قرآن پاک پڑھنے کی آواز کہاں سے آرہی ہے، کافی غور و فکر کے بعد جب طاہرہ اختر یہ معلوم کرنے میں ناکام رہیں کہ آواز کہاں سے آرہی ہے تو واپس اپنے بستر پر آئیں مگر اس وقت ان کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں جب اپنے ہی بچے کے منہ سے انہوں نے سورۃ یٰسین شریف کی آیات سماعت کیں، اس واقعہ کے گواہ بننے کے دادا بھی ہیں۔

اس معصوم بچے کے والد نے بتایا کہ جب اس کی عمر چار سال تھی تو اس نے کئی بار قرآن پاک لکھنے کی ضد کی ایک بار جب عید کے موقع پر میں اس کے جوتے دلانے کی خاطر بازار لے گیا تو اس نے جوتے لینے سے انکار کر دیا اور ان کے بدلے قلم کاغذ دلانے کے لئے کہا میں نے اس کی ضد کو دیکھتے ہوئے قلم اور کاغذ لے کر دیا اور جب گھر پہنچے تو عرفان الحق نے باقاعدہ وضو کیا اور قرآن پاک سامنے رکھ کر آتم کا پارہ لکھنا شروع کر دیا ہم نے اس کے اس انہماک کو دیکھ کر اس کی حوصلہ افزائی کی اور اس نے جون ۱۹۹۱ء سے شروع کر کے جون ۱۹۹۲ء میں پورا قرآن مکمل کر لیا، قرآن پاک کے اختتام پر جب اس سے میں نے ختم قرآن کی دعا لکھنے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ میں یہ دعا لکھتے ہی کھیلنے چلا جاؤں گا اس نے دعا لکھی مگر دعاء کے جملوں پر اعراب اور نقطے لگائے بغیر ہی کھیلنے کے لئے چلا گیا یہ دعا ابھی تک بغیر نقطوں اور اعراب کے ہے کیونکہ عرفان الحق کی عادت یہ ہے کہ آیت یا سورت پوری کر کے ہی وہ نقطے اور اعراب لگاتا ہے (شاید اس خالی چھوڑنے میں بھی یہ قدرت خداوندی کا فرما ہو کہ دعاء قرآن نہیں اور اس بچے کو صرف قرآن پاک ہی کے لئے معجزہ کا مظہر بنایا گیا)۔

اخبار لکھتا ہے: یہ بچہ قرآن پاک کی کسی بھی سورت یا آیات کو ہو، پھر عربی رسم الخط میں مع حرکات و سکنات کے نقل کر دیتا ہے، لوگوں کو یہ سن کر حیرت ہوتی ہے مگر جب ملنے والے اس سے کسی آیت کو لکھ کر دینے کی فرمائش کرتے ہیں تو بچہ لوگوں کی نظروں کے سامنے قرآن پاک کی مطلوبہ آیات جوں کی توں نقل کر دیتا ہے، عام لوگ تو صرف بچہ کی شکل دیکھ کر ہی متاثر ہو جاتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرنے کو ہی اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں مگر تعلیم و تدریس کے شعبوں سے وابستہ مقتدر حضرات فنکار اور فن خطاطی کے ماہر لوگ اس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخہ میں باریکیاں تلاش کرتے ہیں اور جب کوئی غلطی باوجود کوشش بسیار کے نہیں ملتی تو اپنے سامنے لکھنے کے لئے درخواست کرتے ہیں اور جو سورت یا آیت بچہ کو لکھنے کے لئے کہتے ہیں وہ بڑے اعتماد سے سامنے لکھ دیتا ہے آخر کار اس نئے اور تازہ نمونہ میں بھی کوئی بار کی نہیں ملتی جس پر گرفت کی جاسکے، اس نامزدگار نے بھی تازہ نمونہ ”سورۃ کوثر“ دیکھ کر یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یہ خدا کی نوازش ہے اور قرآن پاک کا اعجاز ہے جو اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس کو جتنا منانے کی کوشش کی جائے گی اس کے محفوظ رہنے کی اتنی ہی نت نئی تدبیر عالم وجود میں آتی رہیں گی کیونکہ قرآن پاک میں خود صاحب قرآن نے فرمایا انا للہ لحفظون بر صغیر ایشیا کی عظیم ترین درسگاہوں میں سے ایک مدرسہ مظاہر العلوم (وقف) کے ناظم اعلیٰ مفتی مظفر حسین صاحب نے بچہ کو غیر معمولی شخصیت کا حامل قرار دیا ہے انہیں جب شروع میں اس واقعہ پر یقین نہ آیا تو انہوں نے عرفان الحق سے اپنے سامنے چند آیات لکھوائیں اور فوراً ہی اس کے ہاتھوں کو چوم لیا مدرسہ مظاہر العلوم (رجسٹرڈ) کے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نے کہا کہ میں احادیث کا درس دیتا ہوں مگر ایسی تحریر آج تک میری بھی نہیں ہو سکی یہ بچہ اُمی اور ان پڑھ ہے مگر تمام رموز و نکات اور آداب کے ساتھ قرآن پاک لکھتا ہے تو ضرور یہ خدا کی جانب سے ایک واضح اشارہ ہے کہ وہ جس سے جو کام چاہتا ہے لے لیتا ہے۔۔۔ فبہان اللہ یصطفیٰ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دہریہ سے عجیب گفتگو

امام ابو حنیفہ کا واقعہ ہے کہ ان کے زمانے میں مہدی جو اموی خلیفہ تھا، اس کے دربار میں ایک دہریہ آیا، جو خدا کی ذات سے انکار کرتا تھا، اس نے کہا میں نہیں مانتا کہ خدا موجود ہے، یہ کائنات طبعی رفتار سے خود بنی ہے اور خود چل رہی ہے۔ لوگ مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں وغیرہ۔۔۔ یہ سب ایک طبعی کارخانہ ہے کوئی بنانے والا نہیں ہے یہ اس کا دعویٰ تھا اور اس نے چیلنج کیا کہ مسلمانوں میں جو سب سے بڑا عالم ہو، اس کو میرے مقابلے میں لایا جائے، تاکہ اس سے بحث کروں اور لوگ غلطی میں مبتلا ہیں کہ اپنی طاقتوں کو خواہ مخواہ ایک فیہی طاقت کے تابع کر دیا ہے، جو سارے جہان کو چلا رہی ہے، تو اس زمانے میں سب سے بڑے عالم امام ابو حنیفہ تھے، مہدی نے امام صاحبؒ کے پاس آدی بھیجا، رات کا وقت تھا، رات ہی کو خلیفہ کا دربار منعقد ہوتا تھا، آدی بھیجا کہ وہ آکر اس دہریہ سے بحث کریں اور اسے سمجھائیں اور راہ راست پر لائیں۔ چنانچہ آدی پہنچا، بغداد میں ایک بہت بڑا دریا ہے، اسے دجلہ کہتے ہیں، اس کے ایک جانب شاہی محلات تھے، ایک جانب شہر، تو امام ابو حنیفہ شہر میں رہتے تھے اس لئے دریا پار کر کے آنا پڑتا تھا۔۔۔ اس نے کہا اصل میں دربار میں ایک دہریہ آ گیا ہے اور وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ خدا کا وجود نہیں ہے، کائنات خود بخود چل رہی ہے، آپ کو مناظرہ کیلئے بلایا ہے۔۔۔

امام صاحبؒ نے فرمایا، اچھا، آپ جا کے کہہ دیں کہ میں آ رہا ہوں، وہ آدی واپس گیا اور کہا کہ امام صاحبؒ کو میں نے خبر کر دی ہے اور آپ آنے والے ہیں۔۔۔

اب دربار لگا ہوا ہے۔۔۔ خلیفہ، امراء، وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور دہریہ بھی بیٹھا ہوا ہے، امام صاحبؒ کا انتظار ہے مگر امام صاحبؒ نہیں آ رہے۔ رات کے بارہ بج گئے امام صاحبؒ تھک گئے دہریہ کی بن آئی، اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ ڈر گئے ہیں اور سمجھ گئے ہیں کہ کوئی بڑا فلسفی آیا ہے، میں اس سے نمٹ نہیں سکوں گا، اس واسطے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے اور آپ یقین رکھیں وہ نہیں آئیں گے، میرے مقابلے میں کوئی نہیں آ سکتا۔۔۔

اب خلیفہ بھی متاثر ہے، دربار کی بھی حیران ہیں اور دہریہ بیٹھا ہوا شفیق دکھ رہا ہے۔۔۔

جب رات کا ایک بجاتا تو امام صاحبؒ پہنچے، دربار میں حاضر ہوئے، خلیفہ وقت نے تعلیم کی، جیسے علماء و ربانی کی کی جاتی ہے، تمام دربار کھڑا ہو گیا....

خلیفہ نے امام صاحبؒ سے کہا کہ آپ اتنی دیر میں کیوں آئے؟ آدھی رات کے آٹھ بجے بھیجا گیا تھا، اب رات کا ایک بجنا ہے، آخر اتنی تاخیر کی کیا وجہ پیش آئی؟ شاعی حکم تھا، اس کی تعمیل جلد ہونی چاہئے تھی، نہ یہ کہ اس میں اتنی دیر لگائی جائے....

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک عجیب و غریب حادثہ پیش آ گیا، جس کی وجہ سے مجھے دیر لگی اور عمر بھر میں، میں نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا تھا، میں حیران ہوں کہ کیا قصہ پیش آیا، اس شد و مد سے بیان کیا کہ سارا دربار حیران ہو گیا کہ کیا حادثہ پیش آ گیا....

فرمایا بس عجیب و غریب ہی واقعہ تھا اور خود مجھے بھی ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا، کہ کیا قصہ تھا؟ جب سارے دربار کو خوب شوق دلا دیا اور سب سر تا پا شوق بن گئے، حتیٰ کے خود امیر المؤمنین نے کہا کہ فرمائیے کیا قصہ پیش آیا... فرمایا!

قصہ یہ پیش آیا، جب میں شاعی محل میں اترنے کے لئے چلا ہوں تو دریا بیچ میں تھا دریا کے کنارے پر جو پہنچا تو اندھیری رات تھی، نہ کوئی ملاج تھا نہ کشتی تھی، آنے کا کوئی راستہ نہ تھا، میں حیران تھا کہ دریا کو کس طرح پار کروں، اس شش و پنج میں کھڑا ہوا تھا کہ میں نے یہ حادثہ دیکھا کہ دریا کے اندر سے خود بخود دکنڈی کے نہایت عمدہ بنے بنائے تختے نکلنے شروع ہوئے، اور ایک کے بعد ایک نکلتے چلے آ رہے ہیں، میں تحیر سے دیکھ رہا تھا کہ یا اللہ! دریا میں سے موتی نکل سکتا ہے، پھلی نکل سکتی ہے، مگر یہ بنے بنائے تختے کہاں سے آئے؟ ابھی میں اسی حیرت میں تھا کہ اس سے زیادہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ تختے خود بخود جڑنے شروع ہوئے، جڑتے جڑتے کشتی کی صورت ہو گئی، میں نے کہا یا اللہ! یہ کس طرح سے کشتی بن گئی، آخر انہیں کون جوڑ رہا ہے کہ اوپر نیچے خود بخود تختے لگے چلے جا رہے ہیں....

ابھی میں اسی حیرت میں تھا کہ دریا کے اندر سے لوہے کی کیلیں نکلی شروع ہو گئیں اور خود بخود اس کے اندر ٹھکنے لگیں اور جڑ جڑا کے بہترین قسم کی کشتی بن گئی....

میں حیرت میں کہ یہ کیا ماجرا ہے، یہ تختے جو جڑے ہوئے تھے، ان کی درجوں سے

پانی اندر گھس رہا تھا کہ دریا کے اندر سے خود بخود ایک روغن نکلتا شروع ہوا اور ان درجوں میں وہ بھرنا شروع ہوا جس سے پانی اندر گھسنا بند ہو گیا....

ابھی میں اسی حیرت میں تھا کہ وہ کشتی خود بخود میری طرف بڑھنی شروع ہوئی اور کنارے پر آ کر ایسے جھک گئی، گویا مجھے سوار کرانا چاہتی ہے، میں بھی بیٹھ گیا، وہ خود بخود چلی اور مجھے لے کر روانہ ہو گئی، دریا کی دھار پر پہنچی.... پانی ادھر کو جارہا تھا کشتی خود بخود ادھر کو جارہی تھی، کیونکہ شاعی محلات ادھر کو تھے....

میں حیران تھا کہ یا اللہ! آخر پانی کے بہاؤ کے خلاف کون اسے لے جا رہا ہے؟ یہاں تک کہ شاعی محل کے قریب کنارے پر پہنچ گئی اور آخر جھک کر پھر کنارے پر کھڑی ہو گئی کہ میں اتر جاؤں تو میں اتر گیا، پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کشتی غائب بھی ہو گئی، گھنٹہ بھر اس کنارے اور گھنٹہ بھر اس کنارے سوچتا رہا کہ یہ کیا قصہ تھا؟

یہ سانحہ جس کی وجہ سے تھر میں کئی گھنٹے لگ گئے، اب تک سمجھ میں نہیں آیا، کیا جرات تھا؟ اور میں امیر المؤمنین سے معافی چاہتا ہوں کہ آٹھ بجے بلایا گیا اور ایک بجے پہنچا ہوں....

دہریے نے کہا، امام صاحب! میں نے تو یہ سنا تھا کہ آپ بڑے عالم ہیں، بڑے دانش مند اور فاضل مند آدمی ہیں مگر بچوں کی سی باتیں کر رہے ہیں، بھلا یہ ممکن ہے کہ پانی میں سے خود بخود تختے نکل آئیں، خود ہی جڑنے لگیں، خود ہی کیلیں ٹھک جائیں، خود ہی روغن لگ جائے، خود آ کے کشتی اپنے آپ کو جھکا دے، آپ اس پر بیٹھ جائیں اور خود ہی لے کے چل دے، خود ہی وہ کنارے پر پہنچا دے، یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے؟ میں نے سمجھ تھا کہ آپ بڑے دانش مند، فاضل اور عالم ہیں، امام آپ کا لقب ہے اور باتیں کر رہے ہیں آپ نادانوں اور بچوں جیسی؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی کشتی بنانے والا نہیں، خود بخود بن گئی، کوئی کیلیں ٹھونکنے والا نہیں، خود بخود ٹھک گئیں، کوئی روغن بھرنے والا نہیں، خود ہی بھر گیا، کوئی چلانے والا ملاح نہیں، خود ہی چل پڑی، کوئی سمجھانے والا نہیں، خود ہی سمجھ گئی کہ مجھے شاعی محل کے اوپر جانا ہے، یہ عقل میں آنے والی بات ہے؟

امام صاحبؒ نے فرمایا، اچھا یہ بات نادانی اور بے وقوفی کی ہے؟

اس نے کہا، جی ہاں! فرمایا ایک کشتی بغیر بنانے والے کے بن نہ سکے، بغیر چلانے والے کے چل نہ سکے، بغیر کیلیں ٹھونکنے والے کے اس کی کیلیں ٹھک نہ سکیں اور یہ اتنا بڑا جہان جس کی چھت آسمان ہے، جس کا فرش زمین ہے، جس کی فضا میں لاکھوں جانور ہیں، یہ خود بخود بن گیا، خود ہی چل رہا ہے، سورج بھی، چاند بھی، خود ہی چل رہے ہیں۔

یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے؟ ایک معمولی کشتی جسے انسان بنا سکتا ہے، یہ تو بغیر بنانے والے کے نہ بنے اور اتنا بڑا جہان ہو، انسان کے بس میں نہیں وہ خود بخود بن جائے، تو تمہاری عقل بچوں جیسی ہے یا میری عقل بچوں جیسی؟ میں نادان ہوں یا تم نادان ہو؟
مناظرہ ختم ہو گیا اور بحث تمام ہو گئی اور دہریہ اپنا سامنہ لے کر واپس ہو گیا، اب کیا بحث کرے، جو اس کی بنیاد تھی وہ ساری کی ساری ختم ہو گئی.... (عہد نمبر ۱۶)

عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے نکاح کو بچپن سال ہو گئے لیکن الحمد للہ کبھی اس عرصہ میں لہجہ بدل کر (اپنے گھر والوں سے) بات نہیں کی....

مولانا محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ لوگ پانی پر تیرنے اور ہوا میں اڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں اصل کرامت تو ہے کہ بچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گزاری کہ جس میں یقیناً ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں یہ بات ممکن نہیں کہ ناگواری نہ ہوتی ہو لیکن حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ”میں نے لہجہ بدل کر بات نہیں کی“ اور اس سے بڑھ کر ان کی الہیہ فرماتی ہیں کہ ساری عمر مجھ سے یہ نہیں کہا ”مجھے پانی پلا دو“

یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کر دو ”میں خود اپنے شوق اور جذبے سے ان کے ہر کام کا خیال کرتی تھی“.... (ارشادات اکابر)

اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا عجیب و غریب واقعہ

چاند پر سب سے پہلے قدم رکھنے والا "نیل آرم سٹرائک" مصر گیا، وہ صبح تڑکے بستر پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، کمرے سے باہر نکل کر پریشانی کے عالم میں لان پہنچا ہوٹل کے اسٹاف نے پریشان دیکھ کر اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا "میں کہاں ہوں" اور جب اسے بتایا گیا کہ "آپ مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں ہیں، تو کہنے لگا "قاہرہ میں یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں؟" اسے کہا گیا کہ قاہرہ کی مسجد سے صبح کی اذانیں بلند ہو رہی ہیں جب اس نے اپنی بدحواسی کی وجہ بتائی کہ میں نے چاند پر اس طرح کی آوازیں سنی تھیں، یہاں دوبارہ سن کر مجھے شک ہوا کہ "میں چاند پر ہوں یا زمین پر" خاک سے اٹھ کر گردوں پر گزر کر رکھے اور جھوٹے خداؤں کی خدا کی پر ضرب لگانے والی "اللہ اکبر" کی یہ ایمانی صدا، مومن کی حوصلہ بخشی، سردی جذبوں کو حرارت عطا کرتی، مخائف ستوں کے سامنے ڈٹ جانے اور انہماک سے ظالم کے دوچار ہونے تک اس میں صبر کی قوت پیدا کرتی ہے... (۴۸ نمبر 48)

جھگڑے کی نحوست کا عجیب واقعہ

ایک ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ میں جھگڑا رہتا تھا ایک دن وہ میڈیکل سٹور سے اپنے استعمال کیے سیرپ لائے اور گھر میں آ کے رکھ دیا اہلیہ صاحبہ نے اس سیرپ میں زہر ملا دیا جب ڈاکٹر صاحب نے دوسرے وقت سیرپ کی خوراک لینا چاہی تو انہیں شک سا پڑ گیا کہ اس سے تو اور طرح کی بو آرہی ہے اور وہ اسی طرح اس سیرپ کو اٹھ کر میڈیکل سٹور پر پہنچے اور شکایت کی بھی یہ تو خراب لگتا ہے سٹور والے نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ کمال کرتے ہیں یہ کیسے خراب ہو سکتا ہے؟ اگر آپ کو وہم ہو پڑی گیا تو لاؤ میں آپ کو ابھی پی کر دکھاتا ہوں اس سے کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ اس نے اسی وقت اس سیرپ کی ایک خوراک لی اور وہیں ڈھیر ہو گیا بعد میں تحقیقات ہوئیں تو معلوم ہوا کہ یہ میاں بیوی کی آپس کی ناچاقی کا کرشمہ ہے جس نے اس میڈیکل سٹور والے کی جان لے لی... یہ ہے گھریلو جھگڑے کی نحوست اور بھی آئے روز خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ آج فلاں جگہ ایک آدمی نے گھریلو جھگڑے سے تنگ آ کر خود

کشی کر لی آج گھریلو جھگڑے کی وجہ سے یہ ہو گیا فلاں جگہ اتنے آدمی مارے گئے، فلاں جگہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہلاکت خیز بیماری سے نجات عطا فرمائیں اور ہمارے گھروں اور خاندانوں میں محبت و عافیت نصیب کریں۔ آمین!

ایک دانائے عجیب واقعہ

عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک نواب کا انتقال ہو گیا اس کا چھوٹا بیٹا تھا ایک وزیر چاہتا تھا کہ بچے کو بادشاہ کی جگہ بٹھائے اور دوسرے لوگ چاہتے تھے کہ کوئی اور بیٹھ جائے، ان میں اختلاف ہوا پھر یہ طے پایا کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر مشورہ کریں گے، راستہ میں وزیر بچے کو مختلف سوالات کے جوابات سمجھاتا رہا، جب قریب پہنچ گئے تو بچے نے کہا کہ آپ نے جتنے سوالات کے جوابات سکھائے ہیں اگر بادشاہ ان کے علاوہ کوئی اور سوال کر لے تو کیا جواب دوں اس نے کہا جس نے یہ سوال تمہارے ذہن میں ڈالا ہے۔

وہی عین وقت پر تمہارے ذہن میں اس کا جواب بھی ڈال دے گا خیر! وہاں پہنچے تو عالم گیر حوض میں پیر ڈالے ہوئے بیٹھے تھے، وزیر نے صورتحال بیان کی تو بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے، بچے کی آزمائش کر لیں، بچے کو بلایا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوض کے اوپر لٹکا دیا اور پوچھا کہ تجھے ڈوب دوں؟ تو بچے نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ صرف ہنسا تو بادشاہ نے بچے کو ہٹالیا، پھر بچہ سے پوچھا تم نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہنسے تو بچے نے جو جواب دیا، وہ چاندی کی تختی پر آب زر سے نہیں بلکہ لوح قلب پر نقش کرنے کے قابل ہے۔

بچے نے کہا حضور جہاں پناہ! آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں کہ اگر کسی کا ایک ہاتھ پکڑ لیں تو وہ ڈوب نہیں سکتا جبکہ آپ نے تو میرے دونوں ہاتھ پکڑ رکھے تھے میں کیسے ڈوب سکتا تھا، کاش! ہم بھی اللہ تعالیٰ کی دست گیری پر ایسا ہی اعتماد پیدا کر لیں اور ایمان لے آئیں، جیسا کہ بچہ کو بادشاہ کی دست گیری پر حاصل تھا، اگر حق تعالیٰ کی رحمت کسی کی دست گیری کرے تو وہ کیسے ڈوب سکتا ہے؟

والدین کی خدمت پر انعام کا عجیب واقعہ

ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا کسی کی کوئی چیز کھو گئی جیسے اور لوگ ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے میں نے بھی ایک جیش غلام سے پوچھا تو اس نے دریا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ لے دریا کی مچھلیو! میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہر مچھلی منہ میں جو ہر لئے نکلی آئے۔۔۔ اس کا کلام ابھی تمام نہ ہوا تھا کہ تمام مچھلیاں نکل آئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک جو ہر تھا۔۔۔ مچھلیوں کا نمودار ہوتا تھا کہ اس نے ایک جست لگائی اور پانی پر چلنے لگا اور کہتا تھا۔۔۔ ”ایاک نعبد و ایاک نستعین“ ترجمہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔۔۔ میں نے دریافت کیا اے شخص تو کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی اطاعت اور والدین کی خدمت، یہ کہتا ہوا غائب ہو گیا۔۔۔ (والدین کے حقوق)

ایک شخص کے قمن بیٹے تھے۔۔۔ جب وہ بیمار ہوئے تو بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے دونوں بھائیوں سے کہا باپ کی خدمت میرے سپرد کر دو اور تمام میراث تم آپس میں تقسیم کر لو بھائی اس تقسیم پر راضی ہو گئے اور یہ باپ کی خدمت کرنے لگا جب اس کا باپ مر گیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک دینار لے لے اس نے پوچھا اس میں کچھ برکت بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو یہ اس مقام پر نہیں پہنچا اور دینار نہیں لیا۔۔۔ دوسری شب پھر خواب میں دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سے دس دینار لے لے اس نے پوچھا کہ اس میں برکت ہے یا نہیں۔۔۔ اس نے کہا نہیں، یہ سن کر اس نے پھر التفات نہ کیا اور دس دینار نہیں لئے۔۔۔ تیسری شب پھر اس نے خواب دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے کہ جا فلاں جگہ سے ایک دینار لے لے اس میں برکت ہے، جب صبح ہوئی یہ اس موقع پر گیا اور دینار لے لیا اور اس سے ایک مچھلی خریدی جب اس کو کھا تو اس کے پیٹ سے دو موٹی لکڑی نکلے۔ اس نے ان دونوں کو بادشاہ کے ہاتھ ساتھ ہزار روپے میں فروخت کر دیا اسکے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ”هَذَا لَخُلْفَتِكَ لَا بَيْعَ“ کہ تو نے اپنے باپ کی خدمت کی تھی یہ اس کا بدلہ ہے۔۔۔ (۴۷ نمبر 46)

مثالی صبر اور نبوی دعاء کی برکت کا عجیب واقعہ

ام سلیم حضرت انسؓ کی والدہ تھیں جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انسؓ کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئی تھیں اور حضرت انسؓ کی پرورش کے خیال سے کچھ دنوں تک نکاح نہیں کیا تھا اس کے بعد حضرت ابو طلحہؓ سے نکاح کیا جن سے ایک صاحبزادہ ابو عمر پیدا ہوئے جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر شریف لے جاتے تو ہنسی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے بقضائے الہی جب کسی میں ابو عمر کا انتقال ہو گیا تو ام سلیم نے ان کو نہلایا دھلایا، کفن پہنایا اور ایک چار پائی پرٹا دیا ام سلیم نے کھانا وغیرہ تیار کیا اور خود اپنے آپ کو بھی تیار کیا خوشبود وغیرہ لگائی رات کو ابو طلحہؓ گھر آئے.... وہ دن کو روزے سے تھے، کھانا کھا کر بچے کا حال پوچھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اب تو سکون سے ہے.... وہ بے فکر ہو گئے، رات کو صحبت بھی کی.... صبح کو جب وہ اٹھے تو کہنے لگیں کہ ایک بات دریافت کرنا تھی اگر کوئی شخص کسی کے مانگے چیز دیدے پھر وہ اس سے واپس لینے لگے تو واپس کر دینا چاہیے یا اس کو روک لے یعنی واپس نہ کرے؟ وہ کہنے لگے ضرور واپس کر دینا چاہیے... روکنے کا کیا حق ہے.... مانگی چیز کا تو واپس کرنا ہی ضروری ہے یہ سن کر ام سلیم نے کہا تمہارا لڑکا جو اللہ کی امانت تھا اللہ نے لے لیا ابو طلحہؓ کو اس پر رنج ہوا اور کہنے لگے تم نے مجھ کو خبر بھی نہ کی حضورؐ کی خدمت میں ابو طلحہؓ نے جا کر سارا قصہ عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس رات میں برکت عطا فرمادیں ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی دعاء کی برکت دیکھی کہ اس رات کے حمل سے عبد اللہ بن ابی طلحہؓ پیدا ہوئے.... جن کے نو بچے ہوئے اور سب کے سب قرآن شریف کے حافظ بنے....

کفایت شعاری کا عجیب واقعہ

معین الدین انارکی صاحبزادی سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی بیگم تھیں.... سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی شادی ۵۴۱ھ ۱۱۴۷ء میں ہوئی.... وہ نہایت اعلیٰ سیرت اور کردار کی مالک تھیں.... گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں اور

سلطان جو معمولی رقم اسے دیتا اسی سے گھر کا خرچ چلاتی تھی.... ایک دفعہ اس نے سلطان سے کہا کہ آپ جو کچھ مجھے دیتے ہیں اس سے گھر کا خرچ بمشکل پورا ہوتا ہے اس لئے میرے نفقہ میں کچھ اضافہ کر دیجئے.... سلطان نے غمگین ہو کر جواب دیا....

”میرے پاس تین دکانوں کے کرایہ کی آمدنی کے سوا کچھ بھی نہیں.... تم کو اسی قدر آمدنی پر گزارا دقت کرنی ہوگی.... خدا کی قسم میں تمہاری خاطر اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے نہیں بھروں گا اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میرے قبضے میں بڑے بڑے ملک اور ان کے خزانے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ سب کچھ عام مسلمان کا ہے میں تو صرف ان کا خزانچی ہوں.... مجھے مطلق اختیار نہیں ہے کہ سرکاری خزانہ کو اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال پر صرف کر دوں.... یہ بال دشمنان خدا کے خلاف جہاد یا مسلمانوں کی بہبود کے کاموں کے لئے وقف ہے حصص کی تین دکانیں میں تمہیں ہبہ کر دیتا ہوں.... تمہیں اختیار ہے کہ خواہ ان کو فروخت کر ڈالو یا ان کا کرایہ وصول کرتی رہو....“

بیگم بھی بڑی باخدا خاتون تھی، سلطان کا جواب سن کر خاموش ہو گئی اور پھر زندگی بھر ان سے نفقہ میں اضافہ کا مطالبہ نہ کیا.... (شمارہ نمبر 53)

غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ موسیٰ بن اسحاق قاضی کی عدالت میں ایک (برقعہ پوش) خاتون نے اپنے شوہر پر پانچ سو اشرفی مہر کا دعویٰ کیا، شوہر مہر کی اس مقدار کا منکر تھا، عورت کے وکیل نے دعویٰ کے ثبوت پر دو گواہ پیش کئے۔ دونوں گواہوں میں سے ایک نے مطالبہ کیا کہ میں عورت کا چہرہ دیکھ کر گواہی دوں گا، چنانچہ گواہ (چہرہ دیکھنے کیلئے) اور عورت (چہرہ دکھانے کے لئے) کھڑے ہو گئے یہ دیکھ کر شوہر کی غیرت کو جوش آ گیا اور اس نے کہا کہ آخر کس وجہ سے میری بیوی پر اجنبی مرد کی نظر ڈلوائی جا رہی ہے؟ میں قاضی کے سامنے خود گواہی دیتا ہوں کہ میرے ذمے میری بیوی کے مہر کے پانچ سو دینار خالص سونے کے واجب ہیں، مگر میری بیوی اپنا چہرہ ہرگز نہ دکھائے.... شوہر کی اس غیرت و حمیت کا عورت پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے اس وقت وہ سارا مہر معاف کر دیا، یہ عجیب واقعہ دیکھ کر قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اس واقعہ کو مکارم اخلاق کے یادگار واقعات میں درج کیا جائے.... (شمارہ نمبر 18)

خدا خونی اور معاملات کی صفائی کا عجیب واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ سہارنپور سے کانپور جا رہے تھے کہ جب ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے تو محسوس کیا کہ ان کے ساتھ سامان اس مقررہ حد سے زیادہ ہے جو ایک مسافر کو یک کرائے بغیر اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت ہوتی ہے چنانچہ وہ اس کھڑکی پر پہنچے جہاں سامان کا وزن کر کے زائد سامان کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ سامان یک کرایہ کی کھڑکی پر ریلوے کا جوابدار موجود تھا وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود حضرت مولانا کو جانتا تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا جب حضرت نے سامان یک کرنے کی فرمائش کی تو اس نے کہا کہ مولانا! رہنے دیجئے آپ سے سامان کا کیا کرایہ وصول کیا جائے؟ آپ کو سامان یک کرنے کی ضرورت نہیں میں ابھی گاڑ سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو زائد سامان کی وجہ سے کچھ نہیں کہے گا مولانا نے فرمایا: یہ گاڑ میرے ساتھ کہاں تک جائے گا... ریلوے افسر نے جواب دیا غازی آباد تک... مولانا نے پوچھا پھر غازی آباد کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا یہ گاڑ دوسرے گاڑ سے کہہ دے گا... مولانا نے پوچھا وہ دوسرا گاڑ کہاں تک جائے گا؟ افسر نے کہا وہ کانپور تک آپ کے ساتھ جائے گا... مولانا نے پوچھا پھر کانپور کے بعد کیا ہوگا؟ افسر نے کہا کہ کانپور کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وہاں تو آپ کا سفر ختم ہو جائے گا حضرت نے فرمایا نہیں میرا سفر تو بہت لمبا ہے کانپور پر ختم نہیں ہوگا اس لیے سفر کی انتہا تو آخرت میں ہوگی یہ بتائیے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھے گا کہ اپنا سامان تم کرایہ دینے بغیر کیوں اور کس طرح لے گئے تو یہ گاڑ صاحبان میری کیا مدد کر سکیں گے؟

پھر مولانا نے ان کو سمجھایا کہ یہ ریل آپ کی یا گاڑ صاحب کی ملکیت نہیں ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ریلوے کے محکمے کی طرف سے آپ کو یا گاڑ صاحب کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا وہ جس مسافر کو چاہیں ٹکٹ کے بغیر یا اس کے سامان کو کرائے کے بغیر ریل میں سوار کر دیا کریں لہذا اگر میں آپ کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر بغیر کرائے کے سامان لے لے بھی جاؤں تو یہ میرے دین کے لحاظ سے چوری میں داخل ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس گناہ کا جواب دینا پڑے گا... آپ کی مددیت مجھے بہت مہنگی پڑے گی لہذا براہ کرم مجھ سے پورا پورا کرایہ وصول کر لیجئے... ریلوے کا وہ اہل کار مولانا کو دیکھتا تھا گیا لیکن پھر اس نے تسلیم کیا کہ بات آپ ہی کی درست ہے... (املائی خطبات)

قرآن کریم کی برکت کا عجیب واقعہ

ایک نیک دل ہندو جو شہر لکھنؤ میں رہتا تھا اس ہندو کا بہت بڑا پرلین تھا جس میں ۱۰ کتابیں چھاپا تھا۔ اور حرے کی بات یہ کہ وہ زیادہ کتابیں ایسی چھاپا تھا جن کا تعلق مسلمانوں اور دین اسلام سے تھا۔ جب یہ کتابیں چھاپی جاتی تھیں تو وہ ان لوگوں کے لباس اور جسم کو پاک رکھنے کا خاص انتظام کرتا تھا جو اس کے پرلین میں کام کرتے تھے۔ چھپائی وغیرہ کا کام مسلمان کرتے تھے اور ان کے لئے ضروری تھا کہ کام شروع کرنے سے پہلے باقاعدہ وضو کریں۔

اس زمانے میں جس کا ہم حال لکھ رہے ہیں پرلین کی مشینیں بالکل سادہ تھیں اور کتابت کا طریقہ بھی بالکل سادہ ہی تھا۔۔۔ پہلے رنگ کے خاص کاغذ پر خاص قسم کی روشنائی سے کتابت کی جاتی تھی اور پھر ان کاغذوں کو پتھر کی سلوں پر جاکر ان کا عکس لے لیا جاتا تھا۔۔۔

جب کوئی چیز چھپ جاتی تو پتھر کی سلوں کو دھو کر غلط مٹا دیئے جاتے تھے اور ان سلوں پر نئے کاغذ جما کر نئی چیزیں چھاپی جاتی تھیں۔۔۔ اس سلسلے میں اس نیک دل ہندو نے یہ انتظام کیا تھا کہ پتھر کی جن سلوں پر قرآن مجید اور دوسری دینی کتابیں چھاپی جاتی تھیں جب وہ دھوئی جاتی تھیں تو ان کا پانی زمین پر نہ گرایا جاتا تھا بلکہ مشکوں میں بھر لیا جاتا تھا اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا جاتا تھا۔۔۔ یہ کام قرآن پاک کے ادب کی وجہ سے کیا جاتا تھا۔۔

ان باتوں کے علاوہ اس نے قرآن مجید اور دوسری دینی کتابوں کی چھپائی کی نگرانی کیلئے کوچے صبح کے مسلمان عالم مقرر کئے تھے۔ کسی بڑے عالم کی تصدیق کے بغیر کوئی دینی کتاب نہ چھاپی جاتی تھی۔

کچھ دن پہلے میری ملاقات اس ہندو تاجر کے نواسے سے ہوئی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے نانا جان سے سنا کہ جب اس ہندو کا انتقال ہوا تو اس کے مذہب کے مطابق اس کی چتا تیار کی گئی جو بچے یہ کہانی پڑھ رہے ہیں انہیں بتاتے چلیں کہ جب کوئی ہندو مر جاتا ہے تو اس کی لاش کو جلایا جاتا ہے اور جلی ہوئی ہڈیوں اور راکھ کو دریا میں بہا دیا جاتا ہے۔۔۔ ان ہڈیوں اور راکھ کو وہ پھول کہتے ہیں۔۔۔

جب اس ہندو تاجر کی چتا تیار ہو گئی اور اس کی لاش کو اس پر رکھ دیا گیا لیکن جب اس

کے بڑے بیٹے نے اس ہندو کی چٹا کو آگ لگا لی مگر تو کئی بار کوشش کرنے کے باوجود لکڑیوں نے آگ نہ پکڑی۔ لاش جلنے سے بالکل محفوظ رہی۔۔۔

یہ ایک نرالی واقعہ تھا جو سب نے دیکھا۔ لوگ حیران تھے کہ لکڑیاں جلتی کیوں نہیں۔۔۔ جب سب اپنی ہی کوشش کر کے تھک گئے تو چنڈتوں نے فیصلہ کیا کہ ناش کو دریائے گوتمی میں بہا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس نیک دل ہندو کی ناش آگ کے عذاب سے بچ گئی۔۔۔

اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے تو معلوم نہیں کیا سمجھ ہوگا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ہندو کو یہ برکت قرآن پاک اور دین اسلام کی کتابوں کا ادب کرنے کی وجہ سے ملی تھی۔۔۔ اس ہندو کا نام ششی نول کشور (نول کش ور) یعنی خوبصورت لڑکا (معنوم نہیں اب اس کا قائم کیا ہوا کتب خانہ موجود ہے یا نہیں) (سید ظہیر دہی۔ بنگالیہ تعلیم و تربیت)

ایمان افروز واقعہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔۔۔ دو خوبصورت نوجوان ایک نوجوان کو پکڑ کر حاضری ہوئے اور فریاد کی اسے امیر المومنین اس نوجوان نے ہمارے بڑے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ اس ظالم قاتل سے ہمارا حق دلو ایسے۔۔۔ آپؓ نے دعویٰ سننے کے بعد مردم کی طرف دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تو اپنی صفائی میں کیا کہتا ہے؟

مزم نے عرض کی ہاں امیر المومنین یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہو ہے میں نے رو سے ایک پتھر سے مارا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا گویا تو اپنے جرم کا اقرار کرتا ہے مزم ہاں امیر المومنین یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے۔ آپؓ نے فرمایا مجرم پر قصاص لازم ہو گیا اور اس کے غمخس تمہیں قتل کیا جائے گا مزم نے جواب دیا آقا مجھے آپؓ کے حکم اور شریعت مطہرہ کے تقویٰ سے انکار نہیں البتہ میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ارشاد ہوا بیان کرو عرض کی تم دن کی مہلت چاہتا ہو۔۔۔ تم دن بعد حاضر خدمت ہو جاؤں گا عظیم قاتل نے کچھ دیر سر جھکا کر سوچا غور کے بعد سر اوپر اٹھایا اور فرمایا اچھا کون خائن ہو گا تمہارا کہ تم واقعی وعدہ کو ایفا کرنے کے لئے تیسرے دن عدالت عالیہ میں حاضر ہو کر خون کا بدلہ خون سے دو گے۔ عمر فاروقؓ کے اس ارشاد پر اس جوان نے غنائے ہمدردی سے حاضرین مجلس کا بازو کے بعد حضرت ابوذر غفاریؓ کے منہ میں ہندو چیرے پرنگا دیں گانے ہوئے، شاد کر کے کہا یہ میری ضمانت دیں گے۔ غلیظہ الرسول نے اس سے دریافت فرمایا

تو انہوں نے کہا بے شک میں ضمانت دیتا ہوں کہ نو جوان تین دن بعد تکمیل قصاص کے لئے عدالت میں حاضر ہو جائے گا۔۔۔ اس ضمانت کے بعد ملزم کو چھوڑ دیا گیا۔۔۔ دو دن گزر گئے اور تیسرا دن آگیا جلیل القدر صی بہ اور مشیران خلافت دربار میں جمع ہوئے دونوں مدعی بھی آگئے۔۔۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ بھی آگئے اور ملزم کا بے قراری سے انتظار ہونے لگا۔۔۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا۔۔۔ صی بہ کراہم کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا کیونکہ ملزم ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور وقت قریب آ رہا تھا اور صی بہ گواہوں کی نسبت پریشانی ہونے لگی ایک دوسرے مدعیوں نے بھی دریافت کیا مگر انہوں نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ اگر تین یوم گزر گئے اور ملزم نہ آیا تو میں اپنی ضمانت پوری کروں گا۔۔۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں

جب حاضرین پریشانی کی انتہا پر پہنچ گئے اور دہلا دینے والے انجام کے تصور سے ہم گئے کہ اچانک ایک طرف سے ملزم دربار میں آ حاضر ہوا اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔ چہرے پر گردِ تم پکی تھی مسلسل بھاگنے سے اس کی سانس پھول گئی تھی اس نے آتے ہی سلام کیا اور عرش کی اللہ تعالیٰ کا جو خم ہے بجا لیا جائے۔۔۔ امانت کی سپردگی آپ رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر ملزم نے بتایا کہ میں ایک امانت امانت والے کے سپرد کرنے گیا تھا۔۔۔ واقعہ یوں ہے کہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے والد فوت ہو گیا موت سے پہلے اس نے میرے پاس میرے چھوٹے بھائی کے لئے کچھ سونا رکھ رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جب وہ جوان ہو جائے تو اس کے سپرد کر دینا۔۔۔ میں وہ سونا ایک جگہ رکھ آیا تھا جس کا مجھے ہی علم تھا اس نے میں وہ سونا اس کے سپرد کرنے گیا تھا الحمد للہ میں نے امانت اس کے سپرد کر دی جس کی نتیجی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے چوہا کیا کہ آپ نے اس کی ضمانت کیوں دی تھی کیا یہ آپ کا واقف تھا؟

انہوں نے کہا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہ تھا صرف یہ بات تھی کہ جب اس نے پُر امید نکلا: دل سے میری طرف دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ اگر بھرے مجمع میں بھی میں اس کی ضمانت نہ دوں تو کل قیامت کے دن رب اعزت کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا کہ اتنے آدمیوں میں سے کوئی بھی اس کا سامن نہ بن سکا اس لئے میں نے اس کی ضمانت دی حالانکہ میں سے بالکل نہ جانتا تھا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ کہاں رہتا ہے بس اس کی ظاہری شرافت نے مجھے یقین دل دیا تھا کہ وعدہ کا پکا ہے اور میں نے ضمانت دے دی یہ بات سن کر حاضرین محفل اشک آلود ہو گئے مدعیوں نے التجا کی کہ اسے امیر المؤمنینؑ ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کر دیا۔ (۵۲۷۴)

ایک ملکہ کی عالی ظرفی کا عجیب واقعہ

ملکہ خیزراں تیسرے عباسی خلیفہ مہدی کی چیتھی بیوی تھی، بڑی دانشمند نیک طبیعت اور مختصر خاتون تھیں اپنے اوصاف حمیدہ کی بدولت شوہر کے مزاج پر پوری طرح حاوی تھی اس کی سفارش پر خلیفہ مہدی نے بنی امیہ کے بہت سے معتب امیروں کی ضبط شدہ جائگیاں واپس دے دیں۔۔۔ اس کی زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ جسے کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے یہ ہے۔۔۔

ایک دن اپنے محل میں بڑی شان و شوکت سے بیٹھی تھی کہ ایک لونڈی نے آکر عرض کیا۔ ”ملکہ عالم! محل کی ڈیوڑھی کے دروازے پر ایک نہایت ہی شکستہ حال غریب عورت کھڑی ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتی ہے۔۔۔“

ملکہ نے کہا، ”اس عورت کا حسب و نسب دریافت کرو اور یہ بھی معلوم کرو کہ اسے کس چیز کی ضرورت ہے۔۔۔“

لونڈی نے باہر جا کر غریب عورت سے بہتیرا پوچھا لیکن اس نے نہ اپنے نسب اور خاندان کا پتہ دیا اور نہ یہ بتایا کہ وہ ملکہ سے کیوں ملنا چاہتی ہے اس کا بس ایک ہی جواب تھا کہ وہ جو کہنا چاہتی ہے خود ملکہ سے زبانی کہے گی۔۔۔

لونڈی نے اندر آ کر ملکہ کو اس عورت کا جواب سنایا تو وہ بہت حیران ہوئی، اس وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی پڑپوتی زینب بنت سلیمان بھی اس کے پاس بیٹھی تھیں وہ بنو عباس کی خواتین میں بہت دانا تسلیم کی جاتی تھیں، ملکہ نے ان سے مشورہ کیا کہ اس عورت کو اندر آئے دوں یا ملنے سے انکار کر دوں۔۔۔

انہوں نے کہا ”ضرور بلواؤ، بھلا دیکھیں تو وہ کیا چاہتی ہے۔۔۔“

چنانچہ ملکہ نے لونڈی کو حکم دیا کہ اس عورت کو اندر لے آؤ۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں ملکہ کے سامنے پٹے پرانے کپڑے پہنے ایک انتہائی شکستہ حال عورت کھڑی تھی اس کے دلکش خدو خال سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شریف زادی ہے لیکن میل کچیل اور بوسیدہ کپڑوں نے اس کی حالت گداگروں سے بھی بدتر بنا رکھی تھی، وہ عورت

پہلے تو ملکہ کا کردار دیکھ کر ہنسی مگر پھر فوراً ہی جرأت کر کے ملکہ کو سلام کیا اور کہنے لگی....

”اے ملکہ! میں مردان بن محمد کی بیٹی مزنات ہوں جو خاندان بنو امیہ کا آخری تاجدار تھا۔“

جونہی اس عورت کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ملکہ خیزران کا چہرہ غرط غضب سے سرخ ہو گیا اور اس نے کڑ کر کہا، ”اے بد بخت عورت! تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ اس محل کے اندر قدم رکھے؟ کیا تو نہیں جانتی کہ تیرے اہل خاندان نے عباسیوں پر کیسے خوفناک مظالم ڈھائے؟ اے سنگدل! کیا تو وہ دن بھول گئی جب بنو عباس کی بوڑھی عورتیں تیرے پاس یہ التجاء لے کر گئی تھیں کہ تو اپنے باپ سے سفارش کر کے میرے شوہر (مہدی) کے چچا امام محمد بن ابراہیم عباسی کی لاش دفن کرنے کی اجازت لے دے، کم بخت عورت خدا تجھے عارت کرے تو نے ان معزز اور مظلوم خواتین پر ترس کھانے کی بجائے انہیں ذلیل کر کے محل سے نکلوا دیا کیا تیری یہ حرکت انسانیت کی توہین نہیں تھی؟ مانا کہ آپس میں دشمنی تھی لیکن پھر بھی ایک بے بس اور لاچار دشمن کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہ تھا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم سے حکومت چھین لی اور تمہیں ذلیل کیا، مزنات خیریت اسی میں ہے کہ تم یہاں سے فوراً دفع ہو جاؤ!“

مزنات ملکہ کی باتیں سن کر بالکل مرعوب نہ ہوئی بلکہ اس نے ایک زور کا ہتھکڑ لگایا اور بولی، ”ہن! اپنے آپ سے باہر نہ ہو جو کچھ میں نے کیا خدا سے اس کی سزا پالی، خدا کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سچ ہے اسی کی پاداش میں خدا نے مجھے ذلیل و خوار کر کے تمہارے سامنے لا کھڑا کیا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کسی وقت میں تم سے زیادہ شوخ اور شریر تھی، دولت اور حشمت میرے گھر کی لوٹتی تھی مجھے اپنے حسن پر ناز تھا اور تکبر نے مجھے اندھا کر رکھا تھا مگر تم نے دیکھا کہ جلد ہی زمانے نے اپنا ورق الٹ ڈالا خدا نے اپنی تمام نعمتیں مجھ سے چھین لیں، اب میں ایک فقیر سے بھی بدتر ہوں کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے ساتھ بھی یہی کچھ ہو؟“ چھا خوش رہو، میں جانتی ہوں....“

اتنا کہہ کر مزنات نے تیزی سے باہر کا رخ کیا لیکن ابھی چند قدم جانے پائی تھی کہ خیزران نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور چاہا کہ گلے سے لگالے لیکن مزنات نے پیچھے ہٹ کر کہا، ”خیزران تم ملکہ ہو اور میں ایک غریب اور بے کس عورت میرے کپڑے بوسیدہ اور غلیظ ہیں

میں اس قابل نہیں کہ ایک ملکہ مجھ سے بغل گیر ہو....“

خیزران نے آبدیدہ ہو کر لوٹ یوں کو حکم دیا کہ مزنا کو تہلا دھلا کر اعلیٰ درجے کی پوشاک پہناؤ اور پھر اسے عطر میں بسا کر میرے پاس لاؤ....

لوٹ یوں نے ملکہ کے حکم کی تعمیل کی اس وقت مزنا کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ چاند بدلی سے نکل آیا ہے خیزران بے اختیار اس سے لپٹ گئی، اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا....
”دستر خوان بچھواؤں؟“

مزنا نے کہا.... ”ملکہ آپ پوچھتی کیا ہیں شاید مجھ سے زیادہ اس محل میں اور کوئی بھوکا نہ ہوگا....“
فوراٰ دسترخوان بچھ گیا ہز سیر ہو کر کھا چکی تو ملکہ نے پوچھا: ”آج کل تمہارا سر پرست کون ہے؟“
مزنا نے آہ سرد بھر کر کہا: ”آج کس میں امت ہے کہ میری سر پرستی کرے، مدتوں سے در در کی ٹھوکریں کھ رہی ہوں کوئی رشتہ دار بھی دنیا میں موجود نہیں کہ اس کے ہاں جا پڑوں بس کچھ قرابت ہے تو وہ اسی گھرانے (بنو عباس) سے ہے....“

خیزران نے فوراً کہا، ”مزنا آزرده مت ہو آج سے تم میری بہن ہو....“ میرے بہت سے محل ہیں تم ان میں سے ایک محل پسند کر لو اور یہیں رہو جب تک میں جیتی ہوں، تمہاری ہر ضرورت پوری کروں گی....“

چنانچہ مزنا نے ایک عالی شان محل پسند کر لیا اور خیزران نے اس میں تمام ضروریات زندگی اور لوٹڈی غلام مہیا کر دیئے ساتھ ہی پانچ لاکھ درہم نقد بھی اس کے حوالے کیے کہ جس طرح جی چاہے خرچ کرے....

شام کو خلیفہ مہدی حرم میں آیا اور دن بھر کے حالات پوچھنے لگا ملکہ خیزران نے اسے آج کا واقعہ تفصیل سے سنا شروع کیا، جب اس نے بتایا کہ میں نے مزنا کو اس طرح تھڑکا اور وہ تہتہ لگا کر شان بے نیازی کے ساتھ واپس چل دی تو خلیفہ غرط غضب سے بے تاب ہو گیا اور اس نے ملکہ کی بات کاٹ کر کہا.

”خیزران تم پر ہزار فسوس ہے کہ خدا نے تمہیں جو نعمتیں عطا کی ہیں تم نے ان کا شکریہ ادا کرنے کا ایک بیش بہا موقع ہاتھ سے کھو دیا تمہاری یہ حرکت ایک ملکہ کے شایان شان نہیں تھی....“

خیزران نے کہا، ”امیر المومنین امیری پوری بات تو سن لیں اس کے بعد جب اس نے حنا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کی تفصیل بتائی تو مہدی کا چہرہ چمک اٹھا، اس نے خیزران کی عالی ظرفی کو بہت سراہا اور کہا آج سے میری نظر میں تمہاری قدر دو چند ہو گئی ہے، پھر اس نے اپنی طرف سے بھی مژنا کو اشرافیوں کے سوتوڑے بھیجے اور ساتھ ہی کہلا بھیجی کہ آج میری زندگی کا سب سے بڑا یوم مسرت ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری خدمت کی توفیق دی، اب تم اطمینان سے یہاں رہو۔۔۔

اس کے بعد مژنا طویل عرصہ تک زندہ رہی، مہدی کی وفات ۱۶۹ھ ۸۵ء کے بعد اس کا بیٹا ہادی بھی مژنا کی بے حد تعظیم و تکریم کرتا تھا ہادی کے بعد ۱۷۱ھ ۸۶ء میں ہارون الرشید خلیفہ بنا تو اس نے بھی مژنا کو ماں کے برابر سمجھا، اس کے عہدِ خلافت کی ابتداء میں مژنا نے وفات پائی تو ہارون الرشید بچوں کی طرح بلک بلک کر رویا اور اس کے جنازے کو شاہ شہشاہ و شوکت کے ساتھ قبرستان پہنچایا۔

ملکہ خیزران کے نطن سے مہدی کے دو بیٹے موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید پیدا ہوئے، صیبا کہ اوپر بیان ہوا ہے یہ دونوں باپ کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے، بد قسمتی سے خلیفہ ہادی، اس کا طاعت گزار نہ نکلا، اس نے ملکہ خیزران کو اس تمام اختیارات سے محروم کر دیا جو اس کو خلیفہ مہدی کے زمانے میں حاصل تھے مگر اس کا زمانہ حکومت بہت مختصر تھا اس نے پندرہ ماہ بعد وفات پائی اور ہارون الرشید مسند نشین ہوا، اس نے ماں کے تمام اختیارات بحال کر دیئے اور اس کے اعزاز و اکرام میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔

ملکہ خیزران بہت فیاض اور رحم دل تھی کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو اس کی مصیبت دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی اس طرح غریبوں محتاجوں اور ضرورت مندوں کی دل کھول کر مدد کرتی رہتی تھی اس لئے وہ عوام الناس میں بے حد ہر دلعزیز تھی اور وہ اس کا نام عانتِ عزت و احترام کے ساتھ لیتے تھے، اس نیک دل ملکہ نے بعد ہارون الرشید ۱۷۳ھ ۸۹ء میں وفات پائی۔۔۔ (از مثالی خواتین، صفحہ ۵۵)

ادب و مغفرت کا عجیب واقعہ

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی.... اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا.... اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی.... اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی.... خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا! آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی.... زبیدہ خاتون نے کہا نہیں نہیں.... جب نہر زبیدہ وال عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا.... اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی.... مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا.... زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا.... مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی.... مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آگیا.... ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی.... تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا.... تم نے لقمے کو واپس رکھا، پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا، پھر لقمہ کھایا.... تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی چلو! ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی....

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے سامنے ایک لوہا رہتا تھا.... ہال بچوں کی کثرت کی وجہ سے وہ سارا دن کام میں لگا رہتا.... اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہوا میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آجاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کی بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آگیا ہے میں پہلے نماز پڑھوں گا پھر کام کروں گا.... جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا.... اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا.... اس نے پوچھا کہ تمہارا علم و عمل اتنا تو نہیں تھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا تا کہ نماز ادا کروں.... اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمادی.... (نہر کے سر اور سوز) (۵۷۷)

عاجزی کی برکت کا عجیب واقعہ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ایک مہاجن کی لڑکی پر ایک جن عاشق تھا بڑے بڑے عامل آئے مگر ناکامیاب رہے.... جن بڑا ہی سرکش اور قوی تھا جو عامل جاتا صحیح و سلامت واپس نہ ہوتا.. اب بے چارہ عامل ہے کہ اس میں لٹکا ہوا ہے ایسا ظالم تھا کسی نے اس مہاجن سے ویسے ہی بطور تسخیر کہہ دیا کہ فلاں مسجد میں جو مؤذن ہیں بہت بڑے عامل ہیں وہ مہاجن اس بے چارے کو جا لپٹا....

یہ ہر چند قسم کھاتا ہے مگر مہاجن ہے کہ بیروں پر گرا پڑتا ہے خوشامد کر رہا ہے جب یہ عاجز ہو گیا اس نے کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں.... یہ بتاؤ کہ کیا دو گے....؟

مہاجن نے کہا کہ جو کہو.... کہا کہ پانچ سو روپے اس نے کہا کہ منظور یہ سمجھا کہ دو ہی باتیں ہیں یا تو کام بن گیا اور پانچ سو روپے مل گئے تو بڑی راحت اور عیش سے گزرے گی اور اگر مار دے گا تو اس مصیبت اور پریشانی و ناداری کی زندگی سے مر جانا ہی بہتر ہے....

بے چارہ غریب تھا بسم اللہ پڑھ کر مہاجن کے ساتھ ہولیا.... اس کے مکان پر پہنچا اس جن نے نہایت زور سے ڈانٹا کہ کیسے آیا ہے؟ یہ ہاتھ جوڑ کر قدموں پر گر گیا کہ حضور کی رعیت کا جوا بہ ہوں حضور نہ میں عامل ہوں نہ عمل چلانے آیا ہوں ایک جاٹل اور غریب آدمی ہوں یہ مہاجن جا کر سر ہو گیا ہر چند عذر کیا نہ مانا اس لئے مجبوری کو چلا آیا ...

حضور کی بڑی نوازش ہوگی اگر حضور ۵ منٹ کے لئے اس لڑکی سے جدا ہو جائیں مجھ کو ۵۰۰ روپے مل جائیں گے میں غریب آدمی ہوں میرا بھد ہو جائے گا اور حضور کا کوئی نقصان نہ ہوگا... پھر اگر دل چاہے آج ہی یہ سن کر جن بڑے زور سے تہقہہ مار کر ہنس اور یہ کہا کہ ہم تیری خاطر سے ہمیشہ کیسے جاتے ہیں..

اس مؤذن کی بڑی شہرت ہو گئی کہ بہت بڑا عامل ہے... تو اضع کی برکت سے عمر بھر کی روٹیاں سیدھی ہو گئیں... (سوانح و ملفوظات حکیم الامت)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا عجیب فیصلہ

امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا ”امیر المؤمنین! میرے شوہر جیسا نیک آدمی شاید دنیا میں کوئی نہیں وہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں“ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ حضرت عمرؓ اس کی بات کا منشا پوری طرح نہ سمجھ پائے اور فرمایا: ”اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری مغفرت کرے۔۔۔ نیک عورت اپنے شوہر کی ایسی ہی تعریف کرتی ہیں۔۔۔“ عورت یہ سن کر جانے لگی کعب بن سوارؓ بھی موجود تھے انہوں نے عورت کو واپس جانے دیکھا تو حضرت عمرؓ سے کہا: ”امیر المؤمنین! آپ اس کی بات نہیں سمجھے وہ اپنے شوہر کی تعریف نہیں شکایت کرنے آئی تھی اس کا شوہر جوش عبادت میں زوجیت کے حقوق پورے ادا نہیں کرتا“۔ فرمایا ”اچھا یہ بات ہے۔۔۔“ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”بلاؤ اسے“ وہ عورت پھر واپس آئی اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی حضرت کعب بن سوارؓ کا خیال صحیح تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ ”اب تم ہی اس کا فیصلہ کرو۔۔۔“ اس پر حضرت کعبؓ نے کہا ”امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے اگر کوئی شخص اس اجازت پر عمل کرتے ہوئے چار شادیاں کرے تو بھی ہر بیوی کے حصے میں چار میں سے ایک دن رات آتے ہیں۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چوتھا دن رات ایک بیوی کا حق ہے لہذا آپ فیصلہ دیجئے کہ اس عورت کا شوہر تین دن عبادت کر سکتا ہے لیکن جو تھا دن لازماً اسے اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہئے۔۔۔“ یہ فیصلہ سن کر حضرت عمرؓ پھڑک اٹھے اور فرمایا ”یہ فیصلہ تمہاری پہلی فہم و فراست سے بھی زیادہ عجیب ہے۔۔۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ کو بھرہ کا قاضی بنادیا۔ (تراشے) (السنن، ج ۱، ص ۵۹)

غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ

اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہیں ماہور کے عرب ہونک میں ایک دفعہ کیونٹس تو جوان نے جو بلا کے ذہین تھے اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی اس وقت ہوش قائم نہ تھے تمام بدن پر عرشہ طاری تھا۔۔۔ حتیٰ کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان

سے نکل رہے تھے اور ”انا“ کا شروع سے یہ حال تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے جانے کیا سوال زیر بحث تھا فرمایا ”مسلمانوں میں تین شخص اب تک ایسے پیدا ہوئے جو ہر اعتبار سے جینیس بھی ہیں اور کامل الفن بھی پہلے ابو الفضل دوسرے اسد اللہ خان غالب تیسرے ابوالکلام آزاد۔“ شاعر وہ تو شاذ ہی کسی کو مانتے تھے بمعمر شعراء میں جو واقعی شاعر تھا اسے بھی اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے کیونست نو جوان نے ”فیض“ کے بارے میں سوال کیا ”طرح دے گئے“ ”جوش“ کے متعلق پوچھا کہا وہ ناظم ہے ”سردار جعفری“ کا نام لیا ”سکرائے“ ”فرمایا“ ”مشق کرنے دو۔“ ”ظہیر کاشمیری“ کے بارے میں کہا نام سنا ہے احمد ندیم قاسمی؟ فرمایا میرا شاگرد ہے۔ ”نو جوان نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رخ پھیر دیا۔۔۔“ ”حضرت افلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟“ ”آ نکھیں سرخ ہو رہی تھیں نشہ میں چور تھے رہاں پر قابو نہیں تھا لیکن چونک کر فرمایا ”کیا جکتے ہو؟“ ادب و انشاء یا شعر و شاعری کی بات کرو“ ”کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟“ ”ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا؟“ مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے فرمایا ”اچی پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں یہ ارسطو افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھرے۔“ اس لڑکھائی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک ظالم قسم کے کیونست نے سوال کیا ”....“ ”آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟“

اللہ اللہ! ایک شرابی جیسے کوئی برق بڑلی ہو ہو رہا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا ”بدبخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے ایک سیہ سر سے پوچھتا ہے ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟ تمام جسم کا نپ رہا تھا ایک اکی رونا شروع کیا۔۔۔ کھکھی بندھ گئی۔ ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا۔۔۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب“ ”با خدا دیوانہ باش“ ”ابا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوشیار اس شریر سوال پر توبہ کرو تمہاری خبث باطن سمجھتا ہوں۔۔۔ خود قہر و غضب کی تصویر ہو گئے اس نے بات کو موڑنا چاہا مگر آخر کہاں سنتے تھے اسے اٹھادیا پھر خود اٹھ کر چلے گئے تمام ہات دوتے رہے کہتے تھے ”یہ لوگ اتنے غرور ہو گئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں“ گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنادینا چاہتے ہیں۔۔۔ وہ غیرت و حمیت تو آخر شیرانی میں تھی ہم ہوش و حواس میں ہونے ہوئے بھی اپنے آخری سہارے کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ (شخص مذکور اسلام)

ایک عجیب واقعہ

مشہور کالم نگار عطاء الحق قاسمی اپنے کالم ”دو دن دیوار سے“ میں لکھتے ہیں.... ”چند برس پہلے ایک پارٹی میں میری ملاقات ایک امریکی لڑکی سے ہوئی اس کا نام غائباً باربرا ملنگف تھا میں اس سے گفتگو کے لیے امریکہ کے زمانے کی اپنی بچی سمجھی انگریزی ”جمع“ کرنے میں مشغول تھا کہ اس نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے ”ہیو“ کہا میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام عطاء الحق قاسمی ہے وہ یہ سن کر میرے قریب آ گئی اور اس نے نہایت شستہ اردو میں کہا ”تب تو آپ یقیناً دیوبندی مسلک کے مسلمان ہیں آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حوالے سے قاسمی کہلاتے ہوں گے“ ایک امریکن لڑکی کی زبان سے یہ مکالمے سن کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے تاہم میں نے اپنے حواس مجتمع کیے اور کہا ”ہمارے اپنے خاندان میں ایک مولانا محمد قاسم گزرے ہیں ہم ان کی نسبت سے قاسمی کہلاتے ہیں....“ کچھ دیر بعد اس نے جامعہ اشرفیہ لاہور کا ذکر کیا پھر خیر المدارس ملتان کا حوالہ دیا اور آخر میں یہ بھی بتایا کہ وہ دیوبندی مسلک سے متعلق اداروں اور افراد پر امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہی ہے اور چتے چلتے اس نے اس امر پر افسوس کا اظہار بھی کیا کہ تمہارا تعلق علماء کے خاندان سے ہے اور تم نے ڈاڑھی نہیں رکھی بلکہ قلمیں بڑھائی ہوئی ہیں جین پہنی ہوئی ہے اور پھر اس قسم کا کوئی مصرعہ بھی پڑھا کہ تقو.... بر تو اے چرخ گرد و دلف وغیرہ (نوائے وقت 14 دسمبر 1985ء شمارہ ۷۰)

سنت کی بے ادبی پر پکڑ کا عجیب واقعہ

نواب علی محمد خاں حاکم روہیل کھنڈ کے صاحبزادے نواب سعد اللہ خاں نے ایک دن حجامت بنوانا شروع کی.... مولانا مفتی عبدالغنی افتخار سے پاس ہی بیٹھے تھے.... نواب زادہ نے سر کے بالوں کی حجامت سے فارغ ہونے کے بعد حجام کو ڈاڑھی کترنے کا حکم دیا اور اپنی حکومت و ریاست کے گھمنڈ میں مولانا کا بالکل پاس نہ کیا.... حجام نے نواب زادہ کی ڈاڑھی کترنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مفتی صاحب کو ہتک

سنت پر کمال غصہ آیا اور آپ نے ایک طمانچہ حجام کے مارا جس کا اثر نواب زادہ کے چہرہ تک پہنچا... نواب زادہ کو غصہ آیا تو بہت مگر ہیبت حق اور کچھ اس لحاظ سے کہ وہ میرے باپ کا جلیل القدر مہمان ہیں خاموش ہو گیا....

جب نواب علی محمد خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب سعد اللہ خاں کا دور دورہ ہوا تو اس نے بدلہ لینے کے لیے ان پر ایک قتل کا الزام لگا کر آئولہ طلب کیا...

مفتی صاحب نے کہا بل دعویٰ و حضوری فریقین و گواہان محض آپ کا کہنا خواہ آپ حاکم وقت ہی ہیں کیا اصل رکھتا ہے... البتہ اگر قاضی اور مفتیان اسلام حکم شرعی فرمائیں تو مجھے بدل و جان منظور ہے... نواب کو اس صاف گوئی پر بہت طش آیا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دفعتاً فوج گرا، امراء و وزراء اور متعلقین نے مولانا کے قدم پکڑے کہ نواب کو آپ کی اور شریعت کی بے ادبی کی پوری سزا مل گئی... اب خدا ارادہ فرمائیے..

آپ کی دعا سے مرض بالکل زائل ہو گیا اور اسی وقت سے حافظ الملک کا نظر رحمت خاں روایہ وغیرہ تمام امراء روایہ آپ کا احترام کرنے لگے۔ آج کتنے چیز کتنے سجادہ نشین کتنے سوادہ مفتی اور کتنے عالم و امام ہیں جو شریعت اسلام کی علانیہ ہتک دیکھتے ہیں اور اپنے مریدوں، عقیدہ مندوں اور زیر اثر لوگوں کو اس سے منع کرنے کی حرأت اور طاقت رکھتے ہیں؟ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

فضل خداوندی کا عجیب واقعہ

جناب قدرت اللہ شہاب مرحوم لکھتے ہیں انسٹی ٹیوٹ آف پیراسائیکالوجی کے سربراہ پروفیسر مٹین ہاف اکثر مہینے میں ایک ایک ویک اینڈ ہمارے ہاں گزارا کرتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی کتاب ضیاء القلوب کا انگریزی ترجمہ کر کے میں نے انہیں دیا تو وہ ششدر رہ گئے... ان کا جی تو بہت لپٹا یا کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں، لیکن اپنی مذمت کے تحفظ کی فکر اور معاشرے کے خوف سے اس سعادت سے محروم رہے... البتہ انکی سینیوگرافرس جین ڈالٹن پر بیٹھے بٹھائے اللہ کا فضل ہو گیا... اپنے ادارے میں واپس جا کر پروفیسر صاحب نے ضیاء القلوب کا انگریزی ترجمہ اپنی

سینو گرافر کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے ان کے کاغذات کے ساتھ سنبھال کر رکھ دے۔ مس ڈالٹن تجسس کا شوق رکھنے والی تحقیق پسند لڑکی تھی۔ اس نے ضیاء القلوب کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر ایسا اثر قبول کیا کہ ایک روز ہمارے ہاں آئی اور درخواست کی کہ ہم اسے مسلمان کر لیں۔۔۔

میں نے کہا کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر بتائے کہ وہ کیوں مسلمان ہونا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ اس راہ سلوک پر چلنے کی آرزو مند ہے جسے اختیار کرنے کا طریقہ (کتاب) ضیاء القلوب میں بتایا گیا ہے۔۔۔

ہم نے نہایت خاموشی سے اسے مشرف بہ اسلام کر کے اس کا نام رابعہ رکھ دیا۔۔۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وہ ہمارے ہاں رہی۔۔۔ میری اہلیہ نے اسے قرآن شریف ختم کروایا۔۔۔ پھر وہ ملازمت چھوڑ کر اپنے گاؤں چلی گئی اور عبادت اور ریاضت کے سہارے راہ سلوک پر ایسا قدم رکھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہم جیسے گناہگاروں کی پہنچ سے بہت دور نکل گئی۔۔۔ اور اب کچھ عرصہ سے اس کا مستقل قیام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ہے۔۔۔ (از شہاب مار)

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ جو طبقہ تابعین میں بلند پایہ بزرگ ہیں ان کا ایک عجیب واقعہ حدیث و تاریخ کی نہایت مستند کتابوں میں مذکور ہے۔۔۔ مسلمہ کذاب جس کا نام شیطان کی طرح خاص و عام میں مشہور ہے۔۔۔ کہ اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعلان کیا کہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت ہوں۔۔۔ یمن میں اس کذاب کا نشوونما ہوا۔۔۔ یہ قیوف اور محروم القسمت گمراہوں کی ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی۔۔۔ یہاں تک کہ اطراف یمن پر چھا گئی۔۔۔ اور لوگوں کو جبر و اکراہ سے اپنے باطل مذہب کی طرف دعوت دینے لگی۔۔۔

ایک روز مسلمہ کذاب نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو گرفتار کر کے اپنے سامنے حاضر کیا اور دریافت کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا کہ میں متنا نہیں ہوں اس نے پھر کہا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلمؒ نے فوراً کہا بیشک! اس نے پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی

کو ایسی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابو مسلم نے جواب دیا کہ میں سنتا نہیں.... پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا ہاں.... اسی طرح پھر تیسری مرتبہ دونوں جملے دریافت کئے اور یہی دونوں جواب سنے....

حصہ میں آ کر حکم دیا کہ ایک عظیم الشان انبار لکڑیوں کا جمع کر کے آگ روشن کرو۔ اور ابو مسلم کو اس میں ڈال دو۔ اس شیطانی لشکر نے حکم پاتے ہی یہ جہنم کا نمونہ تیار کر دیا۔ اور ابو مسلم کو بیدردی کے ساتھ اس میں ڈال دیا مگر جس قادر مطلق نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بے گناہ و السلام کے لئے دکتی آگ کو ایک پرفضا باغ اور پردہ اسلام بنا دیا تھا۔ وہ حق و قیوم آج بھی اپنے رسول کی محبت میں جان نثاری کرنے والے ابو مسلم کو دیکھ رہا تھا اس نے اس وقت پھر جزوہ ابراہیمی کی ایک جھلک دنیا کو دکھلا دی اور پیروان نمرودی کی ساری کوششیں خاک میں ملا دیں....

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

چنانچہ جب حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح و سالم اس آگ سے بڑا ہوا تو مسیلہ کذاب کے ساتھی خود مذہذب ہونے لگے.... یہ صورت دیکھ کر مسیلہ نے اس کو غنیمت سمجھا کہ کسی طرح یہ یمن سے چلے جائیں.... ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول کیا اور یمن کو چھوڑ کر مدینہ الرسول کی راہ لی.... مدینہ پہنچے تو مسجد نبوی میں داخل ہو کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اچانک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر ان پر پڑی تو بعد فراغت نماز دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں.... انہوں نے عرض کیا یمن سے.... چونکہ مسیلہ کذاب کا یہ واقعہ کہ کسی مسلمان کو اس نے آگ میں جا دیا ہے بہت مشہور ہو چکا تھا اور حضرت فاروق اعظمؓ بھی اس واقعہ سے متاثر اور حقیقت دریافت کرنے کے مشتاق تھے.... اس لئے ان سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کا حال معلوم ہے جس کو مسیلہ نے آگ میں جلا دیا ہے؟ ابو مسلم نے غایت ادب سے صرف اپنا نام لے کر عرض کیا کہ وہ شخص عبداللہ بن ثوب یعنی میں ہی ہوں.... حضرت فاروق اعظمؓ نے قسم دے کر فرمایا کہ کیا واقعی آپ ہی کو اس نے آگ میں ڈالا تھا؟ انہوں نے قسم عرض کیا کہ میں ہی اس کا صاحب واقعہ ہوں.... حضرت فاروق اعظمؓ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور ان سے معافیہ کیا.... پھر دیر تک روتے رہے اور ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور

اپنے درمیان ان کو بٹھلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس وقت تک زندہ رکھا کہ اپنی آنکھوں سے میں نے ایسے شخص کی زیارت کر لی جس کے ساتھ دعویٰ معاملہ کیا گیا ہے جو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا ہے....

حجیب: مرزا غلام احمد قادیانی کے پیر و کار آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ مسئلہ کذاب کا دعویٰ ان کے گرد کے دعوے سے کچھ زیادہ شدید نہ تھا کیونکہ وہ بھی نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر نہ تھا صرف اپنے آپ کو بھی مرزا کی طرح نبی کہلانا پسند کرتا تھا... مگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم دنا بعین نے اس کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ آپ کے سامنے ہے.... (دانشاہادی) (ماہِ حجت) (۶۷، ۶۸، ۶۹)

اخلاص و حسن اخلاق کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ نے ابتدا میں درس قرآن اور خطابت جمعہ سے اہل لاہور کو مستفید کرنا شروع کیا اس وقت ایک اور عالم صاحب بھی دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے جو علماء حق سے اختلاف رکھتے تھے.... اس زمانہ میں اہل لاہور پر ان مولانا صاحب کا خاص اثر تھا دہلی دروازے والے مولانا صاحب کو یہ ناگوار گزرا کہ کوئی اور عالم ان کا حریف بن کر اہل لاہور کو اپنی طرف مائل کرے.... چنانچہ مولانا صاحب نے حضرت لاہوری قدس سرہ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا جمعہ کی تقریروں اور دیگر اجتماعات میں حضرت لاہوری کو دہابی بے دین وغیرہ کے خطابات سے یاد کیا جاتا.... ادھر حضرت لاہوری ہر جمعہ میں ایک جامع تقریر فرماتے قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ مستند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ جات سے بیان کی جاتی.... کبھی بھی حضرت لاہوری نے اس مولانا صاحب کی بہتان طرازی کا جواب نہیں دیا.... یہ سلسلہ کافی دنوں تک چلتا رہا.... رفتہ رفتہ اہل لاہور پر حضرت لاہوری کی عظمت واضح ہو گئی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے.... جو، جوں حضرت لاہوری کے معتقدین میں اضافہ ہوتا گیا تو اس مولانا صاحب کا جوش رقا،

بھی بڑھتا گیا اس کے مریدین کی کافی تعداد شیرانوالہ دروازہ کے اندر رہتی تھی.... اسکی تقاریر کا اپنے مریدین پر کافی اثر تھا.... اور انہوں نے مل کر کوشش شروع کر دی کہ حضرت لاہوریؒ کو شیرانوالہ مسجد سے نکال دیا جائے... چنانچہ محلہ شیرانوالہ کے کچھ لوگ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ حضرت لاہوریؒ کو مسجد سے نکال دیا جائے اور دوسری طرف حضرت لاہوریؒ کے معتقدین نے مزاحمت کی ایک دن ایسا ہوا کہ دونوں طرف سے لوگ لٹھیاں وغیرہ اٹھائے آ گئے حضرت لاہوریؒ فوراً مسجد میں تشریف لائے اور اپنے معتقدین کو مسجد سے باہر کر کے دروازہ بند کر دیا اور مخالفین سے فرمایا میں تو دین سکھانے آیا ہوں میں خانہ خدا میں بادھن کو کھڑا ہوں میرے دائیں ہاتھ میں قرآن ہے میں صرف آپ حضرات کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کی غرض سے آیا ہوں اگر آپ حضرات مجھ سے قرآن پاک نہیں سنتا چاہتے تو میں یہاں سے چلا جاؤنگا ہاں ایک عرض ہے کہ آپ میں سے صرف ایک آدمی میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر جس میں قرآن پاک ہے مسجد سے نکال دے میں پھر کبھی اس مسجد میں نہیں آؤں گا آئیں! کوئی صاحب مجھے پکڑ کر باہر نکال دے کسی فتنہ و فساد کی ضرورت نہیں.... سب مخالفین حضرت کو دیکھ رہے تھے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس طرح قرآن پاک کو دھکا دیا جائے.... بالآخر انہوں نے کہا اچھا مولانا! ہم سوچ کر پھر بتائیں گے فی الحال ہم جاتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل پھیر دیئے اور آہستہ آہستہ وہ سب حضرت لاہوریؒ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔

اس طرح حضرت لاہوریؒ نے اپنے اخلاق حمیدہ سے مخالفوں کو مطیع و فرمانبردار کر دیا اور ان سب کے عقائد درست ہو گئے.. سچ ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے.... حضرت لاہوریؒ قدس سرہ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو سارا لاہور اٹکبار تھا، دکھوں لوگ ان کے جنازے میں شریک تھے.... اللہ تعالیٰ حضرت لاہوریؒ کو درجات عالیہ نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنے انہی اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے.... آمین۔ (واقعات لاہوری)

زلزلوں کی عجیب تاریخ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے زلزلوں کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس میں دنیا میں پیش آنے والے مصائب و حوادث پیش کئے ہیں فرماتے ہیں:

کہ 20 ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زلزلہ آیا جس کو انہوں نے اس طرح روکا کہ زمین پر ایڑھی ماری اور فرمایا ”زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا“ یہ جملہ کہنے کی دیر تھی کہ زلزلہ رک گیا.... 59 ہجری میں بھی زلزلہ آیا جو 40 روز تک آثار ہا شہر اٹھا کیہ مکمل تباہ ہو گیا.... 223 ہجری میں شہر غرناطہ میں زلزلہ آیا اور پورے شہر کی چھتیں زمین بوس ہو گئیں اور پورے شہر میں سے صرف ایک آدمی بچا.... 238 ہجری میں متوکل کے دور میں ایک جگہ پتھروں کی بارش ہوئی اور شہر موصل میں ڈیڑھ لاکھ آدمی لقمہ اجل بن گئے.... 241 ہجری میں دامنخان میں زلزلہ آیا تقریباً پچیس ہزار آدمی فوت ہو گئے.... 245 ہجری میں ایک بستی پر آسمان سے سفید و سیاہ پتھروں کی بارش برسادی گئی.... بنگلہ دیش کے ایک علاقہ میں پتھروں کی بارش ہوئی پتھر بھی بڑے بڑے تھے جس سے تباہی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے.... 319 ہجری حجاج کے دور میں ایک قافلہ راستہ بھوں کراچی بستی میں آ گیا جہاں کے سب لوگ پتھر کے بنے ہوئے تھے جو جہاں تھا وہیں پتھر بن گیا حتیٰ کہ تندور پر روٹی لگاتی ہوئی عورت بھی پتھر بن گئی اور روٹی جو اس نے لگائی تھی اس کو بھی پتھر بنا ہوا دیکھا.... 1917ء میں ہندوستان میں زلزلہ آیا جس میں تین لاکھ آدمی مر گئے.... 1920ء میں چین میں زلزلہ آیا جس میں دو لاکھ آدمی مر گئے.... 1937ء میں کوئٹہ شہر زلزلہ سے مکمل زمین بوس ہو گیا پینتیس ہزار آدمی مرے.... 1993ء میں کیلفورنیا (امریکہ) میں 3 منٹ کا زلزلہ آیا لوگوں کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب وہ زمین پر پڑے تھے.... اس زلزلہ کا جو مرکز تھا اس سے چند قدم کے فاصلہ پر مسجد تھی اللہ کی شان کہ مسجد کی ایک اینٹ بھی نہ گری اور پورے شہر کی بڑی بڑی عمارتیں تباہ ہو گئیں.... دریا پر بنی ہوئی ڈیڑھ میل لمبی پل کو زلزلہ نے اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا.... ابھی سونامی نام کے طوفان سے دو لاکھ بیس ہزار انسان لقمہ اجل بنے اور مالی نقصان کا اندازہ ہی نہیں.... چند ماہ پہلے

کتریا اور ریٹا میں طوفان آیا تو اور لینز (امریکہ) میں پانی چڑھ دوڑا پورا شہر غرق ہو گیا۔۔۔
 پچیس ہزار افراد مر گئے ڈیڑھ لاکھ رات تباہ ہوئیں۔۔۔ 18 اکتوبر 2005 کی صبح وطن عزیز
 پر جو زلزلہ آیا اس نے کشمیر و سرحد کی پہاڑوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔۔۔ چشم زدن میں ایک لاکھ سے
 زائد انسان راہی عدم ہوئے جو بچ گئے وہ بے گھر ہو گئے لاکھوں ہیں جو زخمی ہیں بے شک یہ
 ایسا سانحہ ہے جو اپنے پیچھے نہ جانے کتنی داستانیں ایسی چھوڑ گیا ہے جن پر دل غزدہ اور
 آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔۔۔ (ذکر - مشاہدات)

۔ جن اجاز کر آغی تو جا چکی لیکن پرندے شاخوں پہ بیٹھے ہیں سو گوارا اب بھی
 (شمار ۷۷)

حصول علم کا عجیب واقعہ

اندلس کے علاقے سے چلنے والا ایک مسافر قبی بن محمد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حدیث
 سننے کی غرض سے بغداد کا رخ کرتا ہے۔۔۔ اگر کوئی تیز رفتار کار پر سفر کر کے اندلس سے بغداد آنا چاہے تو
 شاید مہینہ عمر میں پہنچ سکے گا مگر وہ علم دین کا شیدائی ہیں پاسنہ کرتا ہے۔۔۔ بغداد پہنچنے کیلئے نہ جانے کتنی
 راتیں تنہا کھلے آسمان کے نیچے گرمی سردی کے بچاؤ کے خیر زاری ہوں گی سچ ہے کہ
 عزائم جتنے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو خدا طم خیز ہو جس سے وہ گھبرا نہیں کرتے
 اس دور دراز کے سفر کو طے کرنے کے بعد بغداد پہنچنے پر پتہ چلا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ
 اللہ مسئلہ خلق قرآن کے اختلاف کی پاداش میں گھر میں نظر بند ہیں کسی کو ملاقات کی اجازت
 نہیں۔۔۔ ذرا سوچئے کہ اس پر مشقت سفر کر کے آنے والے کے دل پر کیا گزری ہوگی؟
 لیکن دل میں کچھ ٹپ ہو تو منزل مل ہی جایا کرتی ہے۔۔۔ قبی بن محمد روزانہ صبح کے وقت
 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دروازے پر کپڑا اٹھا کر بیٹھ جاتے کہ شاید کسی وقت امام صاحب
 سے ملاقات ہو جائے تو کم از کم آنے کا مقصد بتلا دوں گا۔۔۔ ایک دن گھر سے باندی نکلی۔۔۔ قبی
 بن محمد نے اس کو اپنا تعارف کر لیا اور آنے کا مقصد بتلا کر کہا کہ ذرا امام صاحب کو میرا پیغام پہنچا
 دیجئے۔ چنانچہ امام صاحب نے پیغام سن کر باندی سے فرمایا کہ کسی طریقے سے اس کو اندر لے
 آؤ۔ آخر اندر پہنچ گئے ملاقات کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ حالات تو آپ نے دیکھ لئے

... اس لئے کوئی صورت نکالیں کہ آپ کے آنے کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور کسی کو ہماری ملاقات کا علم بھی نہ ہو۔ چنانچہ یہ صورت طے ہوئی کہ جی بن مخلد فقیرانہ ہمیش میں روزانہ دروازے پر آ کر بھیک مانگنے کی صدا لگائیں گے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بذات خود بھیک دینے کے بہانے دروازے پر تشریف لائیں گے اور ایک حدیث جلدی سے سنا دیا کریں گے۔۔۔۔۔

چنانچہ اسی صورت پر عمل شروع ہو گیا اور نین سو ساٹھ دن تک وہ طالب علم فقیرانہ لباس میں آ کر ایک ایک حدیث حاصل کرتا رہا اور سال گزرنے کے بعد واپس وطن کی راہ لی۔۔۔۔۔ آج بھی اس راہ علم کے مسافر کی یادگار ”مسند جی بن مخلد دنیا کو علم دین سے سیراب کر رہی ہے اور صاحب کتاب دنیا کی ہر تکلیف سے آزاد ہو کر جنت کی نعمتوں سے ان شاء اللہ لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔۔۔۔۔

ایک عجیب نصیحت

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے ایک نوجوان کو فرمایا پانچ باتیں قبول کر لو۔۔۔۔۔ پھر جو چاہے کرو۔۔۔۔۔ تمہیں کوئی گرفت نہ ہوگی۔۔۔۔۔ 1۔۔۔۔۔ جب تو کوئی گناہ کرے تو خدا کا رزق مت کھا اس نے کہا یہ تو بڑا مشکل ہے کہ رازق وہی ہے۔۔۔۔۔ پھر میں کہاں سے کھاؤں؟ فرمایا! تو یہ کب مناسب ہے کہ تو جس کا رزق کھائے۔۔۔۔۔ پھر اس کی نافرمانی کرے۔۔۔۔۔ 2۔۔۔۔۔ اگر تو کوئی گناہ کرنا چاہے تو اسکے ملک سے باہر نکل کر اس نے کہا تمام ملک ہی اس کا ہے۔۔۔۔۔ پھر میں کہاں نکلوں؟ فرمایا تو یہ بات بہت بڑی ہے کہ جس کے ملک میں رہو اس کی بغاوت کرنے لگو۔۔۔۔۔ 3۔۔۔۔۔ جب کوئی گناہ کرے تو ایسی جگہ کر جہاں وہ تجھے نہ دیکھے اس نے کہا یہ تو بہت ہی مشکل ہے۔۔۔۔۔ اس لیے کہ وہ تو دلوں کا بھید بھی جانتا ہے فرمایا تو یہ کب مناسب ہے کہ تو اس کا رزق کھائے اور اسکے ملک میں رہے اور اسی کے سامنے گناہ کرے۔۔۔۔۔ 4۔۔۔۔۔ جب ملک الموت تیری جان لینے آئے تو اسے کہہ کہ ذرا ٹھہر جا مجھے توبہ کر لینے دے اس نے کہا وہ مہلت کب دیتا ہے؟ فرمایا یہ تو مناسب ہے کہ اسکے آنے سے پہلے ہی توبہ کر لے اور اس وقت کو غنیمت سمجھ۔۔۔۔۔ 5۔۔۔۔۔ قیامت کے دن جب حکم ہو کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ تو کہنا کہ میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔ اس نے کہا وہ زبردستی بھی لے جائیگے۔۔۔۔۔ فرمایا تو اب خود ہی سوچ لے کہ کیا گناہ تجھے زیادہ عزیز ہے وہ شخص قدموں میں گر گیا اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔۔۔۔۔ (یادگار ملاقاتیں)

رشوت سے توبہ کا عجیب واقعہ

ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے محکمہ میں ملازم ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ ایک دن حسب معمول میں دفتر میں کام کر رہا تھا کہ ایک بڑے میاں آئے اور نہایت خوشامدانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگے بیٹا! میرے مکان کا کلیم گم ہو گیا ہے.. اور عدالت میں مجھے اس کی نقل پیش کرنی ہے.... اس لئے اپنے ریکارڈ سے کاپی نکال دو تاکہ اس کی نقل کروا کے عدالت میں پیش کر سکوں.... پچاس روپے لگیں گے... میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا.... جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں پچاس روپے کہاں سے لادوں؟ اس نے مرد سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ جیب خالی ہے تو میں کیا کروں میں نے تو ترش روئی سے جواب دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا... کچھ دیر بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے.... دوسرے روز میں ابھی دفتر میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہی بڑے میاں آئے اور پچاس روپے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے کہو بابو جی اب تو کام ہو جائے گا.... قبل اس کے کہ میں انہیں کچھ جواب دیتا.. میری نظران کے چہرے پر پڑی.. بڑے میاں کی آنکھوں سے آنسو نکل کر داڑھی میں جذب ہو رہے تھے اور انہیں صاف کرنے کی کوشش میں مصروف تھے.... میں نے رونے کی وجہ پوچھی پہلے تو وہ ہنس و پیش کرتے رہے.. مگر میرے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ کل یہاں سے جا کر اپنی جواں سال بیٹی کے کانٹے جو میں نے چند آنے روزانہ کی بچت کر کے اس کی شادی کے لئے بنوائے تھے.... فروخت کر دیے.... تاکہ آپ کا خرچ پورا کر سکوں اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے... میں اٹھ کر قائل سے اس کی کاپی نکال دی اور جبراً وہ روپے ان کی جیب میں ٹھونس دیئے.... ان کے جاتے ہی میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی رشوت نہ لوں گا... مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے میاں کے ضعیف و ناتواں بازوؤں نے مجھے دوزخ کے دہانے سے کھینچ لیا ہے.. کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: **اَلرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي بِلَاھُمَا فِی النَّارِ**

”رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں....“ (ماخوذ از ابلاغ)

ایک بیوہ کا عجیب جذبہ جہاد

علامہ ابو قدامہ شامی رحمہ اللہ جو عظیم مجاہد تھے ایک مرتبہ حاضرین مجلس نے جہاد کے واقعات میں سے کوئی حیرت انگیز واقعہ سنانے کی فرمائش کی تو شیخ نے فرمایا! سنو!

میرا ایک دفعہ رقبہ جانا ہوا تاکہ کوئی اونٹ خرید لوں ... چنانچہ میں ایک دن دریائے فرات کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابو قدامہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ جہاد پر وعظ کہتے ہیں اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہیں میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اللہ نے مجھے لمبے لمبے بالوں سے نوازا ہے میں نے اپنے اکھڑے ہوئے بالوں سے ایک رسی بٹ لی ہے اور اس پر میں نے مٹی مل لی ہے تاکہ بالوں کی بے پردگی نہ ہو آپ اس رسی کو لیجئے اور اس رسی کو اپنے جہادی گھوڑے کے گلے میں ڈال دیں اور اس سے جہاد کریں میں اس رسی سے یہ چاہتی ہوں کہ میدان جہاد کا گرد و غبار میرے بالوں کو لگ جائے اور اس طرح جہاد میں شمولیت کا موقع مل جائے

میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے شوہر جہاد میں شہید ہو چکے ہیں اور میرا کنبہ جہاد میں شہید ہو گیا ہے اگر مجھ پر جہاد فرض ہوتا تو میں خود چلی جاتی لہذا میری جگہ آپ میرے ان بالوں کو جہاد میں استعمال کریں ...

پھر اس عورت نے کہا اے ابو قدامہ میرے شوہر نے اپنے چچھے ایک خوبصورت لڑکا چھوڑا تھا اس لڑکے نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے اور جہادی ٹریننگ کر کے گھڑسواری میں خوب مہارت حاصل کر لی ہے نیز وہ تیر اندازی میں غضب کا ماہر ہے وہ رات بھر تہجد پڑھتا ہے اور دن بھر روزہ رکھتا ہے اس وقت وہ خوب جوان ہے اور اس کی عمر پندرہ سال ہے میں اس جوان سال بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں اللہ کی رضا کیلئے بطور قربانی پیش کروں گی آپ کو دین اسلام کی عزت و عظمت کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے اس ثواب سے محروم نہ کیجئے گا

میں نے اس عورت سے وہ بیٹی ہوئی رسی لے لی تو دیکھا کہ وہ اس کے سر کے بالوں سے بنی ہوئی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے سامنے اس رسی کو اپنے سامان میں محفوظ

کر کے رکھیں تاکہ مجھے تسلی ہو جائے....

میں نے رسی کو محفوظ کر کے رکھا اور رقبہ سے اپنے ساتھیوں سمیت نکلنے لگا....

راستہ میں ایک شاہسوار ملا جو اسی خاتون کا بیٹا تھا اس نے کہا میں ان شاء اللہ شہید ابن شہید بنوں گا.... خیر وہ ہمارے ہمراہ چلا رہا اور مسلسل ذکر اللہ میں لگا رہا ہم کفار کے عدالتے میں پہنچ گئے تو سب روزہ سے تھے وہ انظارِ اسی کا انتہام کرنے لگا چانک اس پر نیند غالب آئی اور وہ سکرانے لگا... بعد میں اس نے بتایا کہ میں نے جنت اور وہاں کی نعمتوں کو دیکھا ہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ بڑی بہ درسی سے لڑا اور لشکر کفار کو جس جس نہس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا اور قاتل رشک انداز میں جام شہادت نوش کر گیا.... بعد میں میرا رقبہ جانا ہو تو میں اس کے گھر گیا تو اسی خاتون نے مجھے کہا، مگر میرا بیٹا صحیح واپس آ گیا ہے تو یہ غم کی خبر ہے اور اگر شہید ہو گیا ہے تو یہ خوشی کی خبر ہے۔ میں نے کہا ہر رک ہو.. اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی قبول کر لی ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی الحمد للہ یہ میرا آخرت کا سرمایہ بن گیا۔

بے ادبی کا عبرت ناک عجیب واقعہ

بے ادبی ایک ایسا وارکس ہے جو انسان کے دین و دنیا دونوں کو دیک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادب کی ضرورت و اہمیت کو حدیث شریف میں یہاں تک فرمایا گیا کہ دین سارا کا سارا ادب ہی (کا نام) ہے۔ دین سارا ادب ہے جو ہر چیز کے آداب و حدود سکھاتا ہے۔ جہاں تاریخ کے اوراق ادب کے ثمرات پر گواہ ہیں وہاں بے ادبی کے مہلک و عبرت انگیز واقعات سے بھی لبریز ہیں۔ ذیل میں مسجد کی بے ادبی کرنے والے شخص کا ایک عبرت ناک واقعہ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بے ادبی و گستاخی سے محفوظ فرمائے آمین۔

بلوچستان کے پیدائش ۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو پانی پت کے ایک گاؤں میں راج پوت گھرانے میں ہوئی تھی.... ۱۹۹۰ء میں ایڈرانی کی رتھ یا ترا میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ایودھیا میں رام مندر بنانا کر رہے گا بلوچستان کے خود بتاتے ہیں کہ.... ”ہم لوگ ۲

دسمبر ۱۹۹۲ء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس میں میرا دوست سوئی پت کا یوگیندر پال بھی تھا جس کے والد سوئی پت کے ایک بڑے زمیندار ہیں.... وہاں ہم نے اوما بھارتی کا بھاشن سنا جس نے ہمارے اندر آگ بھردی جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا دھکا ایک اور دو باہری مسجد توڑ دو بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا اور ہم لوگ کدال لے کر باہری مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور جے رام کے نعرے لگانے لگے دیکھتے ہی دیکھتے مسجد مہساں ہو گئی.... یہ لوگ جب پانی پت واپس آئے تو مسجد کی دوائیٹیں بھی ساتھ لائے تھے.... یوگیندر نے نفرت میں ان اینٹوں پر پیشاب کیا اس واقعہ کے چار پانچ روز بعد ہی یوگیندر کا دماغ خراب ہو گیا.... پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا کپڑے پہناتے تو انہیں تار تار کر دیتا اس کے والد بہت پریشان ہو گئے وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا انہوں نے اسے بہت سے عالموں اور ڈاکٹروں کو دکھایا اور جس نے جہاں کہا وہاں لے کر گئے مگر اس کی حالت بگڑتی ہی جا رہی تھی.... کسی نے انہیں مولوی محمد کلیم صدیقی صاحب کے بارے میں بتایا انہیں پتہ چلا کہ وہ پاس کے گاؤں بوانا آنے والے ہیں وہ لڑکے کو زنجیروں میں باندھ کر بوانا لے گئے.... دوپہر کو ظہر سے پہلے مولوی کلیم صاحب آئے.... انہیں پورا قصہ سنایا اور کہا ہم نے اسے بہت روکا تھا مگر یہ نہیں مانا اور سر پھروں کے چکر میں آ گیا....

ساری کہانی سن کر مولوی صاحب نے کہا کہ ساری دنیا کو چلانے والا اللہ ہے.... اللہ کے گھر کو گرا کر اس نے بڑا گناہ اور ظلم کیا ہے.... اس میں کچھ گناہ ہم لوگوں کا بھی ہے کہ ہم نے دین کا پیغام غیر مسلم بھائیوں تک نہیں پہنچایا اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں.... بس یہ ہے کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑگڑا کر معافی مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں.... مولوی صاحب نے مسجد میں گڑگڑا کر دعا کی.... جب سب لوگ فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو اللہ کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے جسم پر لپیٹ لی اور جلد ہی یوگیندر نارمل ہونا شروع ہو گیا.... یہ سب دیکھ کر یوگیندر اور اس کے والد نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور سچے دل سے اسلام قبول کر لیا.... (ابلاغ)

چار چوروں کا عجیب واقعہ

مولانا روم رحمہ اللہ نے سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سلطان شاہی لباس اتار کر عام لباس میں گشت کیلئے نکلے۔۔۔ راستہ میں چوروں کا ایک گروہ ملا جسے دیکھ کر بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم میں سے ایک ہوں۔۔۔ پس چوروں نے انہیں بھی اپنے ساتھ ملا لیا پھر باہمی مشورہ ہوا اور ہر چور اپنا اپنا ہنر بیان کرنے لگا۔۔۔

ایک بولا کہ میرے کانوں میں یہ خاصیت ہے کہ میں کتے کی آواز کو سمجھ لیتا ہوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے دوسرا بولا کہ میں رات کے اندھیرے میں جس شخص کو دیکھ لوں دن کو بھی اس کو پہچان لیتا ہوں۔ تیسرا بولا کہ میں اپنے ہاتھوں سے مضبوط دیوار میں سوراخ کر لیتا ہوں۔

چوتھے نے کہا میں سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ زمین میں کس جگہ خزانہ مدفون ہے۔۔۔ پانچویں نے کہا میں بلند و بالا محل میں اپنے پنجہ کے زور سے کند کو محل کے کنکرہ میں مضبوط لگا لیتا ہوں اور اس طرح محل میں داخل ہو جاتا ہوں۔۔۔

ایک چور نے بادشاہ سے پوچھا کہ آپ کے اندر کیا ہنر ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ میری داڑھی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ پھانسی کی سز پانے والے مجرم کو اشارہ کر کے چھڑا لیتی ہے۔۔۔ الغرض سب چور شاہی محل میں چوری کی نیت سے چلے سب نے اپنا اپنا ہنر آزمایا اور چوری کا مال آپس میں تقسیم کر لیا۔۔۔ بادشاہ نے ہر ایک کا حلیہ پہچان لیا اور خود شاہی محل میں واپس آ گیا۔۔۔ بادشاہ نے اگلے دن عدالت میں تمام مجرمین کو حاکم دیا کہ سب کو گرفتار کر لو اور قتل کی سزا سنادو۔۔۔ جب سب چور بیڑیاں پہنے حاضر ہوئے تو ہر ایک خوف سے کاپٹنے لگا لیکن وہ چور جو اندھیرے میں دیکھ کر دن میں پہچان لیا کرتا وہ مطمئن تھا۔۔۔ اس پر خوف کے ساتھ امید کے آثار بھی نمایاں تھے۔۔۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب کو جلادوں کے سپرد کر کے سولی دیدی جائے۔۔۔ یہ سنتے ہی اس شخص نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک مجرم نے اپنے مجرمانہ ہنر کی تکمیل کر لی ہے اب خسروانہ ہنر کا حسب وعدہ ظہور فرمایا جائے میں نے آپ کو پہچان لیا لہذا اپنی داڑھی ہلا دیجئے تاکہ ہم سب اپنے جرم کی سزا سے نجات حاصل کر لیں ہمارے ہنروں نے

ہمیں سولی تک پہنچا دیا اب صرف آپ کا ہنر ہمیں نجات دے سکتا ہے....

سلطان محمود مسکرایا اور کہنے لگا تم میں سے ہر شخص کے کمال ہنر نے تمہاری گردنوں کو قہر میں مبتلا کر دیا۔... بجز اس شخص کے کہ یہ سلطان کا عارف تھا اور اس کی نظر نے رات کی ظلمت میں ہمیں دیکھ لیا تھا پس اس نگاہ سلطان شناس کے صدقے میں تم سب کو رہا کرتا ہوں....

مجھے اس پہچاننے والی آنکھ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی داڑھی کا ہنر ظاہر نہ کروں....

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ سلطان حقیقی (اللہ تعالیٰ) جہاں کہیں بھی جرم کا ارتکاب کیا جائے وہ ساتھ ہوتے ہیں اگرچہ کسی مصلحت پر فوراً سزا نہ دیں....

اس واقعہ سے دوسرا ہم سبق یہ ملتا ہے کہ قیامت میں کوئی ہنر کام نہیں دے گا بلکہ وہ تمام ہنر جو جرم کے ارتکاب میں معاون ہوں گے وہ چوروں کے ہنروں کی طرح ہلاکت اور بربادی کا سبب بنیں گے.... البتہ صرف ایک شخص کا ہنر کام آیا اور اس کی برکت سے دوسروں کو بھی نجات ملی.... یعنی سلطان نگاہ شناس اسی طرح اگر اس دنیا کے ظلمت کدے میں ہمیں بھی خدا شناسی اور معرفت خداوندی حاصل ہو جائے تو وہ ہمیں بھی اور ہمارے ساتھیوں کو ہلاکت و عذاب سے بچا سکتی ہے....

علم دین کا عجیب واقعہ

علم کا لفظ حقیقی معنی میں قرآن و حدیث کے دینی علوم پر بولا جاتا ہے اسکے علاوہ جس قدر دنیاوی علوم ہیں وہ حقیقت میں علم نہیں بلکہ فنون ہیں حقیقی علم وہ ہے جو انسان کیلئے دنیا میں بھی اللہ کی معرفت کا ذریعہ بنے اور موت کے بعد بھی اس کیلئے ذخیرہ آخرت ہو اور میدان حشر میں بھی اس کیلئے نجات کا ذریعہ ہو اور جنت میں پہنچ کر بھی اس کیلئے اعزاز و اکرام کا ذریعہ ہو ایسا علم صرف شریعت کا ہی علم ہے ورنہ دیگر جس قدر فنون ہیں ان کا فائدہ صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہے مگر یہ کہ ان فنون کو خدمت دین کا ذریعہ بنا لیا جائے تو یہ بھی نفع سے خالی نہیں تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں شریعت کے علوم کس قدر باعث اکرام ہیں قرآن و حدیث اس کی فضیلت پر شاہد ہیں... بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کیلئے ایسے واقعات دکھا دیتے ہیں جن سے شرعی علوم کی فضیلت آشکارا ہو جاتی ہیں... ایسا ہی ایک

ایمان افروز واقعہ ذیل میں دیا جاتا ہے جو علم دین کی فضیلت پر شاہد ہے۔۔۔

شیخ الاسلام علامہ ٹمس الحق صاحب افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دیوبند کے مدرسہ دارالعلوم میں حدیث کا ایک طالب علم فوت ہو گیا۔۔۔ جو افغانستان کا رہنے والا تھا جنازہ پڑھ کر دفنایا گیا۔۔۔ اور اسکے ورثہ کو خط بھیجا۔۔۔ فاصلہ لمبا تھا خط چھ ماہ بعد اسکے گھر میں پہنچ گیا۔۔۔ اسکے عزیز آگئے۔۔۔ مہتمم صاحب قاری محمد طیب صاحب سے ملاقات ہو گئی تو وہ کہنے لگے کہ ہم میت کو نکال کر اپنے وطن افغانستان میں لے جانا چاہتے ہیں۔۔۔ مہتمم صاحب نے بہت سمجھایا مگر وہ بھند تھے۔۔۔ بات نہیں مان رہے تھے تو مہتمم صاحب نے انکو میرے پاس بھیجا میں نے بھی انہیں بہت سمجھایا وہ کہنے لگے یا تو ہم میت لے جائیں گے یا ہمارا سارا خاندان یہاں منتقل ہو جائے گا۔۔۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں میں نے کہا جاؤ۔۔۔ خدا کے بندو! تم تو خدا تعالیٰ کا راز ظاہر کرو گے جب قبر کھودی گئی تو چھ ماہ بعد میت اپنے کفن سمیت صحیح سالم پڑی تھی اور اس سے بہت اعلیٰ خوشبو آ رہی تھی۔۔۔ میت کی لاش صندوق میں رکھ دی گئی اور احتراماً ایک طالب علم ہاں کے ساتھ بھیج دیا گیا۔۔۔ لاہور کے راستے سے پشاور جانا تھا۔۔۔ پشاور کے کیڈیوے اسٹیشن پر ایک سائز اور پولیس والوں نے کہا کہ اس صندوق میں میت نہیں بلکہ کستوری (مشک) ہے جو سگھل ہو رہی ہے جب صندوق کو پولیس والوں نے کھولا تو اس میں حدیث پاک کا طالب علم تھا اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔۔۔

یہ حال تو حدیث کے طالب علم کا تھا اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے!۔۔۔ اسی دن پشاور کے ایک نواب کے بیٹے کی لاش انگلینڈ سے ایئر پورٹ پہنچی جو انگلینڈ میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے گیا ہوا تھا اور فوت ہوئے اس کو تیسرا دن تھا مگر عنونت اور بدبو اتنی تھی کہ رشتے دار بھی چار پائی کے قریب نہیں آتے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں کو اجرت دیکر چار پائی لے جانی گئی تھی تاکہ اس کو دفنایا جائے۔۔۔ حضرت افغانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے اس واقعے سے بہت بڑی عبرت حاصل کی تھی۔۔۔ (خطبات افغانی)

حدیث کے طالب علم کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث سن لی اور یاد کر لی پھر دوسرے تک پہنچائی۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث کا طالب علم بنائے اور حدیث پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔۔۔

حلم کا ایک عجیب واقعہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں

ایک نو مسلم طالب علم کی تمام ضروریات کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی، وہ طالب علم کچھ عجیب طبیعت کے واقع ہوئے تھے، جب ان کے جی میں آتا، عین مجلس میں آ کر ایسی باتیں حضرت والا سے کہہ دیتے جو سننے والوں کو گستاخانہ معلوم ہوتیں، دکان داروں سے قرض کر لیتے، اور پھر آ کر تقاضا کرتے کہ مجھے پیسے چاہئیں....

ایک مرتبہ مجلس میں آئے اور کہنے لگے کہ ”ہمارے جوتے ٹوٹ گئے ہیں، اور بنواد دیجئے“ حضرتؒ نے فرمایا کہ ”ابھی تو خرید کر دیئے تھے، تھوڑے سے نوٹے ہوئے، مرمت کروادی جائیگی“ انہوں نے کہا، ”ہمیں معلوم نہیں، آپ دیکھ لیجئے۔“

آپ نے فرمایا، ”لاؤ، دیکھ لوں“ اس پر انہوں نے کہا کہ ”وہ ہیں باہر آپ دیکھ لیجئے“ انکے اس جواب پر حضرت والا مجلس سے اٹھ کر دھوپ میں باہر تشریف لائے جہاں بہت سے جوتے رکھے تھے.... چونکہ آپ کو انکے جوتے کی پہچان نہیں تھی۔

اس لئے محتف جوتے اٹھا اٹھا کر فرماتے رہے کہ ”یہ تمہارے جوتے ہیں؟“ اور وہ صاحب اندر ہی اندر سے انکار کرتے رہے.... بالآخر جب دیر گزر گئی تو حاضرین میں سے کسی صاحب نے ان سے کہا کہ ”تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا آگے بڑھ کر دکھلاؤ“ اس پر انہوں نے اپنے جوتے دکھائے اور حضرتؒ نے مرمت کیلئے پیسے دیئے.... کسی نے ان صاحب کے بارے میں حضرتؒ سے عرض کیا کہ۔

یہ صاحب ایسی بے تکلی باتیں کرتے رہتے ہیں.... حضرتؒ نے فرمایا کہ ”بھائی حضرت تو سب لوگ کہتے ہیں، کوئی ایسا بھی تو ہو جس سے میں اپنے آپ کو سنبھالتا رہوں، اور میری اصلاح ہوتی رہے...“ (نقوشِ رفتگان)

احتیاط کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ... کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کا قیام ہمیشہ کلکتہ رہا.. کلکتہ اور اسکے نواح کے لوگ حضرت سے واقف تھے ... اس لیے ایک مرتبہ آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم کے چندہ کے لیے کلکتہ کا سفر فرمایا.... اور سفر سے واپسی پر سفر خرچ میں ایک ایک پیسہ کا حساب درج تھا....

اس حساب کو میں نے خود بھی نہایت بے غیرتی سے پڑھا کہ جن کے اکابر کی یہ احتیاط ہوا کئے اماغر کی بے اتفاقیوں کی وجہ قتل ہیں.... اس حساب کے اخیر میں ایک نوٹ یہ بھی تھا کہ کلکتہ سے فلاں جگہ میں اپنے ایک دوست سے ملنے کی غرض سے گیا تھا۔ اگرچہ وہاں چندہ اندازہ سے زیادہ ہوا لیکن میرے سفر کی غرض چندہ کی نیت سے جانے کی نہیں تھی اس لیے اتنی مقدار سفر کلکتہ سے وضع کر لیا جائے ...

استاذ الحمد میں حضرت مولانا ظلیل احمد رحمہ اللہ ایک سال قیام حجاز کے بعد جب سہارن پور تشریف لائے تو یہ کہہ کر مدرسہ کی تنخواہ بند کر دی تھی کہ میں اپنے ضعف و پیری کی وجہ سے مدرسہ کا پورا کام انجام نہیں دے سکتا۔ مگر اب تک چونکہ مولانا بھی صاحب میری جگہ اسباق پڑھاتے تھے اور تنخواہ نہیں لیتے تھے وہ میرا ہی کام سمجھ کر کرتے تھے اور میں اور وہ دونوں مل کر ایک مدرس سے زیادہ کام کرتے تھے اب چونکہ انکا انتقال ہو چکا ہے اور میں مدرسہ کی تعلیم کا پورا کام نہیں کر سکتا.... اس لیے قبول تنخواہ سے معذور ہوں...

حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہ جب تک سبق پڑھاتے رہتے اتنی دیر تو مدرسہ کی قالین پر تشریف فرما رہتے تھے۔ لیکن جب سبق کے بعد اپنے اعزاء میں سے کسی ذی وجاہت شخص سے بھی بات شروع کی تو قالین سے نیچے اتر جاتے اور فرماتے کہ مدرسہ نے یہ قالین ہمیں سبق پڑھانے کیلئے دیا ہے ذاتی استعمال کیلئے نہیں دیا ...

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی محتاط زندگی عطا فرمائیں آمین.... (آپ جی)

سفارش کا عجیب واقعہ

ملتان کے قریب علاقہ تونسہ میں ایک بندے کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔ قاتل حضرت خولجہ تونسوی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت مجھ سے غلطی ہو گئی ہے آپ فیصلہ کرادیں۔۔۔۔ حضرت خولجہ رحمہ اللہ مقتول کے گھر گئے پہلے دعا پڑھی پھر مقتول کے والد سے تعزیت کی۔۔۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایک کام کیلئے آیا ہوں۔۔۔ وہ قاتل میرے پاس بیٹھا ہے اور فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ یہ من کر مقتول کا والد رو پڑا اور کہا جب آپ اس کی سفارش فرما رہے ہیں تو میں اپنا بیٹا مفت میں بخش دیتا ہوں بس میں نے قاتل کو معاف کر دیا۔۔۔۔ مزید اس نے کہا حضرت آپ کے آنے پر اتنی خوشی ہوئی کہ میرے جتنے بھی بیٹے ہیں گر کیے بعد دیگرے قتل ہو جائیں تو آپ کے کہنے پر میں سارے قاتلوں کو معاف کر دوں گا۔۔۔ روتے ہوئے اس نے مزید کہا حضرت آپ ادھر سے پیغام بھجوا دیجئے۔۔۔ آنے کی زحمت نہ فرماتے۔۔۔ سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ایسی مقبولیت عطا فرما دیتے ہیں (انفع الساکین)

حفظ قرآن کا عجیب و غریب واقعہ

جید الاسد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستے سے کیا تھا اس زمانے میں اسٹیشن نہیں تھی۔۔۔۔ باد بانی جہاز تھے۔۔۔ بادبان باندھ دیا گیا تو کشتی چل رہی ہے۔۔۔ ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دیئے جس سے کشتی کھڑی ہو جاتی تھی۔۔۔۔ پانچ پانچ چھ چھ مہینے میں جدہ پہنچتے تھے۔۔۔ تو حضرت بھی باد بانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آ گیا۔۔۔ گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آ گیا اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں۔۔۔ تراویح الم ترکیف سے ہوئی تو حضرت کو بڑی غیرت آئی۔۔۔ کہ اڑ ہائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن کریم نہ سنایا جائے۔۔۔ ایک بھی حافظ نہیں۔۔۔۔ بس الم ترکیف سے سورتیں یاد ہیں۔۔۔ اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے۔۔۔ روز ایک سپارہ حفظ کرتے رات کو تراویح میں سنا دیتے۔۔۔

امریکی معاشرت کا ایک عجیب پہلو

امریکہ کی ایک ریاست میں ایک ماں نے اپنے بیٹے کے خلاف مقدمہ کیا، وہ مقدمہ اخبارات کی زینت بھی بنا اور ٹی وی پر بھی اس کی تفصیل آئی۔۔۔ ماں نے یہ مقدمہ کیا کہ میرے بیٹے نے گھر میں ایک کتابالا ہوا ہے اور روزانہ تین چار گھنٹے اس کے ساتھ گزارتا ہے، اسے نہلاتا ہے، اس کی ضروریات پوری کرتا ہے، اسے اپنے ساتھ ٹہلنے کے لیے بھی لے جاتا ہے، روزانہ سیر کرواتا اور کھلاتا پلاتا بھی خوب ہے اور میں بھی اسی گھر میں دوسرے کمرے میں رہتی ہوں، لیکن میرا بیٹا میرے کمرے میں پانچ منٹ کے لیے بھی نہیں آتا۔۔۔ اس لیے عدالت کو چاہیے کہ وہ میرے بیٹے کو روزانہ میرے کمرے میں ایک مرتباً آنے کے لیے ضرور پابند کرے۔۔۔

جب ماں نے مقدمہ کیا تو بیٹے نے بھی مقدمہ لڑنے کی تیاری کر لی۔۔۔ ماں، بیٹے دونوں نے وکیل کر لیا۔۔۔ دونوں وکیل جج کے سامنے پیش ہوئے اور کارروائی مکمل کرنے کے بعد جج نے جو فیصلہ سنایا، ملاحظہ کیجئے:

”عدالت آپکے بیٹے کو آپکے کمرے میں 5 منٹ آنے پر مجبور نہیں کر سکتی، کیونکہ ملک کا قانون ہے کہ جب اولاد 18 سال کی ہو جائے تو اسے حق حاصل ہوتا ہے کہ چاہے تو والدین کو کچھ ٹائم دے یا نہ دے۔ بالکل علیحدگی اختیار کر لے، رہی بات کہتے کی، تو کہتے کے حقوق لازم ہیں جنہیں ادا کرنا اس پر ضروری ہے۔ البتہ ماں کو کوئی تکلیف ہو تو اسے چاہیے وہ حکومت سے رابطہ کرے، وہ اسے بوڑھوں کے گھر لے جائے۔۔۔ وہ وہاں اس کی خبر گیری کر دینگے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو ایسی معاشرت سے اپنی پناہ میں رکھیں آمین (ماہنامہ ماسن اسام)

عہد فاروقی کے ایک گورنر کا عجیب واقعہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عامر بن ربیعہ کو ایک علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان کے نظام اور احوال کی تحقیق کیے لوگوں سے معلومات کروائیں۔۔۔ عام طور پر ان کی تعریف کی گئی، مگر ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی تین شکایتیں کیں۔۔۔

ایک یہ کہ یہ فجر کی نماز کے بعد اپنے گھر چلے جاتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد یہ دربار میں آتے ہیں۔ دوسری شکایت یہ پیش کی کہ یہ ہر جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد گھر چلے جاتے ہیں اور کافی دیر گھر میں گزارتے ہیں۔

تیسری شکایت یہ کہ یہ ہر روز پندرہ دن کے بعد کسی بیماری یا کسی نامعلوم سبب کی بنا پر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ ان پر غشی کے دورے پڑتے ہیں اور یہ بے ہوشی بعض اوقات کئی گھنٹوں، بلکہ نصف سے زائد دن تک رہتی ہے۔۔۔

حضرت مٹرنے انہیں طلب فرمایا اور لوگوں کے سامنے ال سے ان باتوں کی وضاحت طلب کی۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: میرا مومنین اچکھو معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں، میں تنہائی میں آپ سے بات کر لوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور حکم دیا کہ بھی اسی مجلس میں دو گوں کے سامنے ان امور کی وضاحت پیش کرو۔

چنانچہ حضرت مٹرنے میرا مومنین جہاں تک اپنی شکایت کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میری بلیہ ایک طویل عرصہ سے اتنی بیمار ہے کہ وہ ستر پر ہی ہوتی ہے، وہ ٹھننے بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ میرے گھر میں کھانے پکانے والا کوئی نہیں ہے، میں صبح خود بکری کا دودھ دوہتا اور اپنے اور اپنی بیمار بیوی کے لئے چھ مختصر کھانے کا انتظام کرتا ہوں اور اس سے فارغ ہو کر دربار میں حاضر ہوتا ہوں۔ دوسری شکایت سے متعلق وضاحت یہ ہے کہ میرا مومنین! میرے پاس پہنچنے کے لئے کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہے جو اس وقت تک نے پہنا ہوا ہے، مجھے جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد کپڑوں کے سوکھنے تک گھر میں رہنا پڑتا ہے، ظاہر ہے جب تک یہ کپڑے خشک نہ ہوں، باہر ناکھن نہیں۔۔۔

جہاں تک تیسری شکایت کا تعلق ہے تو میرا مومنین کچھ کچھ دل گزرنے کے بعد مجھے ایک واقعہ یاد آ جاتا ہے، جس کی وجہ سے مجھے یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ وہ واقعہ ضیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے کہ میں اس وقت کافر تھا، جب حضرت ضیہ رضی اللہ عنہ کو زنجیروں سے جکڑ کر تختہ دار کی طرف لایا جا رہا تھا، کفار کا ایک بہت بڑا مجمع جمع تھا، جو شاہدین سے بجا رہا تھا اور خوشی سے تانیاں پیٹ رہا تھا، اسی حال میں حضرت ضیہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، جنہیں دیکھ کر کافروں نے خوشی کا اظہار کیا اور میں بھی اس وقت انہی میں شامل تھا۔ حضرت ضیہ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت

میں لڑ کر پھانسی دے دی گئی۔ مجھے جب بھی دردناک قصہ یاد آتا ہے اور اپنا کافروں کے ساتھ مل کر خوش ہونا یاد آتا ہے تو میرے دل و دماغ کی کیفیت بدل جاتی ہے میرے ذہن پر اس کا ایسا شدید قسم کا اثر پڑتا ہے کہ پھر مجھے کچھ ہو جاتا ہے اور مجھے کوئی ہوش نہیں رہتا...

حضرت عامرؓ یہ وضاحت پیش کر چکے، مجمع میں کئی لوگوں کی آنکھیں اشک بار تھیں...
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے تربیت یافتہ شاگرد کی وضاحتیں سن کر جذباتی ہو گئے۔
 اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا جب تک عمر کو ایسے ساتھی میسر ہیں ان شاء اللہ عمر کا کام نہ ہوگا۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ جب مدرسے میں درس حدیث پاک دینے تشریف لے جاتے تو روزانہ نئے دھلے ہوئے پٹے پہنتے اور خوب عطر لگاتے۔ جس راستے سے آپ گزرتے اس راستے میں خوب خوشبو پھیلی ہوتی، چونکہ عوام الناس بھی درس سننے آتے تھے تو خوشبو سے لوگ اندازہ کر لیتے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ درس دینے کیلئے تشریف لے گئے ہیں تو وہ جلدی جلدی چلنے لگتے۔

ایک دن آپ درس کیلئے تیار ہو رہے تھے کہ کسی ریاست کا نواب آگیا جو آپ کو اپنے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا درس سے فارغ ہو کر چلیں گے تو دوران تیاری جب طالب علم نے اماری سے خالص کستوری کے عطر کی شیشی نکالی اس وقت جس کی قیمت 90 روپے تھی وہ نواب سمجھا شاید کچھ کمپاس کو لگا کر کان میں رکھیں گے... مگر طالب علم نے حسب معمول پوری شیشی ہاتھ پہ ڈال کر حضرت مدنی کے کپڑے اور بالوں اور داڑھی مبارک کو لگا دی نواب حیران ہوا۔ اس نے کہا حضرت یہ تو اتنی قیمتی ہے۔ فرمایا ہاں بھائی جس کیلئے لگاتا ہوں وہ خود انتظام کر دیتا ہے خیر نواب بھی درس میں شریک ہوا۔ درس سے فارغ ہو کر وہ موٹر میں حضرت کو لے کر روانہ ہوا۔ درس حدیث کا اس کے دل پر کوئی ایسا اثر ہوا کہ دوران سفر کہتا ہے کہ حضرت جب تک میں زندہ ہوں یہ عطر کی خدمت میرے ذمہ ہے۔ ہر ماہ تمیں شیشیاں عطر کی پیش کیا کروں گا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں! جس کیلئے لگاتا ہوں وہ خود انتظام فرما دیتے ہیں۔ آج میرے پاس یہ آخری شیشی تھی۔ سبحان اللہ۔

برکات نبوت کا عجیب واقعہ

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن طواف کعبہ اللہ میں مصروف تھے کہ ایک صاحب فضالہ بن عیسر طوح ایک ناپاک نیت لیکر طواف میں داخل ہوئے کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اچانک حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیں۔ (حاکم بدین) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر ان کے ناپاک ارادے اور خیال کا انکشاف ہو گیا۔ (حق تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کو فوراً باخبر کر دیا)۔ جب طواف کرتے کرتے فضالہ آپ کے قریب اور سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آگاہ کرتے ہوئے کہا تمہارا (ہی) نام فضالہ ہے؟ (وہ حیرت و سرت میں گرفتار ہو کر) بول اٹھے ”بے شک یا رسول اللہ! میرا ہی نام فضالہ ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ فضالہ شہنشاہ ہوئے اور بات مالتے ہوئے کہنے لگے کچھ نہیں میں تو ذکر اللہ میں مشغول تھا۔ ”رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق ان کے دلی راز کو ظاہر نہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔۔۔ (توبہ کرو اپنے ناپاک خیال اور غلط ارادہ پر) اور اس کے ساتھ ہی اپنا (نورانی اور معجزاتی) دست مبارک فضالہ کے سینہ پر رکھ دیا۔

فضالہ بیان کرتے ہیں کہ واللہ! آپ نے جس وقت اپنے دست مبارک کو میرے سینہ سے اٹھایا تو دنیا و مافیہا کی کوئی چیز میرے قلب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھی... اللہ! اللہ...

درفشانی نے تیرے نظروں کو دریا کر دیا آنکھوں کو مینا کر دیا دل کو روشن کر دیا
نستے جو خود راہ پر اور دس کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
نتیجہ یہ ہوا کہ وہی فضالہ جو (نعوذ باللہ) قتل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناپاک ارادے کیساتھ مجرم بننے کیلئے حرم شریف میں (طواف کی جھوٹی نیت لیکر) داخل ہو گئے تھے... معجزہ نبوی دیکھ کر لسان نبوت سے ادا ہوئی والے دل کش الفاظ مبارک کے طفیل چند لمحوں کی تاخیر کے بغیر اسلام کے مضبوط قلعے میں داخل ہو کر صی بیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گئے... اسیر حب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر واپس ہوتے ہیں اور صرف اسی

ایک دانشمند و بزرگ ذہنی زیارت سرور کو نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ گہرا رنگ لیکر جاتے ہیں کہ جاہلیت و کفر کے تمام روڈیلہ و بد اخلاق و عادات دم بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوٹ جاتے ہیں... یہ فیضانِ نظر ہی تھا نہ کہ کتب کی کرامت...

گھر لوٹے تو جس عورت سے ان کی شناسائی اور تعلق تھا وہ مل گئی اس نے مشغول کرنا چاہا تو بات تک سے گریز کیا اس لئے کہ وہ تمام قدیم پرانی محبت اور تقاضے نفسانی سب اللہ کے رسول کے قدموں پر نثار کر دی۔ اس کو جواب دیا تو اشعار کی زبان میں یوں خیر باد کر دیا کہ محبوبہ نے کہا کہ آؤ بات چیت کریں میں نے کہا ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام اس سے منع کرتے ہیں۔ اگر تم فتح مکہ کے دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قبیلے کو دیکھتیں جبکہ بت توڑے جا رہے تھے تو کھلی آنکھوں سے دیکھ لیتی کہ اللہ تعالیٰ کا دین واضح ہو گیا اور شرک و کفر کے چہرہ پر تاریکی چھا گئی... (علی مشکول)

اللہ! اللہ! ایک نظر حبیبِ خدا کا یہ اثر

دل میں سا گئی ہیں قیامت کی شوخیاں دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

اہل حق کا عجیب انداز نصیحت

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک ہارملتان کو دریائی سیلاب کا خطرہ ہوا... سجدہ نشین دربارِ خلیفہ بہاء الحق ملتان رحمہ اللہ نے دوستانہ تعلقات کی بناء پر مجھے اطلاع کئے بغیر شہر میں اعلان کر دیا کہ کل کو قلعہ پر مولانا خیر محمد صاحب نقلی جماعت کرائیں گے... علماء کو اس اعلان سے تشویش ہوئی اور بعض نے مجھے جانے سے منع بھی کیا کہ نفی جماعت بالخصوص اہتمام کے ساتھ احناف کے ہاں مکروہ ہے... میں نے کہا جاؤں گا ضرور کہ نہ جانے میں سجادہ صاحب کی سبکی ہے... باقی جماعت کراٹا نہ کرانا میرا اپنا فعل ہے...

چنانچہ جب سجادہ صاحب کی طرف سے کارائی تو میں چلا گیا... جا کر سجادہ صاحب سے کہا کہ مجھے آپ سے علیحدگی میں کوئی بات کرنی ہے وہ بخوشی علیحدہ ہو گئے... میں نے کہا کہ ہم حنفی ہیں... جو کام فقہ حنفی کے مطابق ہو وہ کرتے ہیں اور جو عمل رواج کے موافق اور فقہ حنفی کے خلاف ہو وہ نہیں کرتے... اس لئے ہمیں لوگ وہابی کہتے ہیں... چونکہ نقلی

جماعت کو وقفہ خفیٰ نے مکروہ کہا ہے۔۔۔ اس لئے میں معذور ہوں۔۔۔ سجادہ صاحب نے کہا کہ حضرت میری غلطی ہوئی کہ آپکو اطلاع دیئے بغیر میں نے اعلان کرادیا جس کی وجہ سے اب ہزاروں کا مجمع آیا ہوا ہے۔ میں آپکو حذفِ شرع پر مجبور نہیں کرتا مگر میری غلطی کا تذکرہ فرمادیں تاکہ میری سبکی نہ ہو۔ میں نے کہا آپ اعلان فرمادیں کہ آدھ گھنٹہ مولانا کا بیان ہوگا بعد میں نفل پڑھے جائیں گے۔ سجادہ صاحب بڑے خوش ہوئے اور اعلان کر دیا۔۔

میں نے بعد خطبہ مسنونہ کے وعظ میں یہ کہا کہ مسلمان کے دشمن دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کا وجود ہمیں نظر آتا ہے یعنی کافر دوسرے وہ جن کا وجود ہمیں نظر نہیں آتا یعنی نفس اور شیطان۔ یہ دشمن پہلے کی نسبت بڑا سخت ہے۔ اسکے ساتھ جہاد کرنے کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ظاہری دشمن یعنی کافروں کے ساتھ جہاد میں شہید ہونے والوں کے متعلق فرمایا گیا کہ تم انکو مردہ نہ کہو وہ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہیں۔ جو لوگ جہاد اکبر یعنی نفس و شیطان کے مقابلہ میں ختم ہو جائیں وہ درجہ اولیٰ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہونگے۔

سیرِ رنگاں دیں ادبِ رانندہ جہاد اکبر میں شہید ہونے والے ہیں۔ اور یقیناً اپنے مزارات کے اندر زندہ ہیں۔ محض ایک پردہ حائل سے ہم ان کے مزارات پر جا کر حذفِ شرع کام کرتے ہیں۔۔۔ اسکے مزارات کو سجدہ کرتے ہیں۔۔۔ اگر یہ پردہ حائل نہ ہوتا تو یہ ہمارے منہ پر تھپڑ مارتے۔۔

میں نے وعظ کے آخر میں کہا کہ غلطی نماز، جماعت پڑھنا ناجائز ہے۔ بزرگوں کی رو میں اس سے ناراض ہوں گی۔ نفل سب اکیس، کیسے پڑھیں۔۔۔ وعظ مل کر کر میں گے۔۔۔۔۔ سب نے خوشی خوشی اکیس اکیس نفل پڑھے بعد میں مل کر دعا کی گئی۔۔۔ اللہ پاک کا فضل ہوا خطرہ ٹل گیا۔۔۔ جو ڈرائیور مجھے مدرسہ تک پہنچانے آیا۔۔۔ اس نے کہا: حضرت! اگر کبھی کبھی اس طرح کے وعظ ہو جایا کریں تو بڑا فائدہ ہو۔۔۔ بڑی اصلاح ہو۔۔۔ آج کل کے مقررین کفر کی مشین چلانے لگ جاتے ہیں بجائے فائدہ کے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔۔۔

سجادہ صاحب نے اپنے مجمع خاص میں فرمایا ”اہل حق اور غیر اہل حق میں بے فرق ہے کہ اہل حق کو کسی قیمت پر نہیں خریدا جاسکتا اور غیر اہل حق کو ٹکدے کر چوپا ہو بیان کرالو۔۔۔ اللہ پاک ہم سب کو اہل حق کے ساتھ وابستہ رکھیں اور ہر قسم کی بدعت سے محفوظ رکھیں آمین۔ (خیر الموعظ)

اساتذہ کے احترام کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ نے تحریک ریشمی رد و مال کے دوران ارادہ فرمایا کہ اب میں حرمین شریفین جاتا ہوں....

ایک دن آپ مدرسہ میں چارپائی پر بیٹھے دھوپ میں زمین پر پاؤں رکھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے ان دنوں علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ حضرت کی عدم موجودگی میں بخاری شریف پڑھاتے تھے اس دوران ان کی نظر اپنے استاد حضرت شیخ الہند پر پڑی۔ جب دیکھ دے چکے تو طلباء سے فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر بیٹھیں۔ آپ یہ کہہ کر کہہ میں ابھی آتا ہوں اور اللہ عیث سے باہر نکل کر سیدھے حضرت کے پاس آکر ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت سے عرض کرنے لگے حضرت! آپ یہاں ہیں جب ہمیں ضرورت پڑتی ہے تو ہم آپ کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔ اب آپ نے یہاں سے ہجرت کا ارادہ فرمایا ہے۔ اس طرح تو ہم بے سایہ ہو جائیں گے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے یہ الفاظ کہے اور رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے بچوں کی طرح بلکنا شروع کر دیا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے بھی انہیں رونے دیا جب ان کے دل کی بھڑاس نکل گئی تو اس وقت شیخ الہند نے انہیں تسلی کی بات کہی اور فرمایا انور شاہ! ہم تھے تو آپ ہماری طرف رجوع کرتے تھے اور جب ہم چلے جائیں گے تو پھر لوگ علم حاصل کرنے کیلئے تمہاری طرف رجوع کیا کریں گے۔ چنانچہ شاہ صاحب کو اس طرح کی تسلی کی باتیں کر کے واپس بھیج دیا۔ جب شاہ صاحب چلے گئے تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے اپنے دل میں خیال آیا کہ ان کو تو اپنے استاد کی دعاؤں کی اتنی قدر ہے اور آج میں اتنے بڑے کام کیلئے جا رہا ہوں لیکن آج میرے سر پر تو استاد کا سایہ نہیں ہے جن کی دعائیں لیکر چلتا۔ چنانچہ یہ سوچتے ہی انکو اپنے استاد حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا خیال آیا اور طبیعت میں رقت طاری ہوئی۔ لہذا وہیں سے اٹھے اور سیدھے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے گھر گئے۔ دروازے پر دستک دی اور ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر آواز دی۔ اماں جی! میں محمود حسن ہوں۔ اگر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے جوتے گھر میں پڑے ہیں تو وہ بھجوا دیں چنانچہ اماں جی نے ان کے جوتے ان کے پاس بھیج دیئے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ

اللہ نے اپنے استاد کے جوتے اپنے سر پر رکھے اور اللہ رب العزت سے دعا کی.... اے اللہ! آج میرے استاد سر پر نہیں ہیں.... میں ان کے جوتے سر پر رکھے بیٹھا ہوں.... اے اللہ! اس نسبت کی وجہ سے تو میری حفاظت فرما لیتا اور مجھے اپنے مقصد میں کامیاب فرما دیتا....

استاذوں کی قدر اس وقت آتی ہے... جب دیکھنے کیلئے فقط ان کے جوتے باقی رہ جاتے ہیں۔
 مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کے متعلق سنا ہے کہ بار اعلیٰ دیوبند گئے تو اُن کو اُنکے استاذ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے جوتوں کی زیارت کرائی گئی تو فوراً اپنے کرتہ کے اندر دل کے ساتھ لگائے رکھا اور روتے رہے....

اللہ پاک ہمیں بھی صحیح معنی میں باادب بنائے آمین

با وضو زندگی گزارنے کی تڑپ کا عجیب واقعہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ایک صاحب کے گھر جانے کا موقع ملا، ان کے بچے گھر کے گراؤنڈ میں فٹ بال کھیل رہے تھے نئی آبادی تھی، مسجد قریب نہیں تھی، اس لئے گھر میں ہی جماعت سے نماز ادا کرنا پڑتی تھی، جب ہم نے مغرب کی نماز کیلئے اذان دی اور صفیں بنانی شروع کیں تو ہم نے دیکھا کہ جو بچے فٹ بال کھیل رہے تھے، چھوٹے بڑے سارے ہی آئے اور آکر صرف باندھ کر کھڑے ہو گئے، میں نے صاحب خانہ سے پوچھا کہ ان بچوں نے وضو نہیں کرنا؟ انہوں نے کہا کہ وضو کیا ہوا ہے، اس عاجز نے سمجھا کہ شاید انہوں نے سوچا ہوگا کہ مہمان آیا ہوا ہے نماز تو پڑھنی ہی ہے اس لئے ہم پہلے سے وضو کر کے کھلتے ہیں، لیکن نماز پڑھنے کے بعد صاحب خانہ نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں اوپر مشائخ سے یہ عمل چلتا آ رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی جب چار پانچ سال کی عمر سے بڑا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو بھی جاگتے ہوئے ہوش کی حالت میں بے وضو نہیں دیکھیں گے، آج کے دور میں بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو با وضو زندگی گزارنے کی تڑپ اور تمنا ہوتی ہے، ”کما تعیشون تموتون“ فرمایا تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی، تو با وضو زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالیٰ با وضو موت عطا فرمائیں گے.... (خطبات فقیر)

بچوں کی تربیت کا عجیب انداز

حضرت حافظ ذوالفقار احمد مدظلہ نے لکھا ہے

کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری رحمہ اللہ نے بنگال کا سفر کیا آپ کے سفر میں کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے کئی لوگوں نے توبہ پر بیعت کی جب آپ واپس گھر تشریف لائے تو چہرے پر خوشی کے آثار تھے ماں نے پوچھا معین الدین ابہت خوش نظر آتے ہو؟ کہنے لگے کہ اماں! اس لئے کہ سات لاکھ ہندوؤں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ستر لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کی اس لئے آج میرا دل بہت خوش ہے ماں نے کہا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے فرمایا مگر ماں بتائیں تو سہی کیسے؟ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جب تم پیدا ہوئے تو میں نے کبھی بھی زندگی میں تمہیں بلا وضو دودھ نہیں پلایا آج اس کی برکت ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے لاکھوں لوگوں کو کلہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمادی۔۔۔۔۔

ایک مرتبہ اخبار میں سرگودھا کی ایک عورت کا انٹرویو شائع ہوا کہ اس کے دو بیٹے تھے دونوں اپنے اپنے وقت میں فوج کے جرنیل بنے اس عورت سے کسی نے انٹرویو کیا کہ تو خوش نصیب ماں ہے کہ جس کے دونوں بیٹے ایسے شیر کہ اپنے اپنے وقت میں جرنیل بنے تیری کوں سی خاص بات ہے؟ تو نے ان کی تربیت کیسے کی؟

اس نے کہا تھا کہ میں سادہ سی مسلمان عورت ہوں مگر کسی بزرگ سے میں نے نہ تھا کہ جو عورت با وضو اپنے بچے کو دودھ پلائے گی اللہ تعالیٰ بچے کو بخت لگائیں گے میں نے دونوں بچوں کو الحمد للہ با وضو دودھ پلایا ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس عمل کے صدقے مجھے دنیا میں عزت و وقار عطا فرمایا چنانچہ جو عورتیں ایسی نیکی کو اپنائتی ہیں اللہ ان کے بچوں کو نیک بخت بناتا ہے اپنی زندگی میں خوشیاں دیکھنے کی توفیق نصیب فرماتا ہے جو عورتیں اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں آنکھوں سے دکھاتا ہے کہ دیکھ میں نے تمہیں انوارِ مرضی کی شدی اور اگر دے بھی دی تو اسے نافرمان بنادیا۔۔۔۔۔ (خطبات فقیر)

گستاخ رسول کو خدائی سزا کا عجیب واقعہ

ہلا کو خان کے دور میں منگولوں کے ایک سردار نے عیسائیت اختیار کرنے کے موقع پر ایک عظیم الشان محفل منعقد کی۔ اس موقع پر ایک عیسائی پادری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ و کلمات کہنا شروع کر دیئے۔ پاس ہی بندھا ہوا کتا اس ملعون پادری پر جھپٹ پڑا، لوگوں نے بچ بچاؤ کر دیا۔

ایک شخص نے اس پادری سے کہا کہ تم نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا اس لئے یہ کتا تم پر جھپٹ پڑا۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا نہیں یہ کتا بڑا خود دار ہے اس کی عزت نفس نے میرے ہاتھ کے یوں یوں والے اشارے دیکھ کر یہ خیال کیا کہ شاید میں اسے مارنا چاہتا ہوں یہ دیکھ کر اس نے بھونکن شروع کر دیا اور مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر اس ملعون عیسائی پادری نے دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں پہلے سے زیادہ بدگوئی شروع کر دی یہ دیکھ کر کتا اپنی رسی توڑ کر اس پر حملہ آور ہوا اور شیر کی طرح جست لگا کر اس عیسائی بد باطن کی گروں میں اپنے نوکیلے دانت گاڑ دیئے اور منٹوں میں اس خبیث گستاخ رسول کو جہنم واصل کر دیا۔ اس عجیب منظر کو دیکھ کر وہاں پر موجود چالیس ہزار منگول حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔۔۔۔۔ (در مختار ابن جر)

محترم قارئین! دیکھئے ایک کتے نے جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ الی والی) کی شان میں نازیبا الفاظ سنے تو کیا غضب ناک ہو گیا اور اس نے کس انداز میں اپنے غیرت مند ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ آج ہماری غیرت کہاں رخصت ہو گئی؟ کیا آج ہم سے ہماری ایمانی جرأت و حمیت بالکل ختم ہو گئی؟

اے امت محمدیہ! ہٹاؤ دشمنان اسلام نے میری عزت و حرمت پر ڈاکے ڈالے، مجھے خوب اذیتیں پہنچائیں تو تم نے میری عزت و آبرو حرمت و ناموس کے دفاع میں کیا کردار پیش کیا؟ لہذا ہمیں چاہئے کہ گستاخان رسول کا مکمل معاشی و سفارتی بائیکاٹ کریں۔۔۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی ام

کلثوم ابولہب کے بیٹے عقبہ کے نکاح میں تھیں.... جب قرآن کی سورۃ تبت نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دیدو ورنہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا....

چنانچہ عقبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر اس نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ہوشی کی باتیں کہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عقبہ کیلئے بددعا فرمائی کہ ”اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرما دے“۔

چنانچہ بددعا کا جو اثر ہوا اس کا قصہ حاکم نے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عقبہ ملک شام کے سفر پر گئے تھے.... راستہ میں مقام زرقاء پر ایک ماہب تھا ان کے پاس دونوں ٹھہرے ماہب نے کہا کہ یہاں دنگسے بہت رہتے ہیں تم اپنے بچاؤ کا سامان کر لیتا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ پر بددعا کی ہے اسلئے اس کو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے.... چنانچہ سارا سامان ڈانکھا کر کے خوب اونچی پر عقبہ کو سلا دیا اور سب اس پاس نگرانی کیلئے سوئے رات میں ایک شیر آیا اس نے ہر ایک کا منہ سگھ کر چھوڑ دیا اور کود کر عقبہ کا سر چبا ڈالا۔ یہ شیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پر خدا کی طرف سے آیا تھا اسلئے اس پاس والوں کو چھوڑ کر عقبہ کو ہلاک کر گیا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عقبہ کا گوشت خباثت سے بھرا ہوا تھا اس لئے اس کے گوشت کو شیر نے بھی نہ کھایا۔ شیر کے گوشت نہ کھانے سے مسموم ہوا کہ شیر کا تقرر صرف دشمن رسول سے انتقام تھا اور بس۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل اتباع سنت کی توفیق بخشیں اور ہر قسم کی گستاخی و بے ہوشی سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔ (عزنا سلام)

اکابر دیوبند کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہم اللہ اور بھی دو چار علماء حضرات منبر و محراب کا نفرنس میں شرکت کرنے کیلئے ریاض (سعودی عرب) گئے تھے.... وہاں بہت بڑا شیخ بنا تھا اور شیخ پر شاہ فیصل وہاں کے کچھ اہل علم ڈاکٹروں کے ساٹھ بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے علماء کو نیچے عوامی

نشتوں پر جگہ دی گئی تھی.... یہ حضرات حیران تھے کہ ہمیں بھی دعوت نامہ دے کر بلایا گیا ہے اور یہاں جگہ دی ہے تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نے فرمایا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں جب علم کا موقع آئے گا تو ہم لوگ سب سے آگے ہونگے.... وہاں ایک مسئلہ سجدہ تعظیم کا چل پڑا تو وہاں کے ترم اہل علم ڈاکٹروں نے تقریر کی کہ یہ کفر ہے.... حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے فرمایا کہ آپ حضرات تیار ہو جائیں ہمیں اس مسئلہ کا رد کرنا ہے تو حضرت مولانا سید یوسف بنوریؒ جو ان تھے اور حضرت کا حافظہ بھی غضب کا تھا اور عربی مادر زاد تھی حضرت نے کہا کہ میں تیار ہوں.... چنانچہ ان حضرات نے سٹیج پر ایک پرچی بھیجی کہ یہ مسئلہ اب تک غلط بیان ہو رہا ہے اور ہمیں موقع دیا جائے.... جب یہ پرچی سٹیج پر پہنچی تو شاہ فیصلؒ نے پوچھا کہ یہ حضرات کہاں بیٹھے ہیں تو کہا گیا کہ نیچے نشستوں پر تو شاہ فیصلؒ غصہ ہو گئے اور کہا کہ علماء کو تو نیچے بٹھایا ہے اور جالوں کو سٹیج پر اور فوراً ان حضرات کو ادھر سٹیج پر بلایا.... حضرت مولانا بنوریؒ نے تقریر فرمائی.... یہ وہ مجلس تھی جس میں حضرت نے تمام دنیا کو اور خاص طور پر عربوں کو اپنی عربی کالوا منوایا.... رحمۃ اللہ علیہم رحمۃً واسعۃً

ایمان افروز عجیب واقعہ

ذیل میں حضرت حکیم اامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خلیفہ ارشد حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کا ایک واقعہ دیا جاتا ہے جو ہمارے پیر بھائی محترم الحاج ظفر اللہ صاحب (پشاور) نے تحریر فرمایا ہے.... اللہ کے فضل سے بندہ کو حضرت کی خدمت میں تقریباً 10 سال قریب رہنے کا موقع ملا.... ایسے ایمان افروز بیسیوں واقعات دیکھنے میں آئے جن میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے...

لکھتے ہیں کہ عرصہ دراز تک (بندہ ظفر اللہ) کہتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے لیے ایئر کنڈیشننگ کا دوں.... ناظرین میرے الفاظ ذہن نشین رکھئے گا کہ ایئر کنڈیشننگ (لگا دوں) عرصہ پانچ سال تک میں حضرت کو کہتا رہا حضرت نے ہمیشہ یہ تحریر فرمایا....
ظفر اللہ!... الحمد للہ میرا گزارہ بہترین ہو رہا ہے طہمتان رکھیں....

ایک بار شدید گرمیوں میں میں نے اپنا اے سی بند کر دیا اور بغرض تاز حضرت والا کو تحریر کیا کہ اگر حضرت والا اے سی نہیں لگوائیں گے تو میں بھی آج سے اے سی میں لینا چھوڑ رہا ہوں اور میں نے اے سی بند کر دیا حضرت والا کا سر فراز نامسا یا، تو یہ تھا....

ظفر اللہ! ایسا نہ کریں، اپنا اے سی کھول دیں اور اطمینان رکھیں میں بڑی راحت و آرام میں ہوں، میں نے اے سی پھر چلا دیا... سال بعد گرمیوں میں میں نے پھر کہنے کا ارادہ کیا اہی تھا کہ حضرت کا والا نامسا یا جو کہ خود تحریر فرمایا تھا والا نامہ بڑی بے صبری سے کھولا تو یہ لکھا تھا ظفر اللہ! مجھے ایئر کنڈیشن بھجوا دیں اور گھر کا مکمل پتہ مکان نمبر 709 نواں شہر ملتان تحریر تھا چونکہ ہمارا کاروبار ہی الیکٹرانک فریج اے سی کا تھا فوراً کراچی کمپنی کو فون کیا کہ اس پتے پر 1-1/2 ٹن شارپ جاپان اسمبل اے سی بک کر دیں ۳ دن بعد اے سی ملتان پہنچ گیا حضرت والا کے ہاں لگا دیا گیا۔

اے سی لگنے کے تین چار ماہ بعد ملتان قد مبوسی کے لیے حاضر ہوا... حضرت والا کے ایک خادم سے میں نے پوچھا کہ ایئر کنڈیشن کیسے لگا... فرمانے لگے چلو فراغت ہوگی تو پھر تفصیل عرض کروں گا.... مجھے تو دراصل تشویش یہ تھی کہ عرصہ پانچ سال سے بار بار خصوصاً گرمیوں میں لکھتا رہا کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوا دوں اور حضرت والا نے ہمیشہ یہی لکھا کہ ظفر اللہ!... الحمد للہ خوب گزارہ ہو رہا ہے اطمینان رکھیں مجھے ہر طرح راحت و سکون ہے یا یہ تحریر فرماتے مجھے آپ کی محبت پر ناز ہے جان دیکر بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا....

اور پھر حضرت والا نے علیحدہ سے خود تحریر فرمایا کہ اے سی بھیج دیں جب کھانا وغیرہ کھا کر فرمت ہوئی تو حضرت والا کے خادم نے تفصیلاً پورا واقعہ سنایا کہ فلاں فلاں صاحب جن میں زیادہ تر عمر میں حضرت سے زیادہ تھے جمع ہوئے.... گرمی شدید تھی حضرت پیرانی صاحبہ کی آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا سب نے مشورہ کیا کہ ہم سب مل کر حضرت کے کمرے میں اے سی لگواتے ہیں....

حضرت والا کے پاس گئے اور بطور ناز عرض کیا کہ بس حضرت... آپ نے ہمیں کچھ

نہیں کہتا ہم نے فیصلہ کر لیا ہے ہم کل اسے لے کر گلوادیں گے ان سب حضرات کا تعلق اصلاحی بھی حضرت والا سے تھا... حضرت پر عجیب حالت طاری ہو گئی اور فرمایا میں آپ لوگوں کی محبت سے مغلوب ہو گیا مگر ایک بات ہے کہ سب سے پہلے ظفر اللہ نے مجھے کہا تھا کہ میں اسے لگوادوں گا لہذا اسے پہنچے گا تو اس کی دل شکنی ہوگی بس پہلے اس کا حق بتا ہے اس طرح آپ کا اسے مل گیا....

اب اصل بات سنئے جو سنانا چاہتا ہوں میرے سابقہ جملوں پر (کہ میں ہمیشہ ہی لکھتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں اسے لگوادوں) اسے سی گئے کے دو سال بعد میرے حضرت والا اللہ کو پیارے ہو گئے میں بھی ملتان حاضر ہوا حضرت والا کے برخوردار محترم ظریف بھائی نے فرمایا بھائی ظفر اللہ! ابی جان آپ کو بلا رہی ہیں میں فوراً حاضر ہوا پردے میں دروازے کے پیچھے تھیں میں نے سلام پیش کیا گھر والوں کی خیریت معلوم کی پھر فرمانے لگیں آپ کے لیے حضرت کی ایک وصیت ہے وہ آپ کو دینا چاہتی ہوں اور کاغذ کا لفاظہ دروازے سے باہر کیا اور فرمانے لگیں یہ پڑھ لیں۔ میں نے خوشی خوشی کھولا کہ شاید وہ خطوط مبارک ہوں گے جو حضرت والا نے مجھے فرمایا تھا کہ دس عدد خطوط مبارک حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے میری وفات کے بعد آپ کو دے دیئے جائیں گے لفاظہ کھولتے اور پڑھتے ہی میرے ہوش ٹھکانے نہ رہے میری چیخیں نکل گئیں حضرت نے یہ لکھا تھا۔

چونکہ ظفر اللہ نے ہمیشہ مجھے یہ لکھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوادوں اس نے مجھے یہہ یاد دہانی نہیں کیا لہذا یہ اس کی امانت لگی ہے میرے مرنے کے بعد گھر والوں کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کو استعمال کریں ظفر اللہ کو واپس کر دیا جائے.... میرے خط کی قوثو کا پی وصیت نامے کیساتھ لگا رکھی تھی....

آخر لے لیا اور دوبارہ حضرت پیرانی صاحبہ کی خدمت میں انتہائی لجاجت کر کے ہدیہ کے طور پر دیدیا... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا تقویٰ نصیب فرمائے آمین (جمادی ۹۵)

امام شافعی کا عجیب علمی سفر

اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر امام محمد بن اور یس شافعی رحمہ اللہ اپنے طائفات میں بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو مسجد نبوی میں امام مالک دکھائی دیئے ایک چادر کا تہہ بند باندھے ہوئے تھے دوسری چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بلند آواز میں حدیث روایت کر رہے تھے۔ میں نے جلدی سے ایک تنکا اٹھالیا... وہ جب کوئی حدیث سننے تو میں اسی تنکے کو اپنے لعاب دہن میں تر کر کے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا امام مالک میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے مگر مجھے خبر نہ تھی آخر مجلس ختم ہو گئی اور امام مالک دیکھنے لگے کہ سب کی طرح میں بھی اٹھ جاتا ہوں یا نہیں؟ میں بیٹھ ہی رہا تو انہوں نے مجھے اشارے سے بلایا میں قریب پہنچا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے۔۔۔

پھر فرمایا: "تم حرم کے رہنے والے ہو؟" "میں نے کہا" جی ہاں" فرمایا۔ "سب اوصاف پورے ہیں مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سنارہا تھا اور تم تنکا لیے اپنے ہاتھ سے کھیل رہے تھے" میں نے جواب دیا: "کاند پاس نہیں تھا اس لیے جو کچھ آپ سے سنا تھا اسے ہتھیلی پر لکھتا چاتا تھا..."

اس پر امام مالک نے ہاتھ بھینچ کر دیکھا اور فرمایا: "ہاتھ پر تو کچھ بھی نہیں لکھا" میں نے عرض کیا "ہاتھ پر لعاب باقی نہیں رہتی لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی ہیں مجھے سب یاد ہو چکی ہیں..." امام مالک کو جب ہوا کہ سب نہیں ایک ہی حدیث مجھے سنا دو... میں نے فوراً کہا "ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمرؓ کے واسطے سے اس قبر کے مکین سے روایت کیا ہے..." اور امام مالک ہی کی طرح میں نے ہاتھ پھیلا کر قبر شریف کی طرف اشارہ کیا پھر وہ پوری پچیس حدیثیں سنائیں جو انہوں نے اپنے جینے کے وقت سے مجلس کے حاتمے تک سنائی تھیں۔۔۔

میں امام مالک کے یہاں آٹھ مہینے رہا پوری موطا حفظ ہو گئی... مجھ میں اور امام مالک میں اس قدر محبت اور بے تکلفی پیدا ہو گئی تھی کہ انجان دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون ہے۔۔۔

حصول علم کیلئے کوفہ کا سفر

حج کے بعد مجھے ایک نوجوان دکھائی دیا صاف سقرے پکڑے پہنے کھڑا تھا.... اس کی نماز بھی اچھی تھی.... میں نے نام پوچھا اس نے بتا دیا... معلوم ہوا کہ وہ کوفہ کا باشندہ ہے.... میں نے کہا ”کوفہ میں کتاب و سنت کا عالم و مفتی کون ہے؟“

اس نے جواب دیا ”ابو یوسف اور محمد بن حسن جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں....“ یہ سن کر میرے دل میں عراق جانے کا شوق پیدا ہوا.... امام مالکؒ کے پاس آیا اور ان کا عندیہ معلوم کیا.... انہوں نے حصول علم کے لیے میری ہمت افزائی کی اور زاہد سفر کا انتظام کر کے مجھے رخصت کرنے کے لیے علی الصبح بیچ تک آئے ...

شہر کوفہ علم کا گہوارہ

چوبیس دن میں ہم کوفہ پہنچے.... (کوفہ کو جب فتح کیا گیا اس کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے آباد کیا گیا اور یہاں پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور مفتی بنا کر بھیجا اور عرصہ دس سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فیض سے لوگوں کو مستفید ہونے کا شرف بخش حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی یہاں کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی ان دونوں حضرات سے لوگوں نے خوب علمی فائدہ اٹھایا اور یہ کہنا بجا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منتقل ہو گیا تھا اور ان چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منتقل ہوا ہے....

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ جو مشہور تابعین اس مرکز سے وابستہ رہے ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے) وہاں مسجد میں عصر کے وقت محمد بن حسن اور ابو یوسفؒ سے ملاقات ہوئی.... میری باتوں سے ان کو گمان ہوا.... پوچھنے لگے کہ ”امام مالکؒ کو تم نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ”جی ہاں“ امام مالکؒ ہی کے پاس سے آ رہا ہوں....“ سوال کیا: ”موطا دیکھی ہے؟ میں نے کہا موطا حفظ بھی کر چکا ہوں....“

محمد بن حسنؒ اس پر متعجب ہوئے اسی وقت لکھنے کا سامان طلب کیا اور ابواب فقہ کا ایک ایک مسئلہ لکھا ہر دو مسئلوں کے درمیان خامی جگہ سادہ چھوڑی اور کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا ان مسائل کا جواب موطا سے لکھ دو میں نے سب مسئلوں کے جواب لکھے اور کاغذ امام محمد بن حسنؒ کے سامنے رکھ دیا اس کے بعد امام محمد بن حسنؒ نے مجھے خادم کے ہمراہ اپنے گھر بھیجا۔۔۔

امام محمد رحمہ اللہ کی سخاوت

کچھ دیر بعد امام محمدؒ بھی گھر پر آ گئے۔۔۔ انہوں نے ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانہ سے امام ابو حنیفہؒ کی تالیف ”کتاب الادب“ نکال کر دی۔۔۔ الٹ پلٹ کے دیکھی اور رات کو اسے حفظ کرنا شروع کر دیا۔۔۔ صبح ہونے سے پہلے پوری کتاب حفظ ہو گئی۔۔۔ کچھ دنوں بعد میں نے امام محمدؒ سے سفر کی اجازت چاہی انہوں نے فرمایا: ”میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔ میرے پاس جو مال و دولت موجود ہے۔۔۔ اس میں آدھا تم لے لو“ اس کے بعد انہوں نے اپنے صندوق کی ساری نقدی منگوائی۔۔۔ تین ہزار درہم نکلے وہ میرے حوالے کر دیئے اور میں بلاد فارس و عراق کی سیاحت کرنے لگا۔۔۔ اب مجھے تین برس اور ہو چکے تھے اسی اثنا میں حاجی جاز سے لوٹے مجھے ایک نو جوان ملا۔۔۔ میں جا کر اس سے امام مالکؒ اور جاز کے بارے میں پوچھنے لگا۔ اس نے کہا: ”امام مالکؒ تندرست ہیں اور بہت دولت مند ہو گئے ہیں“ یہ سن کر شوق ہوا کہ امام صاحب کو غربت میں دیکھ چکا ہوں اور اب دولت مندی میں بھی ان کو دیکھنا چاہیے میں نے سفر کی تیاری کی۔۔۔

دو بارہ مدینہ منورہ میں

ستائیسویں (27) دن مدینہ منورہ پہنچا، مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے۔۔۔ کرسی پر قباطی مصر کا تکیہ بٹھا ہوا ہے اور کرسی پر لکھا ہے۔۔۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔

میں ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ امام مالک بن انسؒ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔۔۔ پوری مسجد عطر سے مہک اٹھی ان کے ساتھ چار سو (400) یا اس سے بھی زیادہ مجمع تھا اپنی مجلس میں

بچے تو بیٹھے ہوئے سب آدمی کھڑے ہو گئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنے شاگردوں کے سامنے جراح عمدہ کا ایک مسئلہ پیش کیا۔ میں نے اپنے بغل کے ایک جال آدمی کو اس کا جواب سکھا دیا اس نے بلند آواز میں جواب بنا دیا۔ دوسرے شاگردوں کے جوابات غلط تھے دو تین بار بھی صورت پیش آئی۔ جب امام صاحب اس جال کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”یہاں آؤ“ وہ جگہ تمہاری نہیں ہے۔ اس شخص نے صاف بتا دیا کہ میری بغل میں ایک نوجوان بیٹھا ہے وہی مجھے یہ جوابات بتا رہا تھا۔ اب تو امام صاحب نے میری طرف گردن اٹھائی اور قریب بلایا۔ میں حاضر ہوا تو غور سے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

”شافی ہو؟“ میں نے کہا: ”ہاں“ فرمایا: ”علم کا جواب ہم شروع کر چکے ہیں اسے تم پورا کرو“ میں نے تعمیل کی جراح عمدہ کے چار سو مسئلے پیش کیے مگر کوئی شخص جواب نہ دے سکا۔ امام صاحب نے میری پیٹھ پر ہتھی دیتے ہوئے تحسین کی۔۔۔

امام مالک رحمہ اللہ کی مثالی سخاوت

صبح نماز فجر ادا کر کے ہم مسجد سے نکلے تو میرا ہاتھ امام مالک کے ہاتھ میں تھا اور دروازے پر خراسانی گھوڑے اور مصری نچر کھڑے تھے۔ میرے منہ سے نکل گیا: ”ایسے خوبصورت گھوڑے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔۔۔“ امام صاحب نے جواب دیا کہ: ”یہ ساری سواریاں بھی تمہارے لیے ہدیہ ہیں۔۔۔“ میں نے عرض کیا: ”کم از کم ایک جانور تو اپنے لیے رکھ لیجئے۔۔۔“ اس پر امام مالک نے جواب دیا: ”مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو اپنے گھوڑوں کی پاپوں سے رو بہ داؤں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔۔۔“ تین دن بعد مکہ کو روانہ ہو گیا۔ مگر اس حال میں کہ خدا کی بخشش ہوئی خبر ویرکت اور مال و متاع کے بوجھ آگے آگے جا رہے تھے۔۔۔

عظیم ہاں: حدود حرم کے قریب والدہ کرمہ چند عورتوں کے ساتھ ملیں۔۔۔ انہوں نے مجھے گلے سے لگالیا۔ میں نے آگے بڑھنا چاہا۔ والدہ کہنے لگیں: ”کہاں؟“ میں نے کہا: ”گھر چلیں۔۔۔“

بولیں: ”ہائے افسوس! کل تو مکہ کرمہ سے فقیروں کی صورت میں گیا تھا اور آج امیرین کے لوٹا ہے تاکہ اپنے چچیرے بھائی بندوں پر گھمنڈ کرے؟“ میں نے

کہا۔ ”پھر کیا کروں؟“ کہنے لگیں۔ ”مٹادی کرادے کہ بھوکے آئیں اور کھائیں، پیدل آئیں اور سواری لے جائیں، ننگے آئیں اور کپڑا لیں.... اس طرح دنیا میں بھی تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت کا اجر بھی محفوظ رہے گا....“ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی.... یہ خبر امام مالکؒ نے بھی سنی اور کہلا بھیجا جتنا دے چکا ہوں.... اتنا ہی ہر سال بھیجتا رہوں گا.... چنانچہ گیارہ سال انہوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا.... رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ (بفکر یہ ماہنامہ معلم کراچی) (۶۷، ۶۸، ۶۹)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عجیب حافظہ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کو انگریزوں نے ۱۳۶۲ھ میں گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغول نہیں تھا قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دو لاکھ یاد کیا اور روز اسے تراویح میں پڑھا کرتے تھے.... تو مولانا کی عمر ۷۵، ۷۶ سال کی تھی.... اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے.... مگر یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے کہ جو اس کی طرف متوجہ ہو وہ خود اس کے قلب کے اندر آ جاتا ہے، خوب جانتائی کرے تو وہ ایک طرف ہو جاتا ہے.... (در خطبات حکیم الاسلام)

مادر زاد حافظہ لڑکی

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیر یہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں تھی اس نے کہا یہ لڑکی حافظہ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی چنانچہ رنگون میں بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا تو جیسا کہ تھا دیکھا گیا رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت سنا انعام دیا اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی میں نے اس سے کہا اسکو آمدنی کا ذریعہ مت بناؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا.... اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہو گیا ہے.... (مکملہ سارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۳ ص ۴۴۸)

امام محمد رحمہ اللہ

جب امام محمد بن الحسن الشیبانی (جو امام ابوحنیفہ کے مایہ ناز شاگرد اور امام مجتہد ہیں) سن تیز کو پہنچے تو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور اسکا جتنا حصہ ممکن ہوا حفظ کر لیا اور حدیث اور ادب کے اسباق میں حاضر ہونے لگے پس جب امام محمد چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تاکہ ان سے ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کریں جو ان کو پیش آیا.... پس انہوں نے امام صاحب سے اس طرح سوال فرمایا آپ اس لڑکے کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس رات بالغ ہوا کیا وہ عشاء کی نماز لوٹائے؟

فرمایا ہاں! امام محمد اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے اٹھائے اور مسجد کے ایک کونہ میں عشاء کی نماز لوٹائی (اور یہ سب سے پہلا مسئلہ تھا جو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے سیکھا....) جب امام ابوحنیفہؒ نے ان کو نماز لوٹاتے دیکھا تو اس پر تعجب کا، ٹھہر گیا اور فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور ایسے ہی ہوا جیسا انہوں نے ارشاد فرمایا تھا.... کہ اللہ تعالیٰ نے امام محمد کے دل میں اپنے دین کی فتنہ کی محبت ڈال دی جب سے انہوں نے مجلس فقہ کا جلال ملاحظہ فرمایا تھا۔ پھر امام محمد فقہ حاصل کرنے کے ارادے سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تشریف لائے

تو امام ابوحنیفہؒ نے ارشاد فرمایا قرآن کریم از بر یاد ہے یا نہیں.... امام محمد نے عرض کیا نہیں... فرمایا کہ پہلے قرآن حفظ کرو پھر تحصیل فقہ کے لیے آنا پس امام محمد چلے گئے اور سات دن تک عائب رہے پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے پورا قرآن از بر یاد کر لیا ہے.... (آپ نے امتحاناً متعدد مقامات سے سن کر حفظ قرآن کی تسلی فرمائی اور امام محمد کو اپنے درس فقہ میں داخل فرمایا) اس کے بعد سے امام صاحب کی مستقل طور پر محبت اختیار کی اور اسلام میں عظیم مجتہد بنے.... (بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی ص ۵)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

بعض حاسدوں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی سخت مار پیٹ کی، خلیفہ وقت مزا دینا چاہتا تھا، آپ نے سواری پر سوار ہو کر شہر میں اعلان کیا، میں نے ان سب کو معاف کیا، کسی کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔

زبیدہ خاتون کی سوباندریاں

ابن خلکان نے بیان کیا کہ زبیدہ خاتون اہلیہ خلیفہ ہارون رشید کی سوباندریاں تھیں، سب کی سب پورے قرآن کریم کی حافظہ تھیں۔۔۔ ان کے ملاوہ بعض باندیوں کو کچھ کچھ حصہ حفظ تھا۔۔۔ اور بعض باندیاں ان پڑھ بھی تھیں۔۔۔ شاہی محل میں حافظہ باندیوں کی تلاوت کی آواز شہد کی کھسی کی بھنک کی طرح سنائی دیا کرتی تھی۔۔۔ اور ہر باندی روزانہ تین پارے یا قاعدگی سے تلاوت کرتی تھی۔۔۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۸۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے ”مثالی خواتین“

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہت بڑے تاجر فقہ حنفی کے بانی، سینکڑوں تلامذہ کے استاد اور ہزاروں انسانوں کے مرجع تھے لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان کی عبادت اور عمل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔۔۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی پارہ نہیں دیکھا۔۔۔ اسد بن عمر کا قول ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔۔۔ ان کے گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے جس مقام پر وفات پائی وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کئے تھے۔۔۔ (تذہنات)

امام شافعی رحمہ اللہ کی متاثر کن تلاوت

امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور بزرگ حضرت ربیع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ روزانہ ایک قرآن پاک رات میں تلاوت فرمالیا کرتے تھے اور آپ کی تلاوت اتنی متاثر کن ہوتی تھی کہ سننے والے اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔۔۔ ابن نصر کہتے ہیں کہ جب کبھی ہم (اپنی قلبی قساوت دور کرنے کے لئے) رونا چاہتے تھے تو آپس میں کہتے تھے کہ چلو اس نوجوان (امام شافعی) کے پاس چلتے ہیں۔۔۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے تلاوت کی درخواست کرتے جب آپ تلاوت شروع فرماتے اس وقت ہم لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ ان کے سامنے گرے جاتے تھے اور رونے کی آواز بلند ہونے لگتی تھی۔۔۔ امام صاحب ہمارا یہ حال دیکھ کر تلاوت سے رک جاتے تھے۔۔۔ (تذہنات)

مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ کی خشیت کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”احیاء دارالعلوم میں بیٹے ہوئے دن“ میں اپنے اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے ان اساتذہ میں حضرت مفتی عزیز الرحمن قدس سرہ بھی شامل ہیں ان کی تلاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں....

”وہ قرآن کے حافظ تھے میں نے سنا ہے کہ مغرب کے بعد اواہین والی نماز میں آٹھ پارے روزانہ پڑھنے کے ملتزم تھے اپنی مسجد میں امامت خود کرتے تھے ان کی قرأت پر ایک سیدھے سادے ہندوستان کے قصبائی مسلمان کے لب و لہجہ کا رنگ غالب تھا اگرچہ اصولاً تجوید کے ہر قاعدے کی پوری رعایت کی جاتی تھی بلکہ شاید تجویدی اصولوں کے مطابق قرأت کی عادت ہو گئی تھی لیکن مصنوعی قرأت سے دور کا سروکار بھی ان کی یہ قرأت نہیں رکھتی تھی.... کبھی کبھی کسی کسی وقت کی نماز پڑھ لینے کی سعادت اس کو بر بخت کو بھی اللہ کے اس ولی کے پیچھے میسر آ جاتی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا شبیر احمد (عثمانی) مرحوم پر صوفیانہ مشغل کا غلبہ تھا مفتی صاحب کی مسجد کے حجرے میں وہ چلہ کش تھے فقیر بھی تراویح کے وقت حاضر ہو جاتا اور چند ٹوٹے پھوٹے سننے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ایسا کیوں کرتا تھا نہ قرأت ہی میں کان کو کوئی خاص لذت ملتی تھی نہ کچھ اور تھا لیکن دل یہی کہتا تھا کہ شید زندقہ میں پھر ایسے سیدھے سادے لہجے میں قرآن سننے کا موقع نہ ملے گا اور دل کا یہ فیصلہ صحیح تھا نرہ زیوں میں مولانا شبیر احمد بھی شریک دہتے تھے اسی زمانے میں ایک دفعہ جو واقعہ پیش آیا اب بھی جب اسے سوچتا ہوں تو روئے گئے کھڑے ہو جاتے ہیں دس کاٹنے لگتا ہے.... مفتی صاحب قبلہ حسب دستور ہی اپنی نرم نرم سب رو آواز میں قرآن پڑھتے چلے جاتے تھے اسی سلسلہ میں قرآنی آیت....

وہو زواللہ الواحد القہار

”اور لوگ کھل کر اللہ کے سامنے آگئے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے“....

پر پہنچے نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب خود کس حال میں تھے کان میں قرآن کے یہ الفاظ پہنچے اور کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کائنات کا سارا حجاب سامنے سے اچانک ہٹ گیا اور انسانیت کھل

کراپنے وجود کے آخری سرچشمے کے سامنے کھڑی ہے گویا جو کچھ قرآن میں کہا گیا تھا محسوس ہوا کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہے اپنے آپ کو اس حال میں پارہا تھا۔ شاید خیال یہی تھا کہ غالباً میرا یہ ذاتی حال ہے مگر پتہ چلا کہ میرے غل بغل جو نمازی کھڑے ہوئے تھے ان پر بھی کچھ اسی قسم کی کیفیت طاری تھی مولانا شبیر احمد کی بے ساختہ چیخ نکل پڑی۔۔۔ یاد آ رہا ہے کہ چیخ کر غالباً وہ تو گر پڑے دوسرے نمازی بھی لرزہ برآمد نام تھے چیخ و پکار کا ہنگامہ ان میں بھی برپا تھا لیکن مفتی صاحب کو وہ وقار بنے ہوئے امام کی جگہ اسی طرح کھڑے تھے جدید کیفیت ان پر جو تھی وہ صرف یہی تھی کہ خلاف دستور بار بار اس آیت کو مسلسل دہراتے چلے جاتے تھے جیسے دہراتے نمازیوں کی حالت غیر ہوتی تھی آخر صف درہم برہم ہو گئی کوئی ادھر گر رہا ہو تو کوئی ادھر پڑا ہوا تھا آہ آہ کی آواز مولانا شبیر احمد کی زبان سے نکل رہی تھی صف پر ایک طرف وہ بھی پڑے ہوئے تھے۔۔۔ کچھ دیر کے بعد لوگ اپنے آپ میں دیس ہوئے تازہ وضو کر کے پھر نئے سرے سے صف میں شریک ہوئے جہاں تک خیال آتا ہے مفتی صاحب وارد گیر چیخ و پکار صمیمہ اور نعرہ کے ان تمام ہنگاموں میں اپنی جگہ کھڑے ہوئے اس آیت کریمہ کی تلاوت میں مشغول رہے جب دوبارہ صف بندی ہوئی تب پھر آگے بڑھے۔۔۔ (امداد اعظم ص ۱۹۰)

امام شافعی رحمہ اللہ

امام شافعی نے ایک ماہ میں قرآن حفظ کیا اور ہر روز ایک ختم کرتے تھے نیز رات کو تراویح میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے۔۔۔ (ظفر المصطفیٰ، حوالہ المعنفین ص ۲۸۵)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ

جب میں حجر پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے تو سورہ مریم ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو تحیر کر دیا۔ صرف نو سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے۔۔۔ ۷۸۳ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد حرام میں تراویح میں پورا کلام مجید سنایا۔۔۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اسی سال لوگوں کو تراویح پڑھائی۔ (ظفر المصطفیٰ ص ۱۷۱ تا ۱۷۲)

حضرت قاری رحیم بخش قدس سرہ کے دادا کا عجیب واقعہ

مجدد القراءات حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہ کے دادا کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے کنوئیں پر سویا کرتے تھے... اور رات کو سوتے سوتے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہتے تھے... کئی بار چور تیل وغیرہ چوری کرنے کے لیے آئے مگر جب حافظ جی کو تلاوت قرآن کرتے سنتے تو لوٹ جاتے... کہ حافظ صاحب تو جاگ رہے ہیں... کئی دن ایسے گزر گئے تو ایک روز چوروں کے وقت حافظ جی کے پاس آئے اور کہا۔

حافظ جی! آپ ساری رات قرآن پڑھتے رہتے ہیں... سوتے نہیں ہیں۔ آخر آپ کس وقت سوتے ہیں؟ حافظ جی نے پوچھا بات کیا ہے... کہنے لگے ہم کئی دفعہ چوری کرنے آئے مگر آپ کو بیدار پا کر باز رہتے رہے... حافظ رحم علی صاحب فرمانے لگے کہ بھائی اب تک تو میں سویا کرتا تھا اور سونے ہی کی حالت میں تلاوت کیا کرتا تھا البتہ بے عمل واقعہ معلوم ہو جانے کے بعد نہیں سویا کروں گا... اور جاگتا رہا کروں گا..

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سحر آفریں تلاوت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا آپ کو سناؤں اور آپ پر ہی تو، تارا گیا ہے؟ فرمایا گیا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ قرآن پاک اپنے علاوہ اور کسی سے سنوں تو میں نے سورۃ نساء شروع کر دی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچا فَكَفَّ إِذَا جُتِبَ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ جُنَّا بَكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے) تو آپ نے فرمایا بس کرو، میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے... (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عجیب تلاوت

حضرت قاضی مجاہد الحسنی رحمہ اللہ نے لکھا ہے

”آپ خطاب عام کے لئے کھڑے ہوئے، مجمع گوش برآواز قضا میں لحن جازی رقص کرنے لگا سامعین نے دل تمام لئے، شجر و حجر نے سرگوشیاں چھوڑ دیں اور کائنات دم بخود ہو گئی۔ مکہ کے پہاڑوں، مدینہ کی گلیوں اور طائف کے بازاروں کا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا! چند منٹ اور بعض دفعہ نصف گھنٹہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد شاہ جی جب ”صدق اللہ“ کہہ کر سحر طرازیوں کا سلسلہ ختم کرتے تو سامعین کے دل و دماغ پر کیف و مستی چھا گئی ہوتی اور یوں محسوس ہوتا کہ آسمان سے حور و ملائکہ مجمع پر رحمتوں کے پھول برسا کر جلسہ گاہ کو مشام جان بنا گئے ہیں اور آب کوثر سے ہر آنکھ پر نعم کر گئے ہیں سامعین کا جی چاہتا کہ شاہ جی آج صرف قرآن پڑھ کر ہی سناتے رہیں۔۔۔ یہ اشتیاق اور تقاضا صرف مسلم سامعین کا نہ ہوتا بلکہ غیر مسلموں کی بھی یہی کیفیت ہوتی۔۔۔ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندو کا بیان ہے کہ میں دور دراز کا سفر کر کے صرف شاہ جی کی تلاوت قرآن سننے کے لئے مختلف جلسوں میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کیا کرتا تھا۔۔۔

قرآن حکیم کے بارے میں کبھی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ کسی بڑے جادوگر کی سحر طرازی ہے، نعوذ باللہ بیسویں صدی میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تلاوت قرآن سن کر کہا جاسکتا ہے۔۔۔ ان هذا الا ساحر عظیم

یہ ایک بہت بڑا جادوگر ہے (امیر شریعت نبراہن نامہ نقیب ختم نبوت ص ۱۸۲)

تعلیم اعتدال کا عجیب واقعہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو نماز تہجد میں بہت پست آواز سے قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔۔۔ صبح کو جب یہ

دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں اکٹھے ہوئے تو فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ! میں رات آپ کے پاس سے گزرا تب آپ بہت پست آواز سے تہجد میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس ذات کو سنارہ تھا جس سے میں شرف مناجات و ہم کلامی حاصل کر رہا تھا (اور وہ ذات آہستہ آواز کو بھی سنتی ہے) عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا! میں آپ کے پاس سے گزرا تھا تو آپ بہت بلند آواز سے نماز میں تلاوت کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اونگھنے والے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دفعہ کر رہا تھا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ تو اپنی آواز تھوڑی بلند کر دو اور عمر رضی اللہ عنہ! تم اپنی آواز قدرے پست کر دو.... (ابوداؤد ترمذی)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۶ھ میں اسلام لائے آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے... وہ یہ کہ ایک روز کفار کی مجلس منعقد ہوئی جس میں یہ سوال اٹھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کون قتل کر سکتا ہے؟ عمر نے کہا کہ یہ کام میں انجیم دوں گا یہ کہہ کر نکواری اٹھ لی اور چل دیئے... راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے... دریافت کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کے ہاں جا رہے ہو... کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کی فکر میں ہوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنو ہاشم بنو زہرہ بنو عبد مناف تم کو اس کے بدلہ میں قتل کر دیں گے اس جملہ کو سن کر غصا آ گیا... اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بدین یعنی مسلمان ہے آپ پہلے تجھ کو ختم کر دوں... یہ کہہ کر نکواری کھینچ لی... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہوں نکواری نکالی... ایک دوسرے پر حملہ ہونے لگی کہ حضرت سعد بولے عمر پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو... تیری بہن اور بہنوں کی دونوں اسلام قبول کر چکے... یہ سن کر طیش میں آ گئے اور فوراً اپنی بہن کے گھر گئے دیکھا کواڑ

بند ہیں۔۔۔ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے ہیں۔۔۔
 آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو مکان ہی میں چھپ گئے۔۔۔ وہ صحیفہ جس پر آیت
 قرآنی لکھی ہوئی تھیں جلدی میں باہر رہ گیا۔۔۔ بہن نے کواڑ کھولے اس وقت حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے پوری قوت سے بہن کے سر پر سے مارا خون بہنے لگا
 فرمایا۔۔۔ اپنی جان کی دشمن تو بھی بد دین ہو گئی۔۔۔ اندر گھر میں آ کر دریافت کیا کر رہے
 تھے۔۔۔ یہ آواز کیسی تھی؟ کس کی تھی؟ بہنوئی نے کہا آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔۔۔ فرمایا
 اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا۔۔۔ بہنوئی نے کہا اگر وہ دین برحق ہو تو کیا حرج
 ہے۔۔۔ یہ سننا تھا کہ ان پر بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا۔۔۔ بہن نے آگے
 بڑھ کر بچانے کی کوشش کی تو اس کے منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ خون نکل آیا یہ بھی آخر کار عمر
 کی بہن تھی۔۔۔ کہنے لگی عمر کیا ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم اسلام لے آئے۔۔۔ یقیناً ہم
 اسلام لے آئے جو تم سے ہو سکے وہ کر لو۔۔۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس صحیفہ
 قرآن پر پڑ گئی جو باہر ہی رکھا تھا۔۔۔ کہنے لگے مجھے بھی دکھاؤ اس میں کیا لکھا ہے۔۔۔ بہن نے
 کہا تم ناپاک ہو اور ناپاک آدمی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت
 اصرار کیا مگر بہن نے بغیر وضو اور غسل کے وہ صحیفہ ہاتھ میں نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے غسل کیا اور صحیفہ اٹھایا تو اس میں سورۃ ملکہ لکھی ہوئی تھی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا
 فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ۔۔۔ تک پڑھا کہ حالت بدل گئی فرمانے لگے مجھے بھی
 دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔۔۔ چوبیس بات سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر
 سے نکلے اور فرمایا اے عمر کل شب پنجشنبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی
 اے اللہ! عمر اور ابو جہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس کو اسلام کی توفیق عطا فرما۔۔۔ یہاں معلوم
 ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا آپ کے حق میں قبول ہو گئی۔۔۔ اس کے بعد
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربار نبوی میں پہنچے اور جمعہ کے دن صبح کو اسلام لائے۔ حضرت عبد
 اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمر کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی۔۔۔ اور
 ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی۔۔۔ اور ان کی خلافت رحمت۔۔۔ (تاریخ مشائخ ہشت)

قسم پوری کرنے کا عجیب واقعہ

امام شافعی کے زمانے میں ایک شخص کے بولانا نہیں ہوتی تھی، بڑی عمر میں جا کر لڑکی پیدا ہوئی فرط سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اسے دونوں جہاں کی دولت دوں گا۔ کہنے کو تو کہہ دیا مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوا کہ میں کیا اور میری ہستی کیا ہو جہاں کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہوں، ایسی پریشانی میں ہر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں کیا کروں اور کس طرح اپنی قسم سے بری ہو سکتا ہوں لیکن کہیں سے جواب نہ ملا، جب امام شافعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سن کر فرمایا کہ تیری قسم کا نہایت اہل علاج ہے۔ اسے شخص اپنی دختر کو قرآن مجید کی تعلیم دے پھر خفست کے وقت قرآن مجید اس کی بغل میں دے کر وداع کر دے قسم ہے اللہ کی اتونے دونوں جہاں کی دولت اپنی بیٹی کو جینے میں دی اور تو قسم سے بری ہوا۔ (حسن المواعظ)

امام شاطبی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

امام ابو القاسم شاطبی فجر کی نماز کے بعد جب طلبہ کو پڑھانے کے لیے مینٹے تو طلبہ آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے۔ پس آپ انتظام کے پیش نظر یہ امر فرما دیا کرتے "مَنْ جَاءَ أَوَّلًا فَلْيُفْرَأْ" پس جو پہلے آئے وہی پہلے پڑھے اور آپ اسی ترتیب سے سب کو پڑھاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حسب دستور ایک طالب علم (جو پہلے آیا تھا) پڑھنے کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے جلدی سے فرمایا "مَنْ جَاءَ ثَانِيًا فَلْيُفْرَأْ" جو دوسرے نمبر پر آیا ہے وہ پڑھے چنانچہ اس نے پڑھنا شروع کیا اور پہلا متفکر ہو، کہ مجھ سے ایسا کونسا گناہ سرزد ہوا ہے کہ اس کی پاداش میں مجھے سبق سے محروم کیا جا رہا ہے! فوراً اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس رات میں یہ جیسی ہو گیا تھا اور اپنی باری کے حرم میں بلا غسل کیسے آ گیا تھا ہونہ ہو حضرت نے اسی وجہ سے مجھے سوخا فرمایا چنانچہ اس طالب علم نے قریب دانے حمام میں غسل کیا اور دوسرے نمبر پر آنے والے طالب علم کے فارغ ہونے سے پیشتر ہی واپس آ کر خاموشی کے ساتھ بیٹھ گیا حضرت شیخ نے اس سے فارغ ہونے کے بعد ار خود فرمایا "مَنْ جَاءَ أَوَّلًا فَلْيُفْرَأْ" حالانکہ آپ بیدار تھے مابینا تھے فَلْيُفْرَأْ

خدمت کی برکت کا عجیب واقعہ

والد گرامی مجدد القراءات حضرت قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہ کی والدہ مرحومہ نے آپ کے شیخ حضرت قاری فتح محمد صاحب قدس سرہ کی بیحد خدمت کی۔ حضرت والد بذات خود بارہا اس کا تذکرہ یوں فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے میرے شیخ حضرت قاری صاحب کی بہت خدمت کی اور آپکو بھائی جی کہا کرتی تھیں۔۔۔ آپ سے بہت عقیدت رکھتی تھیں۔۔۔ روزانہ حضرت والد کا کھانا گھر سے پکا کر (دواڑ حائلی میل سے) مدرسے لے جاتیں۔۔۔ کھانا وافر مقدار میں ہوتا حضرت والد فرماتے کھانا میری ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اس قدر رکھیں لاتی ہو۔۔۔

بھائی جو اگر آپ کے مہمان آئے ہوئے ہوں یا کھانے کے وقت آجائیں تو پھر کھانے کا انتظام کیسے ہوگا آپ کو تکلیف ہوگی میں نہیں چاہتی کہ آپ کو تکلیف ہو اگر کھانا آپ سے بچ جائے گا تو طلبہ کھالیں گے ایک مرتبہ حضرت والد اور میری والدہ دونوں آپس میں باتیں فرما رہے تھے۔

حضرت والد نے میری والدہ سے فرمایا کہ ایک طالب علم تھا اس نے استاد کی بہت خدمت کی۔ لیکن وہ جس وقت فارغ ہو گیا تو اس نے کہا کہ استاد جی مجھے تو کچھ آنا ہی نہیں اب میں لوگوں کو کیا بتاؤں گا استاد نے فرمایا جاؤ ان شاء اللہ بہت برکت ہوگی دور بیٹھا میں بھی یہ گفتگوں رہا تھا میں نے جی میں کہا۔۔۔

بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ نہ آئے پھر بھی سب کچھ آئے۔۔۔ لیکن یہی قصہ میرے ساتھ ہوا میں نے علم قراءات تجوید باقاعدہ تو پڑھا نہیں تھا۔۔۔

صرف روایت قالون، ورش، دورکوخ اور کچھ حصہ تیسیر کا حضرت والا سے پڑھا ہائی میری والدہ کی خدمت کی برکت سے پورا علم تجوید مجھے آ گیا جس کتاب کو بھی کھولا تھا بھلا وہی کمال و تمام میری سمجھ میں آ جاتی تھی۔۔۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج میں نے بھلا تو لی اس فن تجوید و قراءات میں کئی کتب تصنیف کیں۔۔۔ (تذکرہ الشہین)

ایک نابینا کی تلاوت کا عجیب واقعہ

عرصہ دراز سے شیخ ابوالعادیہ الاسود یرانی طرطوسوی رحمہ اللہ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی تھی مگر نصیر بن الفرج سلمیٰ خادم شیخ و نیز ابوزاہیر یہ کا بیان ہے میں طرطوس میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ ان کے حجرے میں قرآن مجید لٹکا ہوا ہے دل میں خیال آیا کہ یہ نابینا اور آنکھوں سے معذور ہیں قرآن مجید رکھنے کی ضرورت ہی کیا پڑتی ہوگی.... میں نے کہا کہ حضرت آپ تو مکشوف المہر ہیں یہ قرآن مجید کیوں رکھا ہوا ہے؟ فرمایا کہ یہ ایک راز ہے جب تک زندہ رہوں کسی پر ظاہر نہ کرنا میں نے وعدہ کر لیا آپ نے فرمایا کہ جب مصحف شریف لے کر بیٹھتا ہوں تو آنکھوں کی روشنی کھل جاتی ہے.... اور جب تک میں پڑھتا رہتا ہوں تو آنکھوں کی روشنی بحال رہتی ہے.... اور جب کلام پاک بند کر دیتا ہوں تو پھر بدستور نابینا ہو جاتا ہوں یہ سلسلہ جاری ہے اس لئے مصحف رکھ لیا ہے.... (اسلاف کے خیرات نگیز بھائے)

شہزادے کے حفظ قرآن کا عجیب واقعہ

ایک دفعہ ۲۶ رمضان کی شب کو محمود بیگ و اعلیاء و صغیاء کی محبت میں بیٹھا، قرآن مجید کے پڑھنے کی عظمت کا ذکر تھا.... ایک بزرگ نے کہا کہ تیاست کے دن نزول آفتاب کی شدت سے سب لوگ پریشان ہوں گے مگر جو شخص حافظ کلام ربانی ہوگا اسکی سات پشت تک اسلاف نور رحمت کے چہرے زیر سایہ ہوں گے حرارت ان پر اثر نہ کرے گی سلطان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ "ہمارے بیٹوں میں سے کوئی اس سعادت کو نہ پہنچا... کہ میں بھی اس کرامت کا امیدوار ہوتا" اس مجلس میں ظلیل خاں بھی موجود تھے اور سلطان کی بات سن رہے تھے عید کے بعد وہ بروڈہ چلے گئے جوان کی جاگیر تھی اور حفظ کلام اللہ میں مشغول ہو گئے اس کثرت سے حفظ کیا کہ آنکھوں میں سرفی آگئی طیب نے کہا کہ شب بیداری اور زیادہ تلاوت سے یہ چیز پیدا ہوئی ہے چند روز تلاوت کم کر کے آرام فرمائیں تو یہ سرفی زائل ہو جائے گی ظلیل خاں نے کہا....

آنکھیں سرخ ہو گئیں تو کیا مضائقہ ہے یہ تو دنیا و آخرت کی سرخروئی دلوائیں گی۔۔۔۔ میں تو اپنی پڑھائی میں کمی نہیں کر سکتا غرض اس سعی و اہتمام سے ایک سال چند ماہ میں پورا قرآن ختم کر یا رمضان سے پہلے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حکم ہو تو میں تراویح میں قرآن سناؤں سلطان نے تعجب سے پوچھا کہ تم کب حافظ ہو گئے؟ تو شہزادے نے دو سال قبل کا واقعہ دہرایا۔۔ اور کہا اسی وقت سے یہ کام شروع کر دیا تھا۔۔ سلطان یہ سن کر بے انتہا خوش ہوا۔۔۔۔

خلیل خاں نے چاند رات کو شروع کیا اور اسی روز پورا قرآن شریف سنایا۔۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے روز پورا پورا قرآن شریف سنا گیا یہاں تک کہ سولہ تراویح میں سولہ ختم کئے سلطان ہر روز قرآن شریف سنتا رہا۔۔ سواہویں روز گلے سے لگا کر شہزادے کے چشم پیشانی کو بوسہ دیا اور بڑی دیر تک دعائیں دیں پھر کہہ خلیل خاں کا کیسے شکر یہ ادا کروں در کیا بدلہ دوں کہ اس نے مجھے اور میرے اسلاف کو روز قیامت کی تمازت سے بچ لیا یہ کہہ کر خلیل خاں کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھ دیا اور خود دوسری جگہ جا بیٹھا۔۔ (تذکرہ قاریاں ہند)

قرآن کی برکت کا عجیب واقعہ

امام نافع مدنی جو قراء عشرہ میں سے اول قاری ہیں۔۔۔۔ جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرنے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی کسی نے دریافت کیا کہ اے ابو عبد اللہ! جب آپ لوگوں کو پڑھانے بیٹھتے ہیں تو خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں فرمایا خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اسی وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے، سبحان اللہ کیا عظیم اشان العام ہے جس کے مقابلے میں مفت اقلیم کی سلطنت بھی گرو ہے، سبحان اللہ! آپ نے ستر سال سے زیادہ مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دی اور امامت فرمائی۔۔ (تحدہ حافظ)

فاتحہ سے علاج کا عجیب واقعہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں اشخاص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنگ میں روانہ فرمایا، ہم نے راستے میں ایک عرب قوم (یہودیوں کے ایک قبیلے) کے پاس قیام کیا اور ان سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا مگر انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کیا (کچھ ہی دیر کے بعد) ان کے سردار قبیلہ کو بچھونے ڈس لیا (یہودیوں نے ہر قسم کا علاج کیا اور جھڑپھونک کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا)۔ تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو بچھونک کے ڈسے ہوئے آدمی کو جھڑپھونک کرے۔۔۔ کہنے لگے کہ ہم آپ کو تمیں بکریاں دے دیں گے کہ میں نے اس کے سردار پر سات مرتبہ سورت الحمد للہ یعنی سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا (اس طرح پر کہ ہر سورہ فاتحہ پڑھ کر منہ میں تھوک ٹھما کر بچھونک کی کاٹی ہوئی جگہ پر تھوکے جاتے تھے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی۔۔۔) جب ہم نے تمیں بکریاں وصول کر لیں تو ہمارے دلوں میں ان کے متعلق کچھ خدشہ اور شبہ پیدا ہو کہ نہ معلوم شرعاً یہ عطیہ جائز بھی ہے کہ نہیں؟ لہذا ہم ان کی تقسیم سے رکے رہے۔۔۔ ہمارے ملک کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت و قدس میں حاضر ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پورا قصہ ذکر کیا، ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ رقیہ (ایک قسم کا علاج) سنہالہ ان عطیہ کو آپس میں باہم تقسیم کرنا اور اس میں میرا حصہ بھی ملے (یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی اہمیت اور دعاری کیلئے ارشاد فرمایا) (بخاری و مسلم)

زہر کے بے اثر ہونے کا عجیب واقعہ

ابو مسلم خولانیؓ کی ایک لونڈی تھی جو ان سے بغض و عداوت رکھتی تھی اور اس کو ہر پھانسی تھی لیکن وہ ان پر کچھ اثر نہ کرتا تھا جب اس طرح ایک عرصہ گزر گیا تو اس لونڈی نے ابو مسلم سے کہا کہ میں نے تمہیں زمانہ دراز تک زہر پلایا مگر وہ تم پر اثر انداز نہیں ہوا۔ ابو مسلم نے اس سے کہا کہ تو یہ کیوں کرتی رہی ہے؟ اس نے یہ کہا کہ تم بہت بوڑھے ہو گئے ہو۔ ابو مسلم نے اس سے کہا کہ زہر کے اثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے میں کھانے اور پینے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہوں۔۔۔ پھر انہوں نے اس لونڈی کو زہر دیا۔۔۔ (انوار مجبلی ص ۶۲، ۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ صدقۃ العطر کے غلے کی نگہداشت کے لئے مقرر فرمایا، رات کو ایک شخص آیا اور اس غلہ میں سے بیس بھر بھر کر اٹھانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا کہ میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں مجھے غلہ کی شدید ضرورت ہے۔ اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابو ہریرہ! رات تمہارے قیدی کے ساتھ کیا معاملہ گذرا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنی شدید ضرورت اور عیال داری کا عذر پیش کیا جس پر میں نے ترس کھا کر اس کو چھوڑ دیا، فرمایا سنو! اس نے تمہارے سامنے کذب بیانی کی ہے اور آج رات وہ پھر آئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں تو وہ آج رات بھی دوبارہ ضرور آئے گا لہذا میں اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا۔ ساتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی وہی شخص دوبارہ آ گیا اور حسب سابق لپیس بھرنے لگا میں نے اسکو گرفتار کر لیا اور کہا کہ تیرا معاملہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالی میں پیش کروں گا کہنے لگا کہ اب کی بار مجھے پھر چھوڑ دو کیونکہ میں ضرورت مند مفلس عیال دار ہوں اور اب لوٹ کر نہیں آؤں گا۔ مجھے پھر ترس آ گیا اور اسکو چھوڑ دیا۔ صبح ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر مجھ سے دریافت فرمایا۔

ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اس نے اپنی سخت حاجت مندی اور کہنے کے اخراجات کا شکوہ کیا جس پر ترس کھا کر میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا فرمایا سنو! اس نے تم سے غلط بیانی کی اور وہ سہ بارہ پھر آئے گا۔ مجھے پھر یقین ہو گیا کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سہ بارہ آنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اس لئے وہ ضرور لوٹ کے آئے گا۔ چنانچہ میں پھر اس کی تاک میں بیٹھ گیا اتنے میں واقعی وہ پھر آ گیا اور آ کر اسی طریقہ سے غلہ میں سے لپیس بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اس مرتبہ تو میں ضرور صبح کو تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کروں گا، تو خمن

مرتبہ چوری کر چکا ہے اور ہر دفعہ کہتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا.... اور پھر آ جاتا ہے اب معافی کی کوئی صورت و گنجائش نہیں ہے.... اس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچائیں گے.... وہ یہ کہ جب آپ بستر پر لیٹے لگتے تو آیۃ الکرسی اللہ لا اِلهَ اِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ.... آخر تک پڑھ لیا کرو، صبح تک آپ کے اوپر من جانب اللہ ایک محافظ اور پھر یہ ار مقرر ہو جائے گا.... اور شیطان تمہارے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گا، اس کے شکریہ میں میں نے اس کو پھر چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی سوال فرمایا.... ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کے معاملہ کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھادیتا ہوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچائیں گے.... اس لئے میں نے اس کو معاف کر دیا.... فرمایا سنو! ہے تو وہ بڑا جھوٹا مگر اس کلام میں اس نے تمہارے سارے سچائی کا مظاہرہ کیا ہے، واقعی یہ کلمات ایسے ہیں جیسے اس نے بیان کیا اور تمہیں معلوم کی ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب رہے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا یہ بیس لعین شیطان سے جس مسلسل تین راتوں سے برابر غم میں سے چرانے کے لئے آ رہا ہے.. (صحیح بخاری)

ایک عبرتناک عجیب واقعہ

ایک صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شادی کی اور کچھ عرصہ بعد کسی بیرون ملک ملازمت کیلئے چلے گئے.... اکثر ایسا ہوتا کہ سال بعد خود گھر آ جاتے یا بعض اوقات بیوی بچوں کو اپنے پاس بولا لیتے.... اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ساتھ دین کی سمجھ بھی دی تھی.... ان کی کوشش ہوئی کہ بیرون ممالک میں بھی ایسی جگہ رہائش رکھی جائے جو مسجد کے قریب ہو ایک مرتبہ دو سال رہائش مسجد قریب نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے اور مقامی حکومت کی طرف سے مسجد بنانے کی اجازت بھی نہ تھی انہوں نے ایک پرانا کنٹینر لکڑی میں مٹھیں بچھالیں اور دیگر مقامی مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام کر لیا.... بعد میں اسی کنٹینر کی جگہ مسجد بن گئی اکثر حج و عمرہ پر بھی جاتے اور بعض اوقات بچوں کو بھی حج پر ساتھ لے جاتے....

تقریباً ساٹھ برس کے بعد ریٹائرڈ ہو کر مستقل طور پر پاکستان آ گئے اور اپنے ہمراہ خوب

مال و دولت لئے تمام بچے والدہ کی نگرانی میں دنیا کی اعلیٰ تعلیم سے تو آراستہ تھے لیکن ان کی دینی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بچوں نے اپنے والد کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ان کی زندگی کا یہ بھیانک پہلو ہم میں سے ہر شخص کیلئے نازیبا نہ عبرت ہے اور خاص طور پر ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو زیادہ کمانے کے لالچ میں اپنی بیوی اور بچوں کو اکیلا چھوڑ کر بیرون ممالک چلے جاتے ہیں۔۔۔ بچوں کی دینی تعلیم و تربیت جو کہ والدین کے ذمہ شرعی و اخلاقی فریضہ ہے جب اس میں کوتاہی کی جاتی ہے اور اس طرف توجہ نہیں دی جاتی تو پھر اللہ تعالیٰ اسی اولاد کو والدین کیلئے کس طرح وبال جان بنا دیتے ہیں اس کی جھلک صاحب واقعہ کی داستان میں عیاں ہے۔۔۔

ساتھ برس کی مسلسل محنت سے خوب دولت کما کر واپس آئے۔۔۔ دوران ملازمت بھی کئی پلاٹ اور مکانات خریدے جس کوٹھی میں رہائش تھی وہ پہلے ہی اپنی بیوی کے نام کر دی۔۔۔ بیوی بچے وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات کیلئے پیسے مانگتے اور یہ ہزاروں روپے دیدیتے۔۔۔ پچھلا کو مختلف کاروبار بھی شروع کر دیئے لیکن ناکامی ہوئی۔۔۔ بیوی بچوں کو پیسے دے دیکر جب یہ تھک گئے اور مزید رقم دینے سے انکار کیا تو ایک دن بیوی نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا اور موقع ملتے ہی خاندان کو رسیوں سے باندھا اور منہ پر پٹی زبردستی جیب سے خزانہ کی چابیاں نکال لیں اور سیف کھول کر تمام سونا و دیگر نقدی اور ضروری کاغذات اٹھائے اور انہیں فارغ کر کے گھر سے نکال دیا چونکہ گھر بیوی کے نام تھا۔۔۔ اس لئے یہ خاموشی سے اپنی ایک شادی شدہ بیٹی کے پاس چلے گئے۔۔۔ بیٹی نے بھی اپنے پاس اسلئے رہائش دی کہ والد کے پاس جو کچھ مال بچا ہوا ہے۔۔۔ وہ اتھمایا جائے۔۔۔ اپنے گھر کی ضروریات بتاتا کر لاکھوں روپے خرچ کر دیئے۔۔۔ دوسری بیٹی نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی خاموش نہ رہ سکی اس نے مطالبہ کر کے والد کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ہزاروں لاکھوں روپے گھر کی ضروریات کیلئے خرچ کرا ڈالے۔۔۔

دوسرے بیٹے نے جب دیکھا کہ والد صاحب کو لوٹنے میں میری بہنیں مجھ سے سبقت لئے جا رہی ہیں تو اس نے والد کو سمجھایا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے خدمت کا موقع دیں شادی شدہ بیٹیوں کے گھر آپ کا رہنا مناسب نہیں۔۔۔ بیٹے کی بات مان کر وہ اس کے پاس رہائش پذیر ہو گئے۔۔۔ اس بیٹے کی رہائش علیحدہ تھی پہلے سے ایک مکان اس کی ملکیت کر چکے تھے۔۔۔ اس بیٹے نے بھی ہزاروں روپے لائے ہی کیز و غیرہ کی مد میں خرچ کر دیئے۔۔۔

یوں والد کے پاس جو جمع پونجی تھی وہ بیٹیوں اور بیٹے نے خرچ کرادی....

اس عرصہ میں وہ بیٹا جس نے ماں کی مدد سے والد کو باندھا تھا وہ اسکی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہوا کہ دنیا بھر کے ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے.... اس کے دماغ میں کوئی ایسا درد تھا کہ دیکھنے والے ترپ جاتے.... بد نصیب نو جوان بیٹے کی حالت دیکھ کر والد نے اس کی زیادتیوں کو فراموش کر دیا اور اس کے علاج پر لاکھوں روپے خرچ کئے لیکن تدبیر پر تقدیر ہی غالب رہی اور اسی کرناک حالت میں اس بیٹے کا عین جوانی ہی میں انتقال ہو گیا .

کچھ عرصہ بعد اہلیہ کو فالج ہوا تو اس کے علاج پر بھی بے دریغ روپے بہائے کہ اس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا لیکن پھر بھی میری رفیقہ حیات ہے.... جب اہلیہ کی حالت کچھ درست ہوئی تو ان کے دل میں شدید تقاضہ ہوا کہ عمرہ کیسے جانا چاہئے....

زندگی کے یہ تشیب و فراز دیکھ کر ویسے بھی دل دنیا سے اچاٹ ہو چکا تھا عمرہ پر جانے سے پہلے دوست احباب کو دعا کیلئے کہا اور خواہش ظاہر کی کہ اب جی چاہتا ہے کہ وہیں میرا انتقال ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے وہاں کی تدفین نصیب فرمادیں.... بالآخر عمرہ پر گئے تو کچھ دنوں کے بعد وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے....

ماشاء اللہ خود دیندار تھے اس لئے آخری سفر نہ صرف بخیر و عافیت ہوا بلکہ قابل رشک ہوا لیکن اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے اولاد نے والد کے ساتھ جو سلوک کیا یہ ہمارے لئے درس عبرت ہے....

شریعت کی ہدایات میں سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ بندہ جہاں خود رہے بیوی بچوں کو بھی اپنے ہمراہ رکھے . عورت چاہے جتنی دیندار اور ہوشیار ہو اکیلی اولاد کی تربیت نہیں کر سکتی.... بچے جس طرح ماں کی ممتا اور شفقت کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح وہ والد کی طرف سے نگرانی کے بھی شدید محتاج ہوتے ہیں....

اس لئے بزرگوں کی طرف سے بھی تاکید ہے کہ انہی جہاں خاصہ حال و میل کو بھی اپنے ساتھ رکھے کہ کہیں قلمی دنیا کمٹنے میں مائل پونجی جو اولاد ہے غفلت ہاتھ سے نکل جائے اللہ تعالیٰ ہمیں غلطی کی دینی تربیت کرنے اور غلط کاموں کی سنگھوں کی خشک بننے کی توفیق سے نوازیں آمین (امام حسن مہدی علیہ السلام)

ایک دولت مند کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں

میں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ان کے جاننے والوں میں ایک تاجر تھے۔۔۔ ان کا ایک کاروبار کراچی میں تھا ایک ممبئی میں ایک سنگاپور میں اور ایک بنکاک میں تھا کئی شہروں میں فیکٹریاں لگی ہوئی تھیں۔۔۔ ایک بیٹا سنگاپور میں کام کر رہا ہے ایک بنکاک میں کام کر رہا ہے ایک ممبئی میں کام کر رہا ہے اور وہ خود کراچی میں کام کر رہے ہیں۔ والد صاحب نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ کی اپنے بیٹوں سے کب ملاقات ہوتی ہے؟ جواب میں کہنے لگے کہ میری اپنے بیٹے سے ملاقات کو اتنے سال ہو گئے ہیں۔۔۔ گویا کہ ایک بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور دوسرا بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور باپ اپنے کاروبار میں مگن ہے سالہا سال سے باپ نے اپنے بیٹے کی شکل نہیں دیکھی اور بیٹے نے باپ کی شکل نہیں دیکھی اور بیسوں کی منتی میں روز اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔ اے بھائی! جن بیسوں کے نتیجے میں انسان کو اپنی اولاد سے اپنے باپ سے ملنے کی نعمت نصیب نہ ہو ایسا پیسہ کس کام کا؟۔۔۔ (اصلاحی خطبات)

شادی سے محروم لڑکی کا عجیب واقعہ

بٹی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور والدین کیلئے راحت جاں ہے تمام والدین کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کی اچھی تربیت کر کے جلد از جلد ان کی شادی کے فریضہ سے سبکدوش ہوں اور ان کا گھرانہ خوشحال رہے۔۔۔ شریعت کا بھی یہی حکم ہے کہ لڑکی کے پانچ ہوتے ہی جلد مناسب رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کر دی جائے۔۔۔ آج کل نکاح کے سلسلہ میں خود ساختہ بے شمار رکاوٹیں پیدا کر دی گئی ہیں جن میں سے ایک رکاوٹ وہ ہے جس کی جھلک ذیل کے عبرتناک واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔۔۔

حضرت حافظ ذوالفقار احمد صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ ہمارے ایک دوست تھے انہوں نے اپنی بیٹی کا واقعہ سنایا جو چاند جیسی خوبصورت تھی۔ ذہین اتنی کہ میڈیکل کی ڈاکٹر بن گئی

سینکڑوں رشتے لے سکے آئے دیکھنے میں حور پری تھی اور ایم بی بی ایس ڈاکٹر بن گئی بڑے بڑے رشتے آئے۔ مگر اس میں تکبر تھا جتنا اس کو حقارت سے ٹھکرا دیتی اس کی کہیں نظر جتنی ہی نہ تھی۔

نیک رشتے بھی آئے مال والے رشتے بھی آئے ذرا ماں باپ نے رشتے کی بات کی وہ اس میں دس عیب نکالتی کہ یہ بھی کوئی رشتہ ہے آجاتے ہیں ٹکے ٹکے کے لوگ ہمیشہ تکبر کی بات کرتی.... ماں باپ اسے سمجھاتے بیٹی! نعمت کی ناقدری نہ کرو اتنے رشتے جہاں تمہارا دل مطمئن ہوتا ہے بتاؤ ہم تمہارا رشتہ کر دیں گے....

اسے کوئی پسند ہی نہ آیا خوبصورت سے خوبصورت نوجوان نیک سے نیک نوجوان بڑی عزت والی فیملی کے نوجوان ہر ایک کو حقارت سے ٹھکرا دیتی.... وہ خود کہتے تھے میری بیٹی پر اللہ کی پکڑ آگئی۔

اللہ کی پکڑ کیسی آئی کہ ایک مرتبہ اس نے کوئی آپریشن کیا تو اس آپریشن تھیٹر میں پہنچ نہیں کیا ہوا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کی جلد مردہ ہونی شروع ہوگئی.... ایک دو مہینہ کے اندر دونوں ہاتھوں کی جلد مردہ ہو کر بوڑھوں جیسی ہوگئی.... اب ایسی حور پری لیکن ہاتھ دیکھو تو بوڑھوں والے ہر وقت ہاتھ چھپائے رکھتی دستا نے پہنے رکھتی اب رشتے بھی آنے بند ہو گئے....

جو عورت آتی اسے دیکھتی اس کے ہاتھ دیکھتی اور مجھے اپنے بیٹے کیلئے یہ رشتہ نہیں لینا... انتظار کرتے کرتے عمر بتیس سال ہوگئی اب اس کو پتہ چلا کہ اب میرا رشتہ کوئی نہیں آ رہا اب وہ چاہتی کہ اب میرا کہیں رشتہ ہو جائے اور رشتہ کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا..

جتنا تکبر کرتی تھی اللہ نے اتنی ہی ناک رگڑوائی اب نمازیں پڑھتی اب سجدے کرتی ہے اب روتی اب دعائیں کرتی ہے..

اب اس کا رشتہ کرنے والا کوئی نہیں اس کے والد کوئی عمل پوچھنے آئے اور آکر انہوں نے یہ خود تفصیل بتائی... کہنے لگے میری بیٹی اتنی پریشان ہے کہتی ہے کہ دنیا میں اللہ نے میری زندگی کو نشان عبرت بنا دیا اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال دیا تھا دماغ خراب ہو گیا...

جب اللہ تعالیٰ نعمت دے تو انسان نعمت کی قدرت کرے اللہ کے سامنے جھکے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو کئی مرتبہ سزا ایسے ملتی ہے کہ بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا....

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچائے... آمین (خلبات فقیر)

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ

”بڑی عظیم خاتون.... حافظہ عالمہ فاضلہ اور شاعرہ تھیں“

۱- آپ... حضرت عبداللہ بن ابی بکر الصدیق سے ہوئی تھی.... وہ جنگ

طائف میں شہید ہو گئے جب آپ رست پوری ہو گئی تو پھر۔

۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ ۷ بھائی حضرت زید کے ساتھ شادی ہوئی

وہ جنگ یرامہ میں شہید ہو گئے....

۳- پھر جب ایام عدت پورے ہو گئے تو پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے

ساتھ شادی ہو گئی وہ بھی شہید ہو گئے۔

۴- پھر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہوئی وہ بھی شہید ہو گئے....

۵- پھر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہو گئی وہ بھی کربلا میں شہید ہو گئے....

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو ’مادت کی تمنا ہو

وہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لے.. ان شاء اللہ شہید ہو جائیگا....

(دیوان النصار۔ باب الرائی)

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان و یقین کتنا مضبوط تھا کہ وہ بار بار بیوہ، نے دلی

کے ساتھ شادی کر رہے ہیں اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے.. جبکہ آج ہم ان

حضرات کے نام لیوا ہیں اور ہمارے معاشرے میں بیوہ سے نکاح کرنے کو نجس اور

بدفالی سمجھا جاتا ہے.... اور بیوہ اپنی پوری زندگی بغیر نکاح کے انتہائی برائیوں میں

گزار دیتی ہے.... اور جسم قسم کے امراض کا شکار ہوتی ہے وجہ کیا ہے؟ عمری زندگی سے

اپنے آپ کو خود محروم کیا ہوا ہے اور پورے خاندان کیلئے ایک مسئلہ بن کے رہ جاتا ہے۔

خدا را ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے اور ہندوانہ معاشرے کو چھوڑ کر اسلامی معاشرہ

لپٹانا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکت سے مضبوط بنائیں آمین

صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے اخلاص کا عجیب واقعہ

سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ جب وہ فتوحات سے فراغت کر چکے تو وزراء نے ان سے کہا کہ عیسائی رعایا کے واسطے ایک قانون سخت بنانا چاہیے کیونکہ یہ لوگ بدون سختی کے مفسدہ سے باز نہیں آتے اور قانون اسلام بہت نرم ہے اس سے مفسد لوگ دب نہیں سکتے.... آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث کافی ہے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں.... خدا تعالیٰ کو پہلے سے سب کچھ معلوم تھا کہ مفتوحات اسلامیہ کی رعایا کس کس قسم کی ہوگی.... انہوں نے اپنے علم سے یہ قانون نازل فرمایا ہے اس لیے ہمارے نزدیک قانون اسلام ہر قسم کی رعایا کے واسطے کافی ہے اور فرض کر لو کہ وہ کافی نہیں تو ہم کو تو رضائے حق مطلوب ہے بقائے سلطنت مطلوب نہیں.... اگر قانون اسلام رائج کرنے سے سلطنت جاتی رہے گی بلا سے جاتی رہے کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ تو ہر سے راضی رہیں گے اور دوسرا قانون رائج کرنے سے فرض کر لو سلطنت باقی رہے گی مگر: تعالیٰ ہم سے ناراض ہو جائیں گے اور ہم نے اس واسطے فتوحات نہیں کیں کہ خدا تعالیٰ ناراض کر کے سلطنت کریں ایسی سلطنت تو فرعون کو بھی حاصل تھی....

مصلحت دیدن آنست کہ یاراں ہمہ کار بگذارند و خرم طرہ یارے گیرند
(میں بڑی مصلحت یہ دیکھتا ہوں کہ دوست سب کو چھوڑ کر محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہو جائیں) (خطبات حکیم الامت جلد ۷)

جھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ کی پوری زندگی میں اس حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے میں اس کو جنت کے بچوں سے گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں“.... اس حدیث پر عمل کرنے کا اپنی آنکھوں

سے مشاہدہ کیا ہے۔ جھگڑا ختم کرنے کی خاطر بڑے سے بڑا حق چھوڑ کر الگ ہو گئے ان کا ایک واقعہ سنا تا ہوں جس پر آج لوگوں کو یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے یہ دارالعلوم جو اس وقت کورنگی میں قائم ہے.... پہلے نائیک واڑہ میں ایک چھوٹی سی عمارت میں قائم تھا جب کام زیادہ ہوا تو اس کے لئے وہ جگہ تنگ پڑ گئی وسیع اور کشادہ جگہ کی ضرورت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد ہوئی کہ بالکل شہر کے وسط میں حکومت کی طرف سے ایک بہت بڑی اور کشادہ جگہ مل گئی اور دارالعلوم کراچی کے نام الاٹ ہو گئی اس زمین کے کاغذات مل گئے قبضہ مل گیا اور ایک کمرہ بھی بنا دیا گیا ٹیلیفون بھی لگ گیا اس کے بعد دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ایک جلسہ تاسیس منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے علماء حضرات تشریف لائے اس جلسہ کے موقع پر کچھ حضرات نے جھگڑا کھڑا کر دیا کہ یہ جگہ دارالعلوم کو نہیں ملنی چاہئے تھی بلکہ فلاں کو ملنی چاہئے تھی اتفاق سے جھگڑے میں ان لوگوں نے ایسے بعض بزرگ استیوں کو بھی شامل کر لیا.... جو حضرت والد صاحب کے لئے باعث احترام تھیں والد صاحب نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ یہ جھگڑا کسی طرح ختم ہو جائے لیکن وہ ختم نہیں ہوا والد صاحب نے یہ سوچا کہ جس مدرسے کا آغاز ہی جھگڑے سے ہو رہا ہے تو اس مدرسے میں کیا برکت ہوگی؟ چنانچہ والد صاحب نے اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں اس زمین کو چھوڑتا ہوں....

دارالعلوم کی مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ سنا تو انہوں نے حضرت والد صاحب سے کہا کہ حضرت! یہ آپ کیسے فیصلہ کر رہے ہیں؟ اتنی بڑی زمین وہ بھی شہر کے وسط میں ایسی زمین ملنا بھی مشکل ہے اب جبکہ یہ زمین آپ کو مل چکی ہے آپ کا اس پر قبضہ ہے آپ ایسی زمین کو چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں؟ حضرت والد صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں مجلس منتظمہ کو اس زمین کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرنا اس لئے کہ مجلس منتظمہ درحقیقت اس زمین کی مالک ہو چکی ہے.... آپ حضرات اگر چاہیں تو مدرسہ بنالیں میں اس میں شمولیت اختیار نہیں کروں گا اس لئے کہ جس مدرسے کی بنیاد جھگڑے پر رکھی جا رہی ہو اس مدرسے میں مجھے برکت نظر نہیں آتی پھر حدیث سنائی جو شروع میں گزری ہے اور جھگڑے سے بچنے کیلئے (امول موتی) آپ نے فرمایا دارالعلوم بنانا فرض نہیں ہے مسلمانوں کو پھوٹ سے بچانا فرض عین

ہے۔۔۔ اور فرمایا کہ آپ حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ شہر کے بچوں بیچ ایسی زمین کہاں ملے گی لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں اس کو جنت کے بیچ میں گھر دلوں گا۔۔۔ یہ کہہ کر اس زمین کو چھوڑ دیا۔۔۔ آج کے دور میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے کہ کوئی شخص اس طرح جھگڑے سے بچنے کیلئے اتنی بڑی زمین چھوڑ دے لیکن جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل یقین ہے وہی یہ کام کر سکتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ چند ہی مہینوں کے بعد اس زمین سے کئی گنا بڑی زمین عطا فرمادی جہاں آج دارالعلوم قائم ہے۔۔۔ یہ تو میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک مثال بیان کی درنہ حضرت والد صاحب کو ہم نے ساری زندگی حتی الامکان اس حدیث پر عمل کرتے دیکھا۔۔۔ ہاں البتہ جس جگہ دوسرا شخص جھگڑے کے اندر پھانس ہی لے اور دفاع کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو وہ الگ بات ہے۔۔۔ ہم لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ فلاں موقع پر فلاں شخص نے یہ بات کہی تھی فلاں نے ایسا کیا تھا اب ہمیشہ کے لئے اس کو دل میں بٹھا لیا اور جھگڑا کھڑا ہو گیا آج ہمارے پورے معاشرے کو اس چیز نے تباہ کر دیا ہے۔۔۔ یہ جھگڑا انسان کے دین کو موٹا دیتا ہے اور انسان کے باطن کو تباہ کر دیتا ہے اس لئے خدا کے لئے آپس کے جھگڑوں کو ختم کر دو اور اگر دو مسلمان بھائیوں میں جھگڑا دیکھو تو ان کے درمیان صلح کرانے کی پوری کوشش کرو۔۔۔ (املائی خطبات جلد ۶)

دو بیویوں میں انصاف کا عجیب واقعہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے حتیٰ کہ پانی بھی نہ پیتے۔۔۔ پھر دونوں بیویاں آپ کے ساتھ ملک شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہو گئیں اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا لوگ اس دن بہت مشغول تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔۔۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔۔۔ (حیاتِ اصحابہ) (۷۴۷)

کفن چور کی سچی توبہ کا عجیب واقعہ

تیسری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا جب اس کو کفنا کر لوگ قبر تک لے گئے تو کفن چور نے بھی شرکت کی اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی تو کفن چور نے قبر کو کھودا جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی، ”سبحان اللہ ایک بخشا ہوا شخص بخش ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے“ کفن چور چونک پڑا اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا۔ (رسالہ تیسری) شمار ۷۷

وراشت تقسیم نہ کرنے کے انجام بد کا عجیب واقعہ

ایوب خان کے زمانے میں زرعی اصدا حات ہوئیں تو بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں میں کھلی کج گئی۔ ذریہ غازی خان کا ایک زمیندار کسی اجھے اور ماہر وکیل سے صلاح مشورے کیلئے لاہور آیا۔ پھر بارہا آنے کی ضرورت پیش آئی۔ ضرورت کا تعلق بے تکلفی اور پھر دوستی میں بدل گیا۔ زمیندار جب بھی آتا وکیل کو اپنے ہاں چند دن گزارنے کی دعوت ضرور دیتا۔ وکیل کو اپنے کسی مقدمہ کے سلسلے میں ہائی کورٹ ملتان بیچ میں پیش ہونا تھا۔ ملتان پہنچے تو سوچا ذریہ غازی خان قریب ہے اچھا ہے اپنے کلائنٹ اور دوست سے ملنے چلیں۔۔۔ فون کیا تو زمیندار خود جیپ لے کر ملتان پہنچ گیا۔۔۔ سورج غروب ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا کہ ذریہ غازی خان شہر آ گیا۔ لیکن جیپ باہر ہی سے ایک کچے راستے پر مڑ گئی۔ مٹی دھول تو تھی مگر راستہ ہموار تھا۔۔۔ آدھے پونے گھنٹے میں زمیندار کا ذریہ آ گیا۔ جیپ ادنیٰ چار

دیواری میں گھری حویلی کے بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور پٹیل کے ایک درخت کے نیچے جا کر رک گئی۔ ایک نوکر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ دوسرے نے مہمان کا اٹیچی کیس اٹھایا اور چل پڑا۔ سامنے چبوترے پر میز کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ دونوں جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پھر زمیندار نے وکیل سے کہا آپ نہا دھو کر تازہ ہو لیں۔ اتنی دیر میں کھانا تیار ہو جائے گا۔ زمیندار اندر زنانہ حصے میں چلا گیا اور نوکر نے مہمان خانے میں وکیل کے مخصوص کمرے کی طرف رہنمائی کی۔ وکیل نے نہا دھو کر کپڑے بدلے اور باہر کرسیوں پر آ بیٹھا۔ تھوڑی دیر میں زمیندار بھی آ گیا اور کھانا لگانے کا حکم دیا۔ کھانا کھانے کے بعد دیر تک گپ شپ ہوتی رہی۔ اچانک زنانہ حصے سے چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ زمیندار نے اچانک گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا اور تیزی سے اندر چلا گیا۔

سفر کی تھکان تھی اس لئے وکیل جلدی سو گیا۔ صبح ناشتے پر وکیل اکیلا تھا۔ آج زمیندار نے وکیل کے اعزاز میں اپنے یار دوستوں کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ دن بھر دیسی مرغ ذبح ہوتے رہے اور دیکھیں کھڑکتی رہیں۔ شام کو خوب ہل گلا تھا۔ ناچ گانے کیلئے رنڈیاں ملتان سے آئی تھیں۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چھ اور رات بھر ناچ ہوتا رہا۔

اس لئے وکیل صبح دیر گئے تک سوتا رہا۔ ۱۱ بجے آنکھ کھلی۔ کسل مندی اتارنے کو غسل کیا اتنی دیر میں پراٹھے مکھن ساگ اور لسی کا ناشتہ تیار تھا۔ نوکر نے بتایا کہ سردار کو ایک ضروری کام سے جلدی جانا تھا۔ آپ کو جگنا منا سب نہ سمجھا۔ لیکن اس نے کہا ہے کہ آج آپ باغات وغیرہ کی سیر کریں۔ اس کے علاوہ آپ جو حکم کریں خدام حاضر ہیں۔ وکیل نے کل رات زنانہ خانے سے چیخ و پکار اور سردار کے تشویش میں جھٹا ہو کر اٹھ جانے کے بارے میں نوکر سے کچھ کریدنے کی کوشش کی۔ لیکن نوکر نے لعلی کا اظہار کیا۔ تاثر یہی تھا کہ وہ جانتا ہے مگر بتا نہیں سکتا۔

وکیل نے نوکر کے ہمراہ آم اور کھجوروں کے باغات اور سرسبز لہلہاتی فصلوں کی سیر کی۔ سہ پہر کو واپسی ہوئی۔ وکیل اپنے ہمراہ نائی ہوئی قانونی کتاب کا مطالعہ کرتا رہا اور رات کو کھانا کھا کر جلدی سو گیا۔ آج سب نوکر چ کر سردار کی عدم موجودگی کی وجہ سے کھسک

گئے تھے اور حویلی میں سناٹا تھا.... وکیل کو سوئے ہوئے دوڑھائی گھٹنے ہوئے ہوں گے کہ دروازے کی چڑچاہٹ سے اس کی آنکھ کھل گئی.... اس نے لیٹے لیٹے دروازے کی طرف دیکھا تو کوئی کھیس کی بکل مارے اس کی چارپائی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وکیل اٹھ کر بیٹھ گیا... آنے والے نے قریب آ کر کھیس اتار دیا... وہ تو ایک خوبصورت بھرے جسم کی ایک عورت تھی جس نے ریشمی کپڑوں کے علاوہ بناؤ سنگار بھی کیا ہوا تھا۔ چارپائی کے پاس پہنچ کر لمحہ بھر کور کی اور پھر خود ہی پانکٹی بیٹھ گئی۔ وکیل نے پوچھا ”تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو؟“ اس نے وکیل کی طرف دیکھا اور خاموش رہی.... اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ہونٹوں پر کیکپا ہٹ بہت واضح تھی۔ وکیل نے اپنے سوال پر اصرار کیا تو اس نے دھیمی آواز میں کہا ”میں کون ہوں؟ یہ تو نہیں بتا سکتی.... لیکن کیوں آئی ہوں تو آدھی رات کوئی عورت بن سو کر ایک غیر مرد کے پاس کیوں آتی ہے؟“ وکیل کوئی پارسا آدی تو نہ تھا لیکن وہ یہ جانا چاہتا تھا کہ کوئی چکر نہ ہو.... اس نے کہا ”اگر تم اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی تو پھر میں شور مچا دوں گا“ اس نے کہا ایسا نہ کرنا... میں تمہیں اپنے بارے میں بتا دیتی ہوں لیکن خدا کیسے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا....“ وکیل خاموش ہوا تو اس نے کہا۔ میں سردار کی بہن ہوں میری عمر چھتیس سال ہے.... میری شادی صرف اس وجہ سے نہیں کی گئی کہ زمین دینی پڑے گی۔ مجھے مسٹر یا کے دورے پڑتے ہیں آپ نے بھی جینیں سنی ہوں گی....

جب ایسا ہوتا ہے تو چند دن میری غرب آؤ بھگت ہوتی ہے... میں بری عورت نہیں ہوں لیکن سردار بازاری عورتوں کو لاتا ہے اور عیاشی کرتا ہے.. میں بھائی سے انتقام لینے اور اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے موقع کی تلاش میں رہتی ہوں۔ آج بھی ایسا ہی موقع ہے.. سردار بھی گھر پر نہیں اور نوکر چا کر بھی چھٹی پر ہیں..

وکیل نے کہا ”اگر سردار کو اس بات کا پتہ چل جائے تو؟“ اس نے کہا ”وہ ہم دونوں کو قتل کروادے گا“ وکیل سہم گیا اور کہا ”میں سردار کا مہمان ہوں اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا ویسے بھی ابھی میں مرنا نہیں چاہتا....“ عورت کے چہرے پر مایوسی کی سیہی چھا گئی اور وہ تھکے تھکے قدموں سے واپس لوٹ گئی....

یہ کسی ایک سردار زمیندار یا جاگیردار کی بہن کی کہانی نہیں.... بلکہ یہ ہرزہ میں دار جاگیردار اور وڈیرے کی کہانی ہے.... اور بہن ہر وہ عورت ہے جو جائیداد اور زمین کی جائز وارث ہو.... یہ بہن کبھی ماں ہوگی اور کبھی بیٹی.... جو بھائی اپنی جائیداد سے بہن کو حصہ نہیں دیتا وہ ایک بیٹی کو باپ کی وراثت سے محروم کرتا ہے.... ایسا کرنے والے وہ لوگ بھی ہیں جو بظاہر دیندار کہلاتے ہیں.... فرق صرف یہ ہے کہ وہ بہن کی شادی کرنے سے پہلے لکھوا لیتے ہیں کہ میں بھائی کے حق میں اپنی وراثت سے دستبردار ہوتی ہوں....

یوں تو ہر طرح کی جائیداد بہنوں کو دیتے ہوئے جان نکلتی ہے لیکن زمین کی تقسیم کو اپنے جسم کے ٹوٹے کسے سے تشبیہ دی جاتی ہے....

اگر کوئی وڈیرا یا سردار ڈیڑھ سو مربع کا مالک ہے تو اسے یہ سوچ کر غش آتا ہے کہ پاس مربع بہن کو دینا پڑیں گے دو بہنیں ہوں تو چھتر.... تین ہوں تو پھر بھائی کے پاس صرف ساٹھ مربع بچتے ہیں اور یہ اسے کب گوارا ہوگا.... اس کی نسبت بہن کو ساری مر کیلئے کسی کمرے میں بند کرنا یا زہر دینا نسبتاً آسان ہے.... تھانیدار کو تو رشوت میں ایک مربع بھی کافی ہے....

حرام مال کے تین بڑے ذرائع ہیں.... وراثت کی غلط تقسیم چوری ڈاکہ غصب لوٹ کھسوٹ اور ناجائز کاروبار یا جائز کاروبار میں ناجائز طریقے....

اس میں ساٹھ فیصد حرام مال پہلے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے.... پھر یہ طریقہ عرفاً جائز اور حلال سمجھا جاتا ہے اور یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ بہنوں نے اپنی رضامندی سے جائیداد اپنے بھائیوں کے نام کی ہے.... اور جو بہنیں اپنی کسی خاص وجہ یا مفلسی کے پیش نظر مطالبہ کر دیں تو ان کو طر و استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ کون سا مر بہ چاہیے؟ آم کا یا سیب کا؟

کیا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر نہیں کہ جو ایک ہائست زمین بھی غصب کرے اس کی گردن میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا....

جرات مند ہیں وہ لوگ جو اس سزا کو بھگتنے کا حوصلہ رکھتے ہیں لھما اصرہم علی النار

(مولانا قاری منصور احمد شاہ ۷۱)

ایک عجیب نصیحت بھرا خط

حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمہ اللہ کے ایک بھائی تھے وہ مکہ معظمہ میں جا کے وہاں کے مجاور ہو گئے تھے انہوں نے حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھ کو تین چیزوں کی آرزو تھی دو ان میں سے مجھ کو حاصل ہوئیں ایک باقی ہے آپ دعا کیجئے تاکہ وہ بھی حاصل ہو جائے اور اُن تینوں آرزوؤں سے ایک یہ ہے کہ میں اپنی اخیر عمر تک ایک مبارک جگہ میں رہوں.... چنانچہ اب میں خانہ کعبہ میں پہنچ گیا ہوں کہ یہ سب سے بڑھ کر مبارک جگہ ہے یہاں آرزو پوری ہوئی....

دوسری آرزو یہ کہ میرا ایک خادم ہوتا کہ میری خدمت کرے اور میرے دھوکے واسطے پانی تیار کرے سو وہ خدا تعالیٰ نے پوری کر دی کہ ایک خادم مجھ کو عطا کیا....

تیسری آرزو یہ کہ موت سے پہلے آپ کو دیکھوں تو اُمید ہے کہ حق تعالیٰ پوری کرے گا.... حضرت یحییٰ معاذ رحمہ اللہ نے جواب تحریر فرمایا جو آپ نے لکھا ہے کہ میں بہترین جگہ کی آرزو رکھتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ خود بہترین مخلوق بنے اور پھر جس جگہ میں بھی رہنا پسند ہو رہے... یاد رکھئے کہ جگہ فردوں سے بزرگ اور عزیز بنا کرتی ہے نہ کہ مرد جگہ سے....

اور آپ نے لکھا ہے کہ مجھے خادم کی آرزو تھی اور وہ پوری ہو گئی ماس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ میں مروت اور جوانمردی ہوتی تو آپ حق تعالیٰ کے خادم کو اپنا خادم نہ بناتے اور حق تعالیٰ کی خدمت سے اس کو باز نہ رکھتے اور اپنی خدمت میں مشغول نہ کرتے آپ کو تو خود خادم بننا چاہئے نہ کہ آپ مخدومی کی آرزو کرتے ہیں... یاد رکھئے کہ مخدومی حق تعالیٰ کی صفات سے ہے اور خادمی بندہ کی صفات سے پس بندہ کو بندہ ہی رہنا چاہئے اور جبکہ بندہ حق تعالیٰ کے صفات کی آرزو کرے ایسا جاننا چاہئے کہ فرعون کی کرتا ہے

تیسرے یہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ کو تیرے دیدار کی آرزو ہے معصوم ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ سے غافل ہیں اگر آپ خدا تعالیٰ سے باخبر ہوتے تو میں آپ کو ہرگز یاد نہ آتا آپ کو لازم ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح صحبت رکھو کہ کبھی آپ کو بھائی کی یاد نہ آئے کہ وہاں فرزند کی قربانی کرنا چاہئے بھائی کا کیا ذکر ہے اور بھائی بے چارہ کس شمار میں ہے... کون ہے اور اگر آپ نے اسکو پالیا تو پھر مجھے کیا کریں گے اور اگر اسکو نہ پایا تو مجھ

سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا.... (قلبی مثنویات مولانا عبدالمجید ہمدانی علیہ رحمۃ اللہ حضرت تھانوی)

ایک خاتون کا درد بھرا عجیب خط

میں آپ کی توجہ ایک نہایت کرب انگیز مسئلہ کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں.... میں ایک غریب مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، والد صاحب فوت ہو چکے ہیں، بڑھی ماں اور ہم چھ بہنیں گھریلو دستکاری کا کام کر کے گزراوقات کر رہی ہیں.... ہماری غربت سے خائف ہمارے عزیز واقارب ہم سے روٹھ کر یعنی ہم سے اپنی جان چھڑا کر اپنی ہی دنیا میں گمن ہیں، ہمیں ان سے کوئی امید نہیں.... میں اور میری دیگر دو بہنیں اپنی عمر کے ۳۲، ۳۳ اور ۲۹ سال گزار چکی ہیں اور اب تک شادی کے سلسلہ میں کوئی امید نہیں.... کیا دنیا صرف مردوں کیلئے بنائی گئی تھی؟ عورتوں، بچیوں اور لڑکیوں کے بارے میں ہمارا معاشرہ تضادات کا شکار کیوں ہے؟ عرب میں قبل از اسلام بچیوں کو پیدائش کے فوراً بعد زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور اب فرق صرف اتنا ہے وہ جوان ہو کر خود بخود زندہ درگور ہو جاتی ہیں.... پتہ نہیں آپ کو میری باتوں پر ہنسی آ رہی ہو گی یا ترس؟ ہماری یہ قابل رحم حالت کس وجہ سے ہوئی آپ نے کبھی سوچا ہو گا؟ ہم ایک بیمار معاشرہ میں رہ رہی ہیں.... اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دے رکھی ہے آپ اپنے اخبار روزنامہ ”اسلام“ اور ہفت روزہ ”ضرب مومن“ کے ذریعے جہاں دیگر مذہبی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں، اس شعبہ کی طرف فوراً بھرپور توجہ فرمائیں....

دوسری تجویز یہ کہ تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ عملی طور پر علماء حق کی زیر نگرانی ہر شہر و قصبہ کی سطح پر شادی کروانے والی سوسائٹیاں بنوائیں.... اس شعبہ میں پہلے جتنا کام ہو رہا ہے یا تو ہندوانہ تہذیب کی ماری خواتین یا پھر مغرب زدہ خواتین پیش پیش ہیں.. مذہبی لوگ اس شعبہ سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے شکاری کو دیکھ کر ہرن بھاگتا ہے.. ہمارے معاشرہ میں ایک بیوی والے خاندان کا رواج ہے ہر دور میں مردوں کی تعداد کم رہی ہے، مردوں کو دو دو تین تین اور چار چار شادیاں کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے مگر ہم ایک پر کیوں بھند ہیں؟ جو ماں اپنے بیٹے کیلئے، جو بہن اپنے بھائی کیلئے اور جو بیوی اپنے شوہر کیلئے دوسری شادی کی قائل نہیں ہے وہ ذرا اپنے آپ کو ہماری جگہ لا کر دیکھے تو اسے ہمارا مسئلہ سمجھا جائے گا.... کاش! ہمارا معاشرہ مسلمانوں کا معاشرہ ہوتا.... (بلکہ یہ ضرب مومن)

ایک عجیب سانحہ

شادی میں دلہن کی بہنوں نے خلاف شرع رسم پوری کرنے کیلئے دولہا کا جوتا چھپا لیا اور ضد کی کہاتے پیسے دو گے تو جوتا واپس کریں گی اس اثناء میں بے پردگی ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جوتا چھڑانے کے بعد دولہا میاں دلہن کے پاس گئے اور اسے یہ کہا کہ مجھے تو تیری بہن پسند آگئی ہے میں تو اسی سے شادی کروں گا لہذا تجھے طلاق... غور کیجئے! غور کیجئے! کہاں بے پردگی سے کس قدر نقصان ہوتے ہیں یہ تو صرف ایک واقعہ ہے ورنہ آئے دن اخبارات اس سے بھرے پڑے ہیں کوئی ہے! جہاں سے عبرت حاصل کرے۔ (پردہ ضرور کروں گی)

شیخ احمد رفاہی رحمہ اللہ کے ایثار کا عجیب واقعہ

شیخ احمد کبیر رفاہیؒ کا یہ معمول تھا اذان ہوتے ہی مسجد میں چلے جاتے ایک دفعہ کسی سب سے کہتا انا رہا ہوا تھا اور خود کسی کام میں مشغول تھے ایک بی آ کر کرتے پر سو گئی اور اس کو نیند آ گئی... ادھر اذان ہو گئی حضرت نماز کو جانے کیلئے متفکر ہوئے نہ جماعت میں تاخیر کر سکیں نہ بی کی نیند خراب کرنا مناسب اور نہ اور کہتے موجود آخر یوں کیا کہ قینچی لے کر بی کے ادھر ادھر سے کرتے کاٹ دیا اور کہتے بہن کر مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے واپس آئے تو بی جا چکی تھی پڑے ہوئے ٹکڑوں کو کرتے کے ساتھ ہی لیا یہ تھے اللہ والے جو جانوروں کے حقوق ادا کرتے....

ایک دفعہ پھر ان کو کاٹ رہا تھا اور ان کا خون پی رہا تھا ایک شخص نے ہٹانے کا قصد کیا فرمایا چھوڑ دیجارا بھوکا ہوگا... کتنا خون پی لے گا (یعنی بس ذرا سا)....

فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ جس برتن میں کھانا کوئی دے اس میں نہ کھائے مگر یہ کہ کھانا خراب ہونے کا خطرہ ہو... آجکل لوگ قرض لے کر واپس کرنا نہیں جانتے اسی طرح مہمان کے لئے کھانے کی اباحت (اجازت) ہوتی ہے اس کو اس قدر بھی حق نہیں کہ بی یا کتے کو کھڑا پھینکے لوگ غصہ کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں....

گر گزشتہ رسم محل کن کہ بعض از گناہ پاک شوی ترجمہ.... اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو میرا سلسلے کہ معاف کرنے سے تو گناہ سے پاک ہو جائیگا....

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

آپ مستجاب الدعوات تھے۔۔۔ ان کے زمانے میں ایک شخص غلیل امصیاد نامی تھے۔۔۔ ان کا بیٹا ایک دفعہ گھر سے نکل کر انبار پہنچ گیا۔۔۔ ماں بہت پریشان تھی۔۔۔ غلیل نے حضرت اولیس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا ماجرا سنایا اور لڑکے کی واپسی کیلئے دعا کی درخواست کی۔۔۔ آپ نے دعا کی: اے اللہ! کوئی شبہ نہیں آسمان تیرا آسمان ہے اور زمین تیری زمین ہے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے وہ بھی تیرا ہے تو اس لڑکے کو یہاں پہنچا دے۔۔۔ غلیل کہتے ہیں میں اس کے بعد باب الشام تک ہی آیا تھا کہ دیکھا کیا ہوں کہ لڑکا کھڑا ہوا ہے۔۔۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم سرزمین عراق سے نکلے۔۔۔ ہمارا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ تھا۔۔۔ ہمارے قافلے میں بہت سے لوگ تھے۔۔۔ اہل عراق میں سے ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور ہمارے ساتھ چل پڑا۔۔۔ گندم گوں اور سرخ رنگ کا تھا۔۔۔ رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔۔۔ کثرت عبادت کی وجہ سے چہرہ کا خون ختم ہو چکا تھا۔۔۔ مختلف چیتھڑوں سے بنے ہوئے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔۔۔ ہاتھ میں عصا تھا اور ساتھ ہی ایک تھیلی میں معمولی سا توشہ سفر تھا۔۔۔

فرمایا کہ یہ عابد و زاہد آدمی حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔۔۔ جب اہل قافلہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پہچان نہ سکے اور ان سے کہنے لگے: ہمارا خیال ہے کہ تو برا غلام ہے، اپنے آقا سے بھاگا ہے، اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اور اب تیرا کیا حال ہے؟ اگر تو اس کے پاس رہتا تو تیری یہ حالت نہ ہوتی، واقعی تو گنہگار اور قصور وار غلام ہے۔۔۔

انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! میں گنہگار غلام ہوں۔۔۔ میرا آقا تو بہترین آقا ہے۔۔۔ تقصیر تو میری طرف سے ہے۔۔۔ اگر میں اس کی اطاعت کرتا اور رضا جوئی کرتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا۔۔۔

پھر آپ مدینہ لگے، قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جاتی۔۔۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: پس لوگوں نے آپ پر ترس کھایا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیا کے کسی آقا کے غلام ہیں، حالانکہ وہ آقا سے رب العزت مراد لے رہے تھے۔۔۔ (اکابر کا مقام عبادت)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے غیبی تحفہ

حضرت سیدنا عبدالصمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:

اے میرے رحیم و کریم پروردگار! تو نے مجھے اور میرے اہل و عیال کو بھوکا رکھا... میرے موٹی! تو نے مجھے اور میرے اہل و عیال کو کپڑوں کے بغیر رکھا... تین دن ہمیں اسی حالت میں گزر گئے، میں نے اور میرے گھر والوں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا... مسلسل تین راتیں ہمارے گھر چر اغ نہ جلا... آخر میرا کون سا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہوا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ساتھ ایسا مبارک معاملہ ہو رہا ہے، جو تیرے اولیاء کے ساتھ ہوتا ہے؟ ایسی سعادت تو تیرے پسندیدہ و برگزیدہ بندوں کو نصیب ہوتی ہے... میرے موٹی! اگرچہ تھان بھی اسی حالت میں گزرا تو میں سمجھوں گا کہ تیری بارگاہ میں میرا بھی کچھ قدم در تہ ہے...

راوی کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی اور چوتھا دن شروع ہوا تو کسی نے دروازے پر دستک دی... آپ نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا میں حضرت عبداللہ ابن مبارک (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا قاصد ہوں... انہوں نے آپ کو دیناروں کی یہ قبیل اور ایک رقعہ بھجوایا ہے... جب آپ نے خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اس سال میں حج کے لئے نہیں آسکا، میں آپ کو اتنے دینار بھجوا رہا ہوں قبول فرمائیں... والسلام: عبداللہ بن مبارک (رحمہ اللہ تعالیٰ)

خط پڑھ کر آپ زار و قطار رونے لگے اور کہا کہ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ میں اتنا خوش قسمت نہیں کہ مجھے بھی وہی نعمت ملے جو اولیاء کرام کو ملا کرتی ہے... ہم اس قائل کہاں کہ ہمیں فخر کی لازوال دولت حاصل ہو... (حوالہ بیون الاحکامات)

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی برکات

بغداد میں دس نوجوان تھے، جن کے ساتھ دس نو عمر لڑکے تھے... ان نوجوانوں نے ایک نو عمر لڑکے کو کسی کام کے لئے بھیجا... اس نے کافی دیر لگادی... ان کو اس لڑکے پر بڑا

ٹھہرا آیا۔۔۔ اچانک وہ لڑکا ایک خربوزہ ہاتھ میں لئے ہنستا ہوا آگیا۔۔۔ اور نوجوانوں نے اس سے کہا کہ ”ایک تو، تو نے دیر لگائی، اوپر سے ہنستا ہوا آ رہا ہے؟“

اس نے کہا ”میں تمہارے پاس ایک انتہائی عجیب چیز لایا ہوں۔ دیکھو اس خربوزہ پر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ میں بیس برس ویرانم میں خرید کر لایا ہوں۔۔۔“
ان نوجوانوں میں سے ایک نے اسے بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔۔۔ ان میں سے ایک نوجوان بولا کہ ”آخر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مرتبہ پر کیوں کر پہنچے؟“
سب نے کہا ”تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے۔۔۔“ وہ بولا کہ ”اچھا پھر گواہ ہو کہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔۔۔“ ہاں سب نے بھی یہی کہا اور اللہ کے حضور میں توبہ کی۔۔۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سب یہاں سے طرطوس چلے گئے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔۔۔ (جو اہر پارے)

مزدوری کی اجرت

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی بدخلق عورت تھی ایک دن آپ سے کہنے لگی جب اللہ تعالیٰ نے تم پر کسی چیز کا دروازہ نہیں کھولا (یعنی کوئی ذریعہ معاش نہیں دیا) تو جاؤ اور کسی کے ہاں مزدوری کرو۔۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سن کر صحران کو نکل گئے اور عشاء تک وہاں نماز میں مصروف رہے۔۔ پھر ڈرتے ڈرتے کھر تشریف لائے اور بیوی کی ڈانٹ سے شرمندہ تھے۔۔ دل اس کی شرارت سے مغموم تھا۔۔ بیوی نے دیکھتے ہی کہا کہ تمہاری مزدوری کہاں ہے؟ (لاؤ مجھے دو)
آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیوی سے کہا کہ جس نے مجھ سے مزدوری لی ہے وہ بڑا بخشنے والا ہے۔۔۔ اس سے جلد مزدوری مانگنے پر مجھے شرم آئی۔۔۔

کئی دن ایسے ہی گزر گئے۔۔۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ صحران میں جاتے۔۔۔ رات تک وہاں نماز میں مصروف رہتے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی روزانہ پوچھتی کہ مزدوری کہاں ہے؟
آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے کہ میں نے ایک کریم کے ہاں مزدوری کی ہے، مجھے اس سے مزدوری جلدی مانگنے سے حیا آتی ہے۔۔۔

جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی پر یہ حالت طویل ہو گئی تو کہنے لگی... اس سے مزدوری مانگ لو یا پھر کسی اور کے ہاں مزدوری کر لو....

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ میں مزدوری مانگوں گا... پھر اپنی عادت کے موافق گھر سے باہر صحرا کی طرف تشریف لے گئے... جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو واپس گھر تشریف لائے... حال یہ تھا کہ بیوی سے دل میں ڈر رہا تھا... آپ رحمہ اللہ تعالیٰ جب گھر تشریف لائے تو گھر سے دھواں اٹھتا دکھائی دیا اور دسترخوان بچھا ہوا پایا اور بیوی بہت خوش و خرم تھی... آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر کہنے لگی کہ آپ جس کے ہاں مزدوری کرتے رہے ہیں نے واقعی کریم لوگوں کی طرح مزدوری بھیجی ہے... اس کے ایلچی نے مجھے کہا کہ جب حبیب (یعنی تمہارے خاوند) آئیں تو کہنا کہ کام اور محنت سے کریں اور یہ بھی کہہ دینا کہ ہم نے ان کی مزدوری میں کنجوسی کے ہونے کی وجہ سے دیر نہیں کی... وہ آنکھیں ٹھنڈی اور دل کو ستھرا رکھیں... یہ کہہ کر بیوی نے چند تھیلیاں دکھائیں جو دیناروں سے بھری پڑی تھیں...

یہ سب کچھ دیکھ کر حضرت حبیبؑ رحمہ اللہ تعالیٰ روئے اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ اجرت اس کریم کی طرف سے آئی ہے جس کے قبضہ قدرت میں آسمان اور زمین کے خزانے ہیں... جب بیوی نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کی اور قسم اٹھائی کہ میں آئندہ کے لئے ان باتوں کا اعادہ نہیں کروں گی جو آج تک کرتی رہی... (حوالہ جامع کرامات ولیدہ صفحہ 61B)

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت

حضرت خوجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب انا ساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گواہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا... آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ... وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گائیوں کی چھڑیاں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے... آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک چھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس چھڑی کا دودھ دودھ کر لاؤ... گوالہ بڑا حیران ہوا، مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق چھڑی کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اس کے

ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا.... اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا، آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا.... اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا.... (حوالہ سیرت محمد الدین 35)

عرصے سے گمشدہ لڑکا گھر واپس آ گیا

ایک روز بابا فرید الدین گنج شکر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک بڑھیا پریشان حال حاضر ہوئی۔ بابا صاحب نے فرمایا: کیا حال ہے؟ کیوں پریشان ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا: میرا لڑکا عرصے سے غائب ہے اس کا کچھ پتہ و نشان نہیں، دعا فرمائیے۔ بابا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر مراقبہ کر کے فرمایا: جاتیر لڑکا گھر آیا ہے.... بڑھیا گھر واپس آئی تو لڑکا موجود تھا.... بڑھیا نے لڑکے سے حال دریافت کیا کہ تو کہاں چلا گیا تھا؟ اور کس طرح واپس آیا؟ تو لڑکے نے جواب دیا کہ میں دریا کے کنارے آپ کی جدائی میں رو رہا تھا کہ ایک بڑھے خرقہ پوش نے دریا سے برآمد ہو کر پوچھا: بیٹے کیوں رو رہا ہے؟ میں نے سارا حال عرض کیا.... انہوں نے فرمایا: بیٹا آنکھ بند کر، میں نے آنکھ بند کر لی اس کے بعد جو میں نے آنکھ کھولی تو اپنے مکان کے دروازے پر موجود تھا.... بڑھیا نے کہا وہ بڑھے آدمی حضرت بابا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی تھے.... (حوالہ سوانح بابا فرید رحمہ اللہ تعالیٰ 47)

ایک ہندو مہنت کے اسلام لانے کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوؤں کے گھاٹ پر چلے گئے.... آپ کو گھاٹ پر بیٹھے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان کو اشلان گھاٹ پر بیٹھے دیکھ کر شور مچا دیا اور خوب دعوے کیا.... چونکہ آپ استغراق میں تھے اس لئے آپ کو ان کے شور و غل مچانے کی خبر نہ ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں ہندوؤں کا بڑا مہنت آیا اور اس نے جب خوب شور کر کے آخری دہائی دی تو آپ نے آنکھ کھول کر اسے دیکھا.... آپ کا دیکھنا ہی تھا کہ وہ بڑا مہنت فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ مہنت کے دوسرے ساتھی یہ معاملہ دیکھ کر دم خور ہو گئے.... دوسرے لوگ کہنے

لگے یہ جادو گر ہے۔ کچھ لوگ بڑے مہنت کو مردہ سمجھ کر رونے پڑنے لگے۔ آخر کار آپ اٹھے اور اس بے ہوش مہنت کے سر پر ہاتھ بھیر کر فرمایا: ”اللہ کے حکم سے اٹھ بیٹھے۔“ آپ کا یہ حکم سنتے ہی وہ بڑا مہنت فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنا پسینہ خشک کیا، پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر شرفِ بے اسلام ہوا۔ جب آپ نے یہ سنا کہ یہاں عورتیں اشران کے لئے آتی ہیں تو گھاٹ کے قریب سے ہٹ گئے۔

اس کے بعد دوسرے دن مہنت کے دیگر ساتھی بھی اسلام لے آئے۔ آپ نے ان سب کو اسلام کی چند ضروری باتوں پر عمل کرتے رہنے کی تلقین کی اور بڑے مہنت سے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرتے رہو تا کہ سیر منازل میں کامیابی تمہارے قدم بوسی کرے۔ اس نو مسلم بڑے مہنت نے آپ کی خدمت کرتے ہوئے ایک دن آپ کو ایک ناریل لا کر دیا اور کہا یہ اکسیر سے بھرا ہوا ہے اس سے لاکھوں من سونا تیار ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے تجسم فرمایا اور ناریل اس کے ہاتھ سے لے کر پھر دریا میں دور پھینک دیا اور فرمایا غلط خیال اور غلط اعمال سے توبہ کرو، اللہ کو چاہنے کے لئے ہر طرح کوشش کرو۔ پھر اس مہنت کو کچھ ملول سا دیکھ کر فرمایا: ”اللہ کے خزانے میں اکسیر کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اگر تمہیں ناریل والے اکسیر کی خواہش ہے تو کوئی دریائی ناریل موجود ہیں۔“ تو مسلم مہنت نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کنارے پر ناریل ہی ناریل تیر رہے تھے، جن کے منہ اسی طرح بند تھے جیسے اس اکسیر والے ناریل کا منہ بند تھا۔

آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ مہنت بہت شرمندہ ہوا اور پھر توبہ کر کے اقرار کیا کہ ان شاء اللہ اب صرف اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مکمل پیروی کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ کے پچے مریدوں میں شامل ہو گیا۔ (تذکرہ اولیاء ہندوستان 313)

قصیدہ بردہ شریف کی وجہ تالیف

امام بوہری نے یوں تو کئی قصیدے لکھے مگر جس قصیدہ نے آپ کو بامِ شہرت اور محرانِ مقبولیت پر پہنچایا وہ قصیدہ بردہ ہے۔ ہوا یہ کہ امام بوہری رحمہ اللہ تعالیٰ شہیدِ قسم کے قافلے میں جیل ہو گئے۔۔۔۔۔ نچلا دھڑ بے حس ہو جانے کی وجہ سے چلتے پھرنے اور ہلنے چلنے سے عاجز رہ

مئے.... مرض نے طول کھینچا، سوچا کہ کیوں نہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کیا جائے.... چنانچہ نہایت ہی محویت و محبت کے عالم میں ایک قصیدہ لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگی، اور سو گئے.... قسمت جاگ اٹھی، صدق و اخلاص سے کہی ہوئی نعت شریف، شرف قبولیت پا گئی، آقا نے کرم کیا، اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا اور حکم دیا وہ قصیدہ تو مجھے سناؤ....

بومیری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی قسمت پر نازاں تعمیل حکم میں مدح سرا ہوئے.... آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا.... بعض اشعار سن کر تو آپ بحالت سرور یوں مجھوم اٹھے جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بار آور شاخیں جھومتی ہیں.... آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام چادر عنایت فرمائی.... پھر مسجائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر دست شفا پھیرا، آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی....

اگلے دن امام بومیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک درویش ملے اور کہا کہ مجھے قصیدہ کی نقل چاہیے.... امام بومیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کون سا قصیدہ؟ انہوں نے کہا: جس کا آغاز ”امن تلک کر جبران ہدی سلم“ سے ہوتا ہے.... بومیری نے حیرت و استعجاب سے پوچھا تمہیں اس قصیدے کا کیسے علم ہوا؟ جب کہ میں نے کسی کو اس کے بارے میں بتایا نہیں. درویش عشقِ مصطفیٰ کی جبینیق عقیدت و محبت سے خم ہو جاتی ہیں.... حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ کا ایک ایک شعر بلکہ ہر کلمہ مستقل اس واقعہ کے بعد قصیدہ بردہ اور امام بومیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو وہ عزت، شہرت اور شان و شوکت نصیب ہوئی کہ ان کا اسم گرامی آتے ہی ہم ایسے ماہر علموں کا تو ذکر ہی کیا، بڑے بڑے علماء و محدثین کا وظیفہ ہے، جو حل مشکلات ہے اور نیز مقاصد کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے.... امام بومیری رحمہ اللہ

تعالیٰ نے 695 ہجری میں وصال فرمایا... (حسن الحاضرة ج 1 ص 464)

آپ کا مزار مبارک اسکندریہ میں آپ کے شیخ حضرت ابوالعباس مری رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ مبارکہ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے... جمعہ اور خاص مواقع پر قصیدہ بردہ شریف کے ختم کا حلقہ ہوتا ہے.... (بحوالہ چند روزِ مصر میں)

دو ہندوؤں کے مشرف بہ ایمان ہونے کا واقعہ

حضرت سید میرا حسین زنجانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابتدائی دور میں یہ معمول رہا کہ گھوم پھر کر تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ کئی روز تک دو ہندوؤں کو روزانہ اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے۔ ایک دن ان دونوں نے آپس میں کہا کہ یہ بڑھا ہمیں روزانہ تنگ کرنے آ جاتا ہے اور اس نے نئے دین کا کیا ڈھونگ چار کھا ہے۔ وہ آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ آخر کار انہوں نے منصوبہ بنایا کہ کل سناں بوڑھے درویش کا کام تمام کر دیں۔ یہ سوچ کر ایک دن آپ کے پیچھے پیچھے تعاقب کرتے ہوئے آپ کی جائے رہائش تک آ گئے، لیکن ابھی شام ہوا چاہتی تھی۔ انہوں نے سوچا کہ زراعت ہو جائے تو پھر آپ کو قتل کر دیں گے۔

اس نیت سے آپ کی جھونپڑی سے دور ہی بیٹھے رہے۔۔۔۔۔ جب اندھیرا چھا گیا اور آپ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد یاد الہی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دونوں ہندو آپ کے کمرے میں آ گئے۔۔۔۔۔ آپ کا دروازہ کھل ہوا تھا اور وہ آپ پر حملہ آور ہونے لگے، آپ یاد الہی میں مستغرق تھے۔۔۔۔۔ جونہی انہوں نے تیز چھروں سے آپ پر وار کرنا چاہا تو وہ دونوں اندھے ہو گئے۔۔۔۔۔ چنانچہ اندھے ہو کر واپس لوٹنے لگے تو پھر درست ہو گئے۔

جب ٹھیک ہو گئے تو دوبارہ آپ پر حملہ آور ہوئے لیکن پھر اندھے ہو گئے۔۔۔۔۔ اسی طرح جب تیسری بار اندھے ہو کر درست ہوئے تو ان کا دل بیدار ہو گیا کہ یہ تو کوئی اللہ کا برگزیدہ انسان ہے۔۔۔۔۔ اس کی دعوت سچی ہے۔۔۔۔۔ ہم ہی جھوٹے ہیں۔۔۔۔۔ آخر آپ کے قدموں پر گر گئے اور آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ ایمان ہو گئے۔ اور آخری دم تک پھر آپ کی خدمت میں گاہے گاہے حاضری دیا کرتے تھے۔ (آفتاب زنجان)

کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا

بنارس کے ایک مندر میں پتھر کا بت کچھ عجیب طریقہ سے بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جب وہ آنکھیں کھولتا تو مندر جگمگا اٹھتا۔۔۔۔۔ اس عجوبے کو دیکھنے کے لئے ہندوستان کے طول و عرض سے ہندو یاتری اس مندر میں آتے۔ حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ جب بنارس شریف لے گئے تو

آپ نے بھی اس مندر میں جا کر بت کو دیکھنے کا ارادہ کیا۔۔۔ جب آپ مندر میں داخل ہوئے تو وہاں کا بڑا باتری جو کہ سید اشرف کی ریاضت و کرامات سے واقف تھا۔۔۔ آپ کو اندر لے گیا۔۔۔ بت کی روشنی پھیلانے والی آنکھوں کی کرامت دکھائی اور کہنے لگا۔۔۔ دیکھئے! آپ اپنے ان دیکھے بھگوان کو مانتے ہیں جب کہ ہمارا بھگوان پتھر کا ہے۔۔۔ پاک، صاف اور ٹھوس ہے۔۔۔

حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی باتیں سن کر مسکرائے اور بت کی طرف دیکھا۔۔۔ ان کا دیکھنا تھا کہ بت ریت کی مانند زمین بوس ہو گیا۔۔۔ ہندو پنڈت اور پجاری اس کو نظروں کا فریب سمجھے۔۔۔ اسی اثناء میں مندر میں اس قدر تاریک اندھیرا چھا گیا کہ پجاریوں پر سکتہ طاری ہو گیا اور بڑا پجاری بالکل پتھر کا ہو گیا۔۔۔ پجاریوں نے اس کو دوبارہ اصلی حالت پر لانے کے لئے بڑے بڑے جاپ کئے مگر بے سود۔۔۔

آخر کار تمام کے تمام پجاری سید اشرف کے قدموں میں گر گئے اور اسلام قبول کیا۔۔۔ یوں بڑا پجاری بھی پھر اصلی حالت میں آ گیا اور سید اشرف کا مرید ہو گیا۔۔۔ رفتہ رفتہ پورے کا پورا ہمارا حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس مندر اور بت کا نام و نشان مٹ گیا۔۔۔ (تذکرہ اولیاء ہندوستان صفحہ 382)

امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ مغرب تا فجر جمادات و حیوانات کی تسبیح سماعت فرماتے تھے۔۔۔ یہ درجہ اس طرح نصیب ہوا کہ ایک مرتبہ شیخ امین الدین کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جہاںات دور فرمادیئے۔۔۔ مسجد کے ستونوں، دیواروں اور دور دراز کے علاقوں تک کی چیزوں سے تسبیح کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔ (جامع کرامات اولیاء جلد 2 صفحہ 277)

ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کی توجہ سے رزق میں برکت ہو جاتی۔۔۔ ایک بار آپ کے ہاں ۱۳ مہمان آ گئے، مگر میں صرف ایک روٹی دستیاب ہوئی، اسی سے تمام مہمان سیر ہو گئے۔۔۔ (اینا صفحہ 281)

آپ خطرناک ترین درندوں، جنوں اور دیگر مخلوقات میں سے کسی سے ذرہ برابر خوف نہ کھاتے۔ جن بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے... ایک مرتبہ انہوں نے آپ کی خدمت میں مسئلہ توحید پر 75 استفتاء بھجوائے، جس کے جواب میں آپ نے کتاب "کشف الحجاب عن وجه مسئلۃ الجہان" تحریر فرمائی... (جامع کرامات اویہ لہنہانی، جلد 2 صفحہ 277)

تصانیف: امام شعرانی صاحب بزرگ تھے، درج ذیل تصانیف مشہور ہیں...

لوائح الانوار فی طبقات الاخیار (طبقات کبریٰ)، الانوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیہ، میزان شعرانی، البواقیت والجواهر، کشف الغمہ عن جمیع الامۃ، الکبریٰ الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر، البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر السدید....

مخدوم علی احمد صابر رحمہ اللہ کی کرامت کا واقعہ

والد محترم کے وصال کے بعد نہایت تنگی و عسرت سے گزر اوقات ہونے لگی۔ لیکن آپ کی والدہ ماجدہ کسی سے اس بات کا اظہار نہ فرماتی تھیں۔ حضرت مخدوم علی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ دن کے وقت جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت الہی میں مشغول رہتے۔ کھانے پینے کا ہوش نہ ہوتا... کئی پہر تک کچھ نہیں کھاتے... جب بھوک کا غلبہ شدت اختیار کر لیتا تو اپنی والدہ ماجدہ سے کوئی چیز کھانے کے لئے طلب فرماتے... بعض مرتبہ یوں بھی ہوتا تھا کہ آپ کو شدت سے بھوک لگتی مگر گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوتی تھی..

ایک مرتبہ آپ دو تین دن سے فاقہ کی حالت میں تھے جس کی وجہ سے آپ کو بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی... اتفاق سے اس دن گھر میں کچھ بھی کھانے کو موجود نہ تھا... اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ کچھ کھانے کو دو... آپ کی والدہ ماجدہ نے دو پہر تک یہاں سے آپ کو بلا اور اس دوران بہت کوشش کی کہ کچھ میسر آ جائے تو پکا کر آپ کو کھلا دیا جائے... لیکن کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا... چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے پھر والدہ ماجدہ سے

کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایا اور کہا کہ بھوک کے باعث بے تاب ہو رہا ہوں....
 والدہ ماجدہ نے آپ کی تسکین کے لئے ایک دیکھی میں پانی بھر کر چولہے پر رکھ دی
 اور آگ جلا دی.... تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دیکھی میں چچ ہلا دیتی تھیں....
 آپ تھوڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد والدہ ماجدہ سے کہتے تو فرماتیں بیٹا ابھی پک
 جاتی ہے.... آگ جل رہی ہے.... اسی طرح کئی مرتبہ ہوتا رہا آخر مغرب کی نماز کے بعد بھوک
 نے آپ کو پریشان کیا تو آپ نے پھر والدہ ماجدہ سے کھانا طلب فرمایا اور چولہے کے قریب جا
 کر خود دیکھی سے ڈھکن اٹھا کر فرمایا: چاول تو پک گئے ہیں.... مجھے جلدی سے کھلا دیجئے....
 والدہ ماجدہ نے آپ کی زبان اطہر سے یہ بات سنی تو بہت تعجب ہوا، کیونکہ انہوں نے
 تو دیکھی میں صرف پانی ڈال کر چولہے پر رکھا ہوا تھا اور پانی کے سوا اس میں کچھ نہ تھا۔ مگر
 چونکہ ان کو یہ یقین تھا کہ خدوم علی احمد صابر رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان اطہر سے جو کلمہ نکلتا ہے وہ
 بالکل درست اور سچ ہوتا ہے اس لئے فوراً انھیں اور دیکھی کے پاس آ کر دیکھا تو واقعی نہایت
 اعلیٰ قسم کے چاول پک کر تیار ہو چکے تھے.... جن کی خوشبو بہت اچھی تھی....
 آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو چاول نکال کر کھلائے اور مولانا محمد ابوالقاسم گرگانی
 رحمہ اللہ تعالیٰ کو بجا کر ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے بھی چاول دیکھے اور تبرک کے
 طور پر تناول فرمائے۔ (حوالہ کردہ اولیاء ہندوستان ۱۶۱)

۴۰

دعائے حزب البحر کی برکت کا واقعہ

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ مصر کے شہر قاہرہ میں قیام پذیر تھے کہ حج کے دن قریب
 آگئے.... اپنے دوستوں سے شیخ ابوالحسن نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سال حج کرنے کا حکم دیا
 ہے۔ اس لئے جہاز کا کوئی انتظام کیا جائے تاکہ ہم سب باجماعت حج کے لئے روانہ ہو سکیں....
 کالی کوشش کے باوجود جہاز کا انتظام نہ ہو سکا مگر شیخ ابوالحسن کا حج پر جانے کا پروگرام بدستور رہا....
 ایک روز ان کے دوستوں نے آ کر کہا کہ ایک بوڑھے عیسائی کے جہاز کے سوا اور کوئی
 جہاز ملنا ممکن نہیں.... حضرت نے اسی جہاز میں روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا.... ابھی جہاز قاہرہ

کی آبادی سے باہر نکلا ہی تھا کہ مخالف ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔۔۔ جن کی بدولت کئی روز تک جہاز قاہرہ کے قرب و جوار میں ٹھہرا رہا۔۔۔

جہاز میں سوار عیسائی لوگوں نے حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا کہ حضرت کو تو اللہ نے حج کا حکم دیا تھا تو پھر اس نے یہ رکاوٹیں کیوں کھڑی کر دیں جبکہ حج کے ایام قریب آنے والے ہیں اور جہاز جہاں سے چلا ہے وہیں کھڑا ہے۔۔۔ حضرت ابوالحسن ایسی طنزیہ گفتگو سن کر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے مگر ضبط سے کام لیا۔۔۔ اسی کشمکش اور بے چینی میں ایک روز حضرت ابوالحسن کی آنکھ دوپہر کے وقت لگ گئی۔۔۔ حالت خواب میں آپ کو دعائے حزب البحر پڑھائی گئی اور اس کا بکثرت ورد کرنے کا حکم دیا گیا۔۔۔ جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بیدار ہوئے تو آپ نے جہاز کے افسر کو بلایا اور فرمایا کہ خدا کا نام لے کر باد بان اٹھا دے۔۔۔ اس نے جواب دیا کہ باد بان اٹھانے کو تو میں تیار ہوں مگر مخالف ہوا ہمارا منہ پھیر دے گی اور ہم دوبارہ قاہرہ پہنچ جائیں گے۔۔۔

شیخ نے فرمایا کہ تو دل میں پکڑو حکومت کر اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر عمل کر اور خدا کی عجیب مہربانی دیکھ۔۔۔ چنانچہ جونہی باد بان اٹھایا گیا وہیں موافق ہوا زور و شور سے چلنے لگی۔۔۔ یہاں تک کہ جس رسی کے ساتھ جہاز کو میخ سے باندھ رکھا تھا وہ بھی کھول نہ سکے۔۔۔ ناچار اس کو کاشا پڑا اور بڑی جلدی امن و سلامتی کے ساتھ جہاز اپنی مہارک منزل تک پہنچ گیا۔۔۔ عیسائی جہاز والے کے دلوں بیٹے حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً ایمان لے آئے۔۔۔ اس بات کا جہاز ران کو بڑا دکھ ہوا۔۔۔ اسی رات خواب میں اس نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن ایک بڑی جماعت کے ساتھ بہشت میں تشریف فرما ہیں اور اس کے بیٹے بھی حضرت کے ساتھ بیٹھے ہیں۔۔۔ عیسائی بوڑھے نے اپنے بیٹوں سے ملنا چاہا تو فرشتوں نے اسے جہنم کا کہنا لوگوں کے دین والوں میں سے نہیں ہے لہذا تو ان کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔۔۔ اگلی صبح وہ جاگا تو خدا کی ہدایت اس کی مددگار ہوئی اور اس نے کلمہ تو حید پڑھا اور رفتہ رفتہ اس کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ وہ بڑے باطنی مقامات والا ہو گیا۔۔۔ اس طرف کے لوگ اس کے نزدیکی اور صحبت کے طالب ہونے لگے۔۔۔ (تحریکات اولیاء)

حضرت علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت

ایک دفعہ آپ کا واسطہ ایک سادھو سے پڑ گیا... اس نے آپ سے کہا کہ آپ اگر اپنے آپ کو خدا کے اتنا قریب سمجھتے ہیں تو کوئی حیرت انگیز کرامت اور کرشمہ دکھائیں....
آپ نے فرمایا: یہاں سادھو! میں ایک غریب الوطن مسافر ہوں.... میں تمہیں کیا کرامت دکھاؤں.... تم ہی کوئی کرامت دکھاؤ....

اب سادھو شچی میں آ گیا.... اس نے بتوں کی طرف دیکھا تو سارے بت ٹاپے لگے.... سید امیر علی شاہ ہمدانی نے جب بتوں کو اس طرح ٹاپے دیکھا انہوں نے مرید کو کہا کہ اپنے پاؤں سے جوتے اتار دیں.... تو وہی جوتے اڑاڑ کر ان بتوں پر برسے لگے...
سادھو نے دیکھا تو فوراً تائب ہو گیا اور تمام فضائل طیبہ کی صداؤں سے گونج اٹھی....

لاش جلنے سے بچالی

سندھ کے عوام میں حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کرامت بہت مشہور ہے۔ مختلف روایات کے مطابق حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عادت تھی کہ آپ راستہ چلتے وقت ہمیشہ سر جھکائے رہتے تھے.... اسی طرح جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو گردن خم کئے رہتے تھے... روایت ہے کہ حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ محلہ "کانوگن" کے قریب ایک گلی میں اکثر بیٹھا کرتے تھے.... اسی محلے میں "کانوگا" ایک مشہور ہندو خاندان تھا..

یہ لوگ پردے کے سخت پابند تھے... اس خاندان کی عورتیں ڈولی میں بیٹھ کر جایا کرتی تھیں.... کانوگا خاندان کی ایک عورت حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ سے بے حد عقیدت رکھتی تھی.... حتیٰ کہ دل ہی دل میں اسلام قبول کر چکی تھی.... مگر ہندو رشتہ داروں کے خوف سے اس نے اسلام کو چھپا رکھا تھا....

جب بھی آپ گلی میں آ کر بیٹھتے وہ عورت بھی کھڑکی میں چلی آتی اور گھنٹوں حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتی رہتی.... ہندو عورت کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لے.... مگر آپ ہمیشہ سر جھکا کر بیٹھتے تھے، اس لئے وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی....

ایک دن ہندو عورت کی وحشت اس قدر بڑھی کہ اس نے شوق دیدار میں کھڑکی سے چھلانگ لگا دی اور حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں جا گری.... اونچی سے گرنے کے سبب ہندو عورت شدید زخمی ہو گئی تھی.... اس نے ایک نظر حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئی....

جب محلے کے لوگوں کو معلوم ہوا تو ہر طرف ایک شور مچا ہو گیا.... مرنے والی ہندو عورت کے رشتہ دار اس کی لاش اٹھانے کے لئے حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے.... ”اگر آپ اجازت دیں تو اس بدنصیب عورت کو لے جائیں اور اس کی آخری رسوم ادا کر دیں....“

کانوگا خاندان کے لوگوں نے حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ سے اجازت اس لئے چاہی تھی کہ مرنے کے بعد بے پردگی کے خیال سے حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اپنی چادر ڈال دی تھی.... اور یہ بات بھی خاندان میں مشہور ہو چکی تھی کہ ہندو عورت لال شہباز رحمہ اللہ تعالیٰ سے بے حد عقیدت رکھتی تھی....

”میری اجازت کی کیا ضرورت ہے“ حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی درخواست سن کر فرمایا.... ”تمہاری امانت ہے، جہاں چاہو لے جاؤ....“

حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہندو عورت کے رشتہ داروں نے اس کی لاش اٹھانے کی کوشش کی مگر اپنے مقصد میں ناکام رہے.... انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے لاش بہت زیادہ وزنی ہو گئی ہے.... پھر دوسرے عزیزوں کو بلایا مگر پھر وہیں افراد بھی مل کر ایک کمرودی عورت کو نہ اٹھا سکے.... ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ لاش زمین سے چپک گئی ہو....

ان لوگوں کو حیران و پریشان دیکھ کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اگر تم پورے شہر کے ہندوؤں کو بھی جمع کر لو گے تو یہ ماش نہ اٹھ سکے گی۔“

حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات سن کر کانوگا خاندان کے لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی.... ”آخر اس بد نصیب عورت سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے....“ خاندان کے بوڑھے افراد نے حضرت لعل شہباز رحمہ اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے....

”گناہ و ثواب کی بات نہیں ہے“ حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے پر جلال بچے میں کہا.... ”اس عورت کی قسمت میں جلا نہیں ہے....“

”پھر ہم کیا کریں؟“ اس عجیب و غریب صورتحال سے اہل ہنود بہت پریشان تھے۔
 ”اگر تم اس کو دفن کرنے کا وعدہ کرو تو لاش اٹھ جائے گی....“ حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ ہندو عورت کی اترتی اٹھنے کے بجائے جنازہ اٹھا اور اسے مسلمانوں کے طریقے پر دفن کیا گیا....

حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ کرامت دیکھ کر کانوگا خاندان کے کئی ہندو آپ کے دست مبارک پر ایمان لے آئے۔

یہ واقعہ اتنا سچا ہے کہ اس عورت کی قبر آج بھی سیہون میں موجود ہے۔ مگر مقامی جاہل لوگ یہ شیطانی کام کرتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس کے موقع پر اسی قبر سے ”مہندی“ اٹھتی ہے اور وہ مہندی مختلف علاقوں سے گزر کر حضرت لعل شہباز رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”رگاہ“ لائی جاتی ہے۔ یہ واقعہ کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر اہل اللہ کی محبت رنگ لاتی ہے اور یہی محبت کا ایک ہلکا سا رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی جہالت سے حفاظت فرمائے۔

حضرت شہباز قلندر کی کرامت

شیخ بخارا کے بادشاہ ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہنشاہ ولایت! میرے پاس خدا کی دی ہوئی ہر نعمت موجود ہے.... میری

بادشاہت میں میرے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا.... نعت خداوندی میں مالا مال ہوں....
لیکن ایک چیز کی کمی میں شدت سے محسوس کرتا ہوں، وہ یہ کہ میں اولاد سے محروم ہوں....
آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم مجھ کو اس نعمت سے نواز دے....

حضرت لعل سائیں نے بادشاہ کے لئے دعا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ
بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہیں ایک فرزند صالح دے گا لیکن اس میں ہمارا سا جھا ہوگا....

بادشاہ نے عرض کی: حضرت! مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے.... میں تو یہ چاہتا ہوں کہ
میری سلطنت کا ولی عہد پیدا ہو جائے.... کچھ ہی عرصہ کے بعد اللہ پاک نے بادشاہ پر مہربانی
کر دی اور اس کو ایک فرزند ارجمند عطا کیا....

بادشاہ نے بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں زرو جو اہر تول کر حضرت لعل سائیں کی خدمت
میں پیش کئے مگر آپ نے ان تمام چیزوں کو رد کرتے ہوئے فرمایا، ہمیں دنیاوی دولت سے
کیا سروکار.... ہم درویش لوگ ہیں.... ان جھگڑوں سے تو ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے...
ہمارا تو تمہارے بیٹے میں سا جھا ہے، ہم اس میں سے حصہ لیں گے..

یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ بچے کو ہمارے سامنے لایا جائے.. بادشاہ نے فوراً آپ
کے حکم کی تعمیل کی.... آپ نے بچے کو اٹھایا اور اپنی گدڑی میں چھپا کر بادشاہ سے کہا کہ اب تم
جو کچھ مرضی کر لو اس میں آدھا حصہ میرا ہوگا....

آپ نے اس بچے کا نام ادھم رکھا.. یہ لڑکا ہی بڑا ہو کر سلطان ادھم کے نام سے
مشہور ہوا.. لیکن کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد اس نے دنیا ترک کر دی اور باقی آدمی
عمر فقیری میں گزار دی..

سلطان ادھم نے حضرت لعل سائیں کے حکم سے خیر پور کے پاس پہاڑی پر قیام کیا اور
یہاں پر ہی وفات پائی.... آپ کا مزار خیر پور میں موجود ہے....

سلطان ادھم میں سے حضرت لعل سائیں نے اس کی درویشی کی شکل میں آدھا حصہ لیا....

(تذکرہ شہداء قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت شیخ فتح بن علی موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے

وصال کا عجیب و غریب واقعہ

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال 220ھ میں خاص عید الاضحیٰ کے روز ہوا اور عجیب طرح ہوا.... ہوا یوں کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ عید الاضحیٰ کے روز کو مساروں سے گزر رہے تھے.... وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ قربانیاں کر رہے ہیں.... آپ نے کہا کہ باری تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ میرے پاس قربانی کے لئے کوئی جانور نہیں ہے جو تیری راہ میں قربان کروں.... بس یہ ایک جان ہے (اسی کو قربان کرنا ہوں) یہ کہہ کر آپ نے اپنی انگلی اپنے گلے پر اس طرح چلائی جس طرح ذبح کے لئے چھری چلائی جاتی ہے.... انگلی گلے پر چلاتے ہی آپ گر پڑے.... آپ کے گرتے ہی لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی روح پرواز کر چکی تھی اور گلے پر ایک سبز خط نمودار تھا (جان کی قربانی کی یہ ایک نادر مثال ہے)....

حضرت صوفی حمید الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

کی دعا سے بارش ہو گئی

دہلی پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی اور خواجہ قطب الدین غنیمتار کا کی رحمہ اللہ تعالیٰ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما چکے تھے تو ان کی وفات کے بعد دہلی میں سخت قحط کا سال پیدا ہو گیا جس سے پانی کی سخت قلت محسوس ہونے لگی.... پانی کی سخت قلت کے باعث انسان، حیوان اور چرند پرند سب پریشاں نظر آنے لگے.... غرض کہ پوری مخلوق خدا پریشان ہونے لگی تو سلطان التمش نے ایک معتمد کو بلایا اور کہا: ”جاؤ اور صوفی حمید الدین کو میرا سلام کہنا اور کہو کہ دہلی میں قحط کی ہی کیفیت پیدا ہو گئی ہے.... آپ دعا کریں کہ بارش ہو جائے....“

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب بادشاہ کا پیغام ملا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند صوفیوں کی

جماعت کو ساتھ لیا اور اجتماعی دعا کی جس کی برکت سے اسی وقت بارش برس پڑی....
 یہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی کرامت تھی جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بارش
 برسا کی۔ لوگوں کو پانی کی قلت سے نجات ملی.... فصلات اور باغات کی جان میں جان
 آئی.... پرندوں، انسانوں اور حیوانوں کے پینے کے لئے پانی کا انتظام ہوا.... گویا کہ ان
 لوگوں کو دوبارہ زندگی نصیب ہوئی جس کا بادشاہ متشی تھا اور رعایا خوشحال ہو گئی....

اکسیر گھاس کو دریا میں پھینک دیا

ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد سے دہلی آرہے تھے کہ راستے میں ایک جوگی جس
 کا نام گیان ناتھ تھا، نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس قسم کے گھاس کی خبر دی کہ اس سے "اکسیر"
 بنتی ہے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس گھاس کو پکڑ کر دریا میں پھینک دی تو وہ جوگی بڑا پریشان
 اور حیران ہوا کہ آپ نے کس قدر غلطی کی ہے کہ اتنی مہنگی اور اکسیر گھاس کو دریا میں پھینک
 دیا.... جوگی نے اس امر کا آپ سے اظہار کیا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دریا سے وہ گھاس
 نکال کر اس کے حوالے کر دی اور آپ نے گیان ناتھ سے کہا کہ اپنی آنکھیں بند کر دو....
 جوگی نے اپنی آنکھیں بند کیں تو پھر آپ نے اس کو کھولنے کے لئے کہا.... آپ نے پوچھا
 کیا نظر آیا؟ اس جوگی نے کہا: "عرش سے لے کر تخت افروزی تک زمین سونا ہی سونا نظر آیا...."
 اس جوگی پر اس کرامت کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر
 بیعت کر لی اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا پیروکار بن گیا....

مثالی تاجر کی مثالی عجیب سخاوت

درج ذیل واقعات کلکتہ کے ایک ایسے دریا دل فیروز نامی تاجر کے ہیں جو سترے
 زمانے میں کروڑ پتی ہونے کے باوجود ایسے رقیق القلب اور منفرد دل و دماغ کے مالک
 تھے اگرچہ ان کی تجارت موزے اور بنیان کی تھی لیکن انہوں نے یہ تجارت ایسی مثالی کی
 جو ہمارے لئے بھی مشعل راہ ہے اور پھر ان کا صدقہ خیرات اور خدمت خلق کا ایسا جذبہ
 جو منجانب اللہ عطا ہوا تھا وہ بھی مثالی ہے....

ایک ہزار نہیں دس ہزار

ایک مولوی صاحب اپنے مدرسہ سکول کے چند کیلئے فیروز صاحب کے ہاں حاضر ہوئے مولوی صاحب سے انہوں نے ایک ہی سوال کیا کہ آپ کو کتنے روپے کی ضرورت ہے؟ انہوں نے اپنے والہانہ اور مفکرانہ انداز میں جواب دیا کہ جو کچھ آپ خوشی سے دے سکیں۔ فیروز صاحب کی سخاوت اور دریادلی کی داد دینی پڑتی ہے۔۔۔ انہوں نے چیک بک مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے دی کہ جتنی رقم چاہیں درج کر دیں اور انہوں نے اس زمانے میں روپے کی قیمت کو دیکھتے ہوئے ایک ہزار روپیہ لکھا جسے دیکھ کر اس بادشاہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے جیب سے قلم نکال کر رقم کی داہنی جانب ایک صفر اور بڑھا کر دس ہزار کا چیک مولوی صاحب کے حوالے کر دیا۔۔۔

ایک صاحب کہتے ہیں میں فیروز صاحب کے پاس گیا تو ان کے پاس خالص چاندی سے تراشا ہوا ایک شاندار مسجد کا ماڈل رکھا ہوا تھا۔۔۔ اس کی نوعیت معلوم کرنے کا طبیعت پر تقاضا تھا۔ خوش قسمتی سے مولوی عبدالرزاق بلخ آبادی کا ان کے ہاں بہت آنا جانا تھا۔۔۔ ایک روز ان کی وساطت سے وہاں پہنچ گیا اور باتوں باتوں میں جب مساجد کا ذکر چھڑا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ نمونہ آپ نے کس غرض سے دکان میں سجا رکھا ہے اور اس کا موزہ بنیان کی تجارت سے کیا واسطہ ہے۔۔۔

قبل اس کے کہ وہ کچھ جواب دیں مولانا ہی نے اس کی داستان سنائی شروع کر دی۔۔۔ جب جاپان میں مبلغین اسلام کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں کے باشندوں کو اسلام سے وابستگی پیدا ہوئی تو ایک مسجد کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔۔۔ پہلے تو زمین کا حصول ہی جوئے شیر لانے سے کم ثابت نہ ہوا۔۔۔ پھر دوسرا مرحلہ تعمیر کا تھا۔۔۔ ان لوگوں کے پاس اتنی رقم بھی موجود نہ تھی کہ متوسط درجے کی ایک مسجد تعمیر کرا سکیں۔۔۔ اس لئے ان ممالک سے جو جاپان کے ساتھ تجارت کرتے تھے۔۔۔ چندہ کرنے کی سبیل نکالی گئی۔۔۔ سنگاپور اور رنگون میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی تو کلکتے کا رخ کیا اور ہوتے

ہوتے یہ لوگ فیروز صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں اس طرف توجہ دلائی....

تو انہوں نے مختلف سوالات کئے عمارت کا نقشہ دیکھا اور اخراجات کا تخمینہ لگایا تو پتہ چلا پچاس ہزار صرف ہوگا جس میں سے اب تک دس ہزار کے لگ بھگ جمع ہو چکا ہے.... فیروز صاحب نے دریافت کیا کہ آپ مجھ سے کتنی توقع رکھتے ہیں.... انہوں نے اپنی دانت میں بہت بڑھ چڑھ کر ایک ہزار کی رقم مانگی لیکن اس مرد مومن نے ساٹھ ہزار کا چیک ان کے حوالے کر کے کہا کہ آپ دوسروں کے چندے واپس کر دیں اور صرف اس روپے سے مسجد تعمیر کریں بلکہ اگر اس کی زینت اور سامان کے لئے مزید ضرورت ہو تو مجھے لکھیں....

ستار زمانہ تھا اور جاپان تو قیمتوں کے لحاظ سے ارزا ترین ملک مشہور تھا.... سال بھر کے اندر ہی ایک عالیشان مسجد تعمیر ہو گئی اور تنظیمین نے بچی ہوئی رقم سے اس کا نمونہ بنا کر ان کی خدمت میں بھیج دیا تا کہ اس کا ذخیرہ کی یادگار کے طور پر دکان کی زینت رہے....

فیروز صاحب کی تجارت اور مصروفیت

ایک روز فیروز صاحب کی طرف گزر رہا تھا تو دیکھا کہ سڑک کے ایک جانب موزوں کا کئی فٹ اونچا ڈھیر لگا ہوا ہے.... لوگ آتے ہیں اور اپنی پسند کی جرابیں چھانٹ کر لے جاتے ہیں.... کوئی ایک جوڑا چھانٹ کر لے گیا، کوئی دو تین.... نہ کوئی دیکھنے والا نہ پوچھنے والا.... تحقیق پر معلوم ہوا کہ ایک جہاز یہ سامان لے کر جاپان سے آرہا تھا.... راستے میں باد و باران کے طوفان نے اسے اس طرح گھیر لیا کہ موزوں کی تمام پٹیاں نم ہو گئیں، کہیں ہلکے ہلکے داغ بھی نمودار ہو گئے....

لوگوں نے کہا کہ اس مال کو نصف قیمت پر فروخت کر دیجئے اور باقی خسارہ جہاز اور بیمہ کمپنی سے وصول کر لیجئے مگر انہوں نے فرمایا کہ میرا دل اس پر آمادہ نہیں ہوتا کہ میرے نام پر کوئی ناقص شے بازار میں بکے خواہ وہ کتنی سستی کیوں نہ ہو.... انسان پہلے اپنا دامن صاف رکھے.... تب کہیں اس کا نامہ اعمال صحیح ہوگا.... چنانچہ اب کئی دن سے یہ مال غریبوں میں مفت تقسیم ہو رہا ہے اور اب بھی بہت کچھ باقی رہ گیا ہے....

فیروز صاحب کے ابتدائی حالات

جوانہوں نے اپنے دوست کی درخواست پر خود سنائے کہ ابتدائے عمر میں ناداری اور تنگدستی کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر وطن چھوڑا اور بلا ٹکٹ بے سرو سامان کلکتہ پہنچ گیا۔ وہاں کچھ روز مانگ مانگ کے کچھ پیسے جمع کئے اور چورنگی پر کھڑے ہو کر موزے بیچنے لگا۔ سات کوٹ پاتھ پر پڑ رہتا۔ ایک روز سردی زیادہ تھی۔ پاتھ پاؤں اکڑنے لگے اور تو کچھ سمجھ میں نہ آیا کیا کریں۔۔۔ دوران خون تیز کرنے کے لئے بھاگنے لگا۔ اندھیرے میں ٹھوکر لگی تو گر پڑا۔ سخت چوٹ لگی۔۔۔ اس حالت میں دیکھ کر ایک شریف انسان نے پاتھ پکڑا اور اٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور حالات سے آگاہ ہو کر پیشکش کی کہ اب تم میرے ہی گھر رہو۔۔۔ فیروز صاحب جب یہ حالات بیان کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں غرط جذبات سے ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔۔۔ کہنے لگے کہ انہوں نے میرے ساتھ ایسی شفقت برتی کہ والدین کی یاد دل سے محو ہو گئی۔۔۔ ان کی اخلاقی اور مالی امداد سے میرے کاروبار میں بڑی ترقی ہوئی لیکن ان کا سب سے بڑا احسان جو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔۔۔ یہ ہے کہ وہ مجھے گاہ بگاہ یاد دلاتے رہتے کہ تم کیا تھے اور اب خدا کی مہربانی اور عنایت سے کیا بن گئے۔۔۔ اس لئے ایک تو کبھی اللہ کو نہ بھولو اور دوسرے یاد رکھو کہ اس دنیا میں تمہاری طرح کے لاکھوں انسان ہیں جو تمہاری امداد کے مستحق ہیں اور خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔۔۔ وہ انسان کو دیکر بھی آزما رہا ہے اور لے کر بھی۔۔۔ ناداری میں تو خدا خوب یاد آتا ہے لیکن صاحب ثروت ہونے کے بعد اکثر انسان مغرور ہو جاتے ہیں۔۔۔

سادگی فیروز صاحب کی دکان وضع قطع لباس اور طور طریق دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ لوگ انہیں کنگ کے لقب سے کیوں یاد کرتے ہیں۔ وہ بادی انگڑ میں متوسط طبقے کے کھاتے پیتے انسان معلوم ہوتے تھے۔۔۔

ان کی مثال مدف کے اسی تو دے کی سی ہے جس میں صرف پانچواں حصہ پانی کی سطح سے اوپر دکھائی دیتا ہے اور باقی ۳/۵ پانی کے اندر چھپا رہتا ہے۔۔۔ ان کے زیر زمین گودام دیکھئے تو آپ کو ان کی دولت کا اندازہ ہوگا۔۔۔ نام تو یہ ہے کہ موزہ رومال اور بنیان جیسی ناچیز

اشیاء کی تجارت کرتے ہیں لیکن نہ صرف کلکتہ بلکہ تمام ہندوستان کی منڈیوں اور بازاروں پر ان کی اجارہ داری قائم ہے بلکہ لوگ انہی کی چھاپ کا مال لیتا پسند کرتے ہیں....

فیروز صاحب کیلئے اللہ تعالیٰ کی امداد

جاپان ایک صنعتی ملک ہے اور اس کی معیشت کا دار و مدار صنعت پر ہے۔ دن رات کا کوئی گھنٹہ ایسا نہیں ہوتا کہ کارخانوں میں کام نہ ہوتا ہو.... وہاں فیروز صاحب کا ایک آرڈر پہنچتا ہے تو اتنا مال سارے ملک سے اکٹھا کرنے کے بعد بھی کمی رہ جاتی ہے.... ہمارے ہاں نکاسی کی یہ کیفیت ہے کہ اگر ان کا سامان لانے والے جہز جن کی تعداد کم از کم دس بارہ ہوتی ہے ایک ہفتے کی تاخیر سے پہنچیں تو منڈیوں میں تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

فیروز صاحب کی صفائی معاملات کی برکت

ایک اور صاحب سے معلوم ہوا کہ ان کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ معاملات کے بڑے کھرے ہیں اور جس شخص کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے ایمان ہے یا ڈنڈی مارتا ہے.... اس سے، کھوں تک کا کاروبار منقطع کر لیتے ہیں.... ایک مرتبہ لکھنؤ کے کسی تھوک فروش نے ان کو لکھا کہ کچھ عرصے سے جاپانی مال کی آمد میں کمی ہو گئی ہے جس کا اثر موزہ بنیان پر بھی پڑ رہا ہے.... دوسرے تاجر نے قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے.... اگر ہم بھی موزے کی قیمت میں ایک آنہ اور بنیان میں دو آنے کا اضافہ کر دیں تو طلب و رسد میں توازن پیدا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ کوئی جواب موصول ہوتا.... اس تاجر نے سن مانی قیمت وصول کرنی شروع کر دی.... فیروز صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس تاجر کا نام ہمیشہ کیلئے اپنی فہرست سے خارج کر دیا اور اسے لکھا کہ منافع خوروں اور بے ایمانوں کا میری تجارت سے نہ کبھی واسطہ رہا ہے اور نہ آئندہ رہے گا....

ایک دفعہ فیروز صاحب کے علم میں آیا کہ جیم خانے میں رہنے والے بچوں کے پاؤں پھٹ جاتے ہیں اور بعض اوقات ان سے خون بہنے لگتا ہے اس لئے انہیں جاڑوں میں جرابوں کی ضرورت ہوتی ہے.... یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے حکم دے دیا کہ ہر سال

کافی تعداد میں سونے، چاندی، قیمتی خزانے کو مفت دیئے جائیں۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ملک کے تمام یتیم خانوں کی فہرست طلب کر کے سب کی ضروریات کے مطابق اسی قسم کا انتظام کر دیا۔۔۔

فیروز صاحب کا تقسیم زکوٰۃ کیلئے انوکھا طریقہ

زکوٰۃ تو اس زمانے کا ہر تاجر مسلمان بالا التزام نکالا ہی کرتا تھا لیکن اس کی تقسیم کا انتظام ہر کوئی اپنی پسند کے مطابق کرتا تھا مثلاً اگر کوئی اپنی کل رقم سائیکلوں اور فقیروں کو دینا ثواب سمجھتا تو اس کے کھاتوں میں یتیم خانوں، تعلیمی اداروں یا غریب بیواؤں کا کوئی خانہ نہ ہوتا۔۔۔ اسی طرح، اگر دیوبند کی امداد کرتا تھا تو اسلامیہ کالج کے واسطے ایک پیسہ نہ نکالتا۔۔۔

لیکن فیروز صاحب نے بہت سوچ بچار کے بعد اپنا ہی طریقہ ایجاد کیا تھا۔۔۔ انہوں نے اس غرض کیلئے ایک بڑے دیانتدار، متقی اور عمر رسیدہ مولوی صاحب کا تقرر کر رکھا تھا، جن کا اسی بھری پڑی دنیا میں کوئی رشتہ دار نہ تھا۔۔۔ یہ صاحب نکلنے میں گھومتے پھرتے لوگوں سے ملنے، اہل محلہ کے حالات معلوم کرتے اور دوسرے علاقوں کا بھی سفر کرتے جہاں وہ مسجدوں میں ٹھہرتے اور غرباد مساکین کا کھوج لگاتے، پھر خود ہی طے کرتے کہ کس کو کتنی رقم دی جائے اور آیا وہ نقد کی صورت میں ہو یا جنس اور کپڑے کی۔۔۔ ایک صاحب کہتے ہیں۔۔۔

کہ فطری تجسس مجھے ان مولوی صاحب کی خدمت میں بھی لے گیا۔۔۔ اول تو انہوں نے اس سلسلے میں کچھ بتانے سے ہی گریز کیا۔۔۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ حالات سے پردہ اٹھانے لگے اور یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ جس طرح قرآن میں گردن چھڑانے کیلئے یعنی غلام کو آزاد کرانے پر بہت زور دیا گیا۔۔۔ اسی طرح ان کا بھی دیرینہ تجربہ یہ تھا کہ ہم میں سب سے پریشان حال وہ شخص ہے جو سود کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ ایسے شخص کیلئے سب سے بڑی دشواری یہ ہوتی ہے کہ وہ کچھ زور بازو سے کماتا ہے وہ سود خور بنیالے جاتا ہے اور اسے اور اس کے بیوی بچوں کو فاقہ کشی سے نجات نہیں ملتی۔ اس لئے وہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کی گلو خلاصی کراتے مگر ساتھ ہی مصحف پاک پر ہاتھ رکھوا کر قسم دلاتے کہ وہ آئندہ کسی سود کے چکر میں گرفتار نہ ہوگا۔۔۔

اس کے علاوہ صدقات اور خیرات کی مددات جدا گانہ تھیں جن میں تو کئی چندے دینی مدارس اعلیٰ گزٹھ یونیورسٹی تعمیر مسجد غریب گھرانوں میں شادی کے اخراجات اور عزیز واقارب کی امداد شامل تھی... بعض اوقات تو ان کھاتوں کی ساری رقم چند مہینوں میں صرف ہو جاتی اور اگر انہیں اطلاع ہوتی تو اپنی جمع پونجی میں سے معتد بہ رقم اس کے حساب میں جمع کر دیتے لیکن فراخ دلی کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے کبھی یہ نہ کہا کہ جیب دیکھ کر خرچ کیا کرو یا آئندہ کے واسطے محتاط رہو....

فیروز صاحب کا دوست کے ساتھ مثالی تعاون

ایک صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ دوستوں کے ساتھ بھی ان کا سلوک بڑا ہمدردانہ اور مخلصانہ تھا۔ ڈھاکہ کے ایک بڑے تاجر سے دیرینہ مراسم تھے... ان کا ایک بڑا کارخانہ تھا جس کی مصنوعات عام طور پر پسند کی جاتی تھیں اور ان کی مانگ روز بروز بڑھ رہی تھی.. ایٹائے وطن (ہندو) اس صورت حال سے بے انتہا پریشان تھے.. آخر ان سب نے مل کر نہ صرف یہ کہ ان کی فیکٹری میں ہڑتال کرادی بلکہ مشینوں کو بھی نذر آتش کرادیا۔ اور ہندوؤں نے آتی رقم بھی داب لی اور وہ دیوالیہ ہو کر مان شینہ کے محتاج ہو گئے۔

فیروز صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ان کو کلکتہ بلوایا اور اسی طرح ایک کارخانہ قائم کر کے اس کا مہتمم مقرر کر دیا۔ پھر چند سال بعد اس کی آمدنی مقررہ حد تک پہنچ گئی۔ تو کل کاغذات ان کے حوالے کر کے خود دست کش ہو گئے۔

یہ تھے جناب فیروز صاحب اللہ پاک انکی حسنت کو قبول فرمائے اور انکی

معفرت فرمائے آمین.... (شمارہ ۸۸)

ایک عورت کا خوف خدا اور اللہ تعالیٰ کی مدد

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا دفعتاً میری ایک عورت پر نظر پڑی کہ اس کے کانڈھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ دعا کر رہی ہے اے کریم اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے) میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو

تیرے اور موٹی کے درمیان گزری....

کہنے لگی: میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی! طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہو گئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے.... میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک جہشی آدمی دوسرے تختہ پر ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا! جب صبح کا چاند اُٹا ہوا تو اس جہشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہوا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختے کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا! میں نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرا ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں....

کہنے لگا: ان باتوں کو چھوڑو اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ کام ہو کر رہے گا! بچہ میری گود میں سو رہا تھا میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھری جس سے یہ ایک دم رونے لگا میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا! میں اس بچے کو سلا دوں پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا....

اس جہشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا! میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ”اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے! میرے اور اس جہشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے....“

اللہ تعالیٰ کی قسم! ان الفاظ کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بڑے چالور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس جہشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس جہشی سے بچایا وہ ہر چیز پر قادر ہے! پاک ہے! اس کی بڑی شان ہے.... اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارے سے لگ گیا! میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی! پانی پیتی رہوں گی! جب تک اللہ تعالیٰ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے....

چار دن مجھے اس جزیرہ میں گزر گئے پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر

میں چلتی ہوئی نظر آئی، میں نے ایک ٹیلہ پر جڑ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا، اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو جیشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا، میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی میں نے اس کو چوما گلے سے لگایا اور میں نے کہا: یہ میرا بچہ ہے میرا جگر پارہ ہے وہ کشتی والے کہنے لگے:

تو پاگل ہے تیری عقل ماری گئی ہے میں نے کہا: نہ میں پاگل ہوں نہ میری عقل ماری گئی، میرا عجیب قصہ ہے....

پھر میں نے ان کو اپنا واقعہ سنایا یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے: تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب ہوگا، ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے، ہوا موافق تھی اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک فیسی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈوب دی جائے گی، ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی کسی پر ظلم کرتے ہوئے نہ دیکھے گا.... (مظلوم کی آواز ۸۱)

عجیب واقعہ

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”طبقات الکنا بلہ“ میں قاضی ابوبکر بن محمد بن عبدالباقی بغدادی کے حالات میں لکھا ہے.... ”میں ایک زمانہ میں مکہ مکرمہ آ کر پڑ گیا تھا، ان دنوں ایک مرتبہ بہت ہی سخت بھوک لگی... پاس کچھ تھا نہیں جس سے بھوک مٹاتا.... اتفاق سے ایک ریٹم کی تھیلی پڑی ہوئی مل گئی جس کا ٹھکانا بھی ریٹم کی ڈوری سے

بندھا ہوا تھا.... میں اسے اٹھا کر گھر لے آیا، اسے کھول کر دیکھا تو اس میں موتیوں کا ایسا نفیس و قیمتی ہار تھا کہ میں نے آج تک اس جیسا نہیں دیکھا تھا میں باہر نکلا تو دیکھا ایک بوڑھا آدمی اسی کا اعلان کر رہا ہے، اس کے پاس ایک پھٹے پرانے کپڑے میں پانچ سو دینار تھے اور وہ یہ آواز لگا رہا تھا.... ”موتیوں کی تھیلی واپس کرنے والے کو یہ رقم انعام میں دی جائے گی“.. میں نے دل میں کہا میں ضرورت مند اور بھوکا ہوں کیوں نہ ان اشرافیوں کو لے کر کام میں لاؤں اور اس کو تھیلی واپس کر دوں....

میں نے اس سے کہا میرے پاس آئیے میں اس کو لے کر گھر پہنچا اس نے ہر چیز کی نشانی بتائی تھیلی کیسی ہے، بھندہ کیسا ہے موتی کس طرح کے ہیں اور کتنے ہیں اور یہ کہ جس دھاگے سے باندھا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ علامت صحیح پا کر میں نے تھیلی نکال کر اسے دے دی اس نے پانچ سو دینار میرے آگے کر دیئے، مگر اس وقت میری عجیب حالت ہوئی.... میں نے لینے سے انکار کر دیا، میں نے کہا یہ میرا فرض تھا کہ میں آپ کو لوٹاؤں... میں اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا! اس نے کہا، یہ آپ کو لینے پڑیں گے اور بہت ہی اصرار کیا، لیکن میں تیار نہیں ہوا، آخر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا.... ادھر میرا قصہ یہ ہوا کہ میں مجبور ہو کر مکہ سے نکلا اور بحری سفر شروع کر دیا.... اتفاق سے راستے میں کشتی ٹوٹ گئی، اور مسافر ڈوب گئے اور ان کا سامان ضائع ہو گیا تنہا ایک میں تھا جو کشتی کے ایک ٹکڑے پر زندہ بچا رہا.... عرصہ تک سمندر میں تیرتا رہا... مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں.... خدا خدا کر کے ایک جزیرے میں پہنچا، جہاں کچھ لوگ آباد تھے.... میں ایک مسجد میں جا کر بیٹھ گیا... انہوں نے مجھے قرآن پاک پڑھتے دیکھا تو جزیرہ کا کوئی شخص ایسا نہ بچا جس نے میرے پاس آ کر یہ نہ کہا ہو کہ ”آپ ہمیں قرآن پاک پڑھا دیجئے“ اس طرح مجھے ان لوگوں سے ذمہ داریاں حاصل ہوا....

کچھ دن بعد میں نے اس مسجد میں قرآن پاک کے چند بوسیدہ اوراق رکھے ہوئے دیکھے... میں انہیں اٹھا کر پڑھنے لگا، انہوں نے پوچھا ”آپ خوشنویسی بھی جانتے ہیں؟“ میں نے کہا، جی ہاں... انہوں نے کہا ”آپ ہمیں لکھنا سکھا دیجئے“... غرض وہ اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے اور میں انہیں سکھانے لگا اس سے بھی مجھے بہت کافی مال و اسباب حاصل ہوا....

ایک دن وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا، ہمارے یہاں ایک یتیم بچی ہے اور اس کے پاس مال و متاع بھی کافی موجود ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے شادی کر لیں۔۔۔ میں نے منع کر دیا، لیکن وہ میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے ان کی بات ماننی پڑی۔۔۔ جب وہ زفاف میں اسے لے کر میرے پاس آئے تو میں نظر اٹھا کر استدیکھنے لگا۔۔۔ میں نے اس کی گردن میں ہینڈ وی ہار لٹکا ہوا دیکھا تو بھونچکا رہ گیا۔۔۔ اب میں صرف اس ہار کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: ”جناب آپ نے اس یتیم بچی کا دل تو زو دیا۔۔۔ آپ اسے دیکھنے کے بجائے ہار دیکھ رہے ہیں۔۔۔“

میں نے انہیں ہار کا قصہ سنایا تو سب نے ایک ساتھ نعرہ لگایا اور اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ تمام جزیرے والوں تک وہ آواز پہنچی۔۔۔ میں نے کہا، کیا ہوا؟ انہوں نے کہا، جن بڑے میاں نے تم سے ہار لیا تھا وہ اسی بچی کے باپ تھے۔۔۔ وہ کہا کرتے تھے مجھے دنیا میں صرف ایک سچا اور پکا مسلمان ملا اور وہ وہ تھا جس نے مجھے ہار لوٹا یا۔۔۔ وہ خدا سے دعا کرتے تھے، ”خدا یا مجھے اس سے بھر ملا دے تاکہ میں اسے اپنی بیٹی بیاہ دوں۔۔۔“ اور اب وہ آپ کو مل گئی۔۔۔ میں ایک مدت تک اس کے ساتھ رہا، اللہ نے مجھے اس سے دو بیٹے بھی دیئے۔۔۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا اور ہار کا وارث میں اور میرے دونوں لڑکے ہوئے۔۔۔ کچھ دنوں بعد بچے بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور ہار تنہا میرے قبضے میں آیا۔۔۔ میں نے اسے ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا اور یہ جو مال و متاع تم کو نظر آ رہا ہے یہ سب اسی رقم کا باقی ماندہ حصہ ہے۔ (طبقات الحنابلہ)

سرکشوانا منظور

حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ عالم کو ایسے بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا جو لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا کرتا تھا جب وہ عالم بزرگ بادشاہ کے قریب پہنچے تو وہاں پولیس کے ایک افسر نے چپکے سے ان عالم صاحب سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ اپنے ہاتھ سے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے مجھے دے دیں جب بادشاہ آپ سے

خزیر کھانے کو کہے گا تو میں خنزیر کے گوشت کے بجائے بھی بکری کا حلال گوشت آپ کے سامنے رکھوا دوں گا آپ تو حلال ہی گوشت کھائیں گے جبکہ بادشاہ اور دیکھنے والے لوگ اس مخالفت میں رہیں گے کہ آپ خنزیر کا گوشت کھا رہے ہیں۔۔۔ اس طرح آپ حرام سے بچ جائیں گے اور آپ کی جان بخشی بھی ہو جائے گی۔۔۔ چنانچہ ان عالم صاحب نے بکری کا بچہ ذبح کر دیا پولیس افسر کو دے دیا پولیس افسر نے حسب وعدہ وہ بچہ شاہی خانہ موں کے حوالہ کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ جب بادشاہ ان عالم صاحب کو خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا حکم دے تو ان کے سامنے اس بکری کے بچہ کے گوشت کو رکھ دینا۔۔۔ اس کے بعد لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے اور ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ان عالم صاحب نے خنزیر کا گوشت کھالیا تو ہم بھی کھالیں گے اور اگر وہ رک گئے تو ہم بھی رک جائیں گے۔۔۔ بادشاہ آیا اس نے اپنے کارندوں کو خنزیر کا گوشت لوگوں کے سامنے رکھنے کا حکم دیا چنانچہ گوشت لایا گیا لیکن انہوں نے بادشاہ سے وہ گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا۔۔۔ اس درمیان وہ پولیس افسر سامنے سے بار بار اشارہ کرتا رہا کہ یہ تو بکری کا گوشت ہے اسے آپ کھا لیجئے۔۔۔ لیکن آپ برابر انکار ہی کرتے رہے بلا آخر بادشاہ نے اسی پولیس افسر کو حکم دیا کہ انہیں لے جا کر قتل کر دیا جائے۔۔۔ جب وہ پولیس افسر آپ کو لے جانے لگا تو اس نے پوچھا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ نے وہ گوشت بھی نہیں کھایا جو خود ذبح کر کے مجھے دیا تھا کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟ اس پر ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھے کامل یقین تھا کہ یہ گوشت میرے لئے حلال ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ لوگ ناواقفیت میں میری اقتدا کریں گے۔۔۔ اور وہ صرف یہی سمجھیں گے کہ میں نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے۔۔۔ اور بعد میں بھی یہی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے یہ گوشت کھایا تھا اور انہیں حقیقت معلوم نہ ہوگی۔۔۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان عالم صاحب نے قتل ہونا گوارا کیا لیکن دوسروں کا وبال اپنے سر لیا برداشت نہیں کیا۔۔۔ عالم کی یہی شان ہوتی چاہئے کہ وہ تہمت کی چیزوں سے بچتا رہے اس لئے کہ اس کی فطرتی کو بھی لوگ باعث تقلید سمجھ کر اس کی پیروی شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ (ابوبکر ابن عربی)

ننانوے قتل کرنے والے کی توبہ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کا قتل کیا تھا۔ ننانوے قتل کے بعد اس کو توبہ کا احساس ہوا اور لوگوں سے پوچھتا پھر یہاں تک کہ ایک ماہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ میں نے ننانوے آدمیوں کا خون کیا ہے کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس قاتل نے غصہ میں آ کر اس ماہب کو بھی قتل کر دیا۔ سو آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد اس کو پھر احساس ہوا اور لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔ پھر اس کو کسی خدا پرست عالم نے مشورہ دیا کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی مگر قلاں گاؤں میں چلا جا چنانچہ یہ قاتل توبہ کی نیت سے اس بستی کی طرف چل نکلا۔ ابھی آدمی راستے پر پہنچا ہوگا کہ اس کو موت نے آ دیو چاہا۔ بھی نزع کی قرعی حالت میں تھا کہ گر پڑا اس شخص کے معاملے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ جان ہم نکالیں گے کیونکہ اس نے توبہ کی غرض سے ہجرت کی ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ ابھی توبہ نہیں کی ہے اس لئے ہم جان نکالیں گے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے آ کر اس طرح فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کی مسافت تپ لی جائے جو قریب ہو اسے مستحق سمجھا جائے۔ چنانچہ اس قاتل نے موت کی بے ہوشی میں سینے کا زور لگا کر ایک ہالٹ اس بستی کی زمین اور طے کر لی جہاں توبہ کرنے جا رہا تھا۔ حضرت حق کو اس کی یہ محنت و کوشش پسند آ گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جہاں یہ توبہ کے لئے جا رہا تھا حکم دے دیا کہ قریب ہو جا۔ سو جا۔ اور جس بستی سے چلا تھا اس کو حکم دے دیا کہ تو دور ہو جا۔ پھر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین کو پیمائش کرو زمین کو تپا گیا توبہ والی بستی جدھر کو یہ جا رہا تھا وہ ایک ہالٹ قریب نکلی۔ اور گناہ کی بستی یعنی جدھر سے یہ گناہ کر کے آ رہا تھا وہ ایک ہالٹ زیادہ نکلی۔ چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس زندہ کی جان کو قیض کیا۔ (بخاری و مسلم)

خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق عالیہ

آپ میں علم و عفو اور مکرر کرنے کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کو

قتل کرنے کے ارادے سے ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو اپنے پاس بٹھالیا اور بہت ہی خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ پھر اس کی ظاہری حالت سے اندازہ لگایا کہ یہ قتل کے ارادے سے آیا ہے تو اس سے فرمایا: جس ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کر دو یہ جملہ سن کر وہ شخص کلپنے لگا اور عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے بھیجا گیا ہے۔

یہ کہہ کر بغل سے چھری نکالی اور سامنے دکھ دی، پھر قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھے اس کی سزا دیجئے بلکہ مجھے قتل کر دیجئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم سے کوئی بدی کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ بدی کریں بلکہ ایسے شخص کے ساتھ بھی ہم اچھائی ہی کرتے ہیں، اس کے بعد بہت ساری دعاؤں کے ساتھ اس شخص کو رخصت کر دیا، آپؒ کے کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر پھر یہ ہمیشہ آپؒ کی مجالس میں بیٹھنے لگا اور پھر اسے حج کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔ (تذکرۃ فراموش واقعات) (۹۲، ۹۳)

توکل کا عجیب واقعہ

ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

”ایک مرتبہ ہم ایک خوفناک اور اندھیری رات میں سفر میں نکلے۔۔۔ اچانک ہم نے درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں دیکھا کہ ایک شخص بڑے حرے سے نیند کر رہا ہے اور قریب میں اس کا گھوڑا بندھا چڑ رہا ہے۔۔۔ ہم نے اسے جگایا اور پوچھا کہ ”بندہ خدا! ایسی ڈراؤنی جگہ میں بے خوف آرام کر رہے ہو تمہیں ڈر نہیں لگتا؟“ اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ ”میں اپنے اللہ پر توکل کرتا ہوں مجھے وسیع عرش والے رخصن سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے خوف کھاؤں اور ڈر جاؤں۔۔۔ (احیاء العلوم) (۹۲، ۹۳)“

جنت میں چھ چیزیں نہ ہوں گی

جنت میں سب کچھ ہوگا مگر چھ چیزیں نہ ہوں گی (۱) موت نہ ہوگی (۲) نیند نہ ہوگی (۳) حسد نہ ہوگا (۴) نجاست نہ ہوگی (۵) بڑھاپا نہ ہوگا (۶) ڈاڑھی نہ ہوگی بلکہ بغیر ڈاڑھی کے جوان ہوں گے۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ)

بد اخلاق کے کان میں اذان دینا

جس کی عادت خراب ہو جائے خواہ انسان ہو یا جانور اس کے کان میں بھی اذان دی جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو بد اخلاق ہو جائے خواہ انسان ہو یا چوپایہ اس کے کان میں اذان دو۔“ (مشکوٰۃ جلد ۲ صلی ۱۳۹)

کیلیفورنیا میں چوری کا عجیب واقعہ

امریکہ کی ایک ریاست کیلیفورنیا ہے۔ اس کا رقبہ آبادی سعودی عرب کے رقبے اور آبادی کے برابر ہے۔ اس ریاست کے باشندے کا جو معیار زندگی ہے وہ بھی تقریباً سعودی عرب کے آدمی کے معیار کے برابر ہوگا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ کیلیفورنیا میں صرف چوری کو روکنے کے لئے اتنا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے بجٹ سے دس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ کیا ایسی قوم کو تعلیم یافتہ اور مہذب قوم کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ ان کو خشیت الہی نے نہیں بلکہ ان کو ڈیو کیسروں نے روکا ہوا ہے۔

انہیں پتہ ہوتا ہے کہ پولیس والے کیمرے سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ چند منٹ کے لئے وہاں بجلی بند ہوئی تو کئی ارب ڈالر کا مال ان تعلیم یافتہ لوگوں نے چوری کر لیا۔ معلوم یہ ہوا کہ دل نہیں بدلے فقط ڈنڈے کے زور پر ان کو قابو کیا ہوا ہے۔ (امول موتی جلد اول)

حضرت عبداللہ بن سلام کا عجیب خواب اور اس کی تعبیر

حضرت قیس بن عبادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا، ایک شخص آیا جس کا چہرہ خدا ترس تھا دو ہلکی رکعتیں نماز کی اس نے ادا کیں، لوگ انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ جنتی ہیں، جب وہ باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے گیا، باتیں کرنے لگا۔ جب وہ متوجہ ہوئے تو میں نے کہا جب آپ تشریف لائے تھے تب لوگوں نے آپ کی نسبت

ہوں کہا تھا۔ کہا سبحان اللہ! کسی کو وہ نہ کہنا چاہیے جس کا علم اسے نہ ہو، ہاں البتہ اتنی بات تو ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک خواب دیکھا کہ گویا میں ایک لہلہاتے ہوئے سرسبز گلشن میں ہوں اس کے درمیان ایک لوہے کا ستون ہے جو زمین سے آسمان تک چلا گیا ہے اس کی چوٹی پر ایک کڑا ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں چڑھ سکتا۔

چنانچہ ایک شخص نے مجھے تھاما اور میں بآسانی چڑھ گیا اور اس کڑے کو تھام لیا۔ اس نے کہا دیکھو مضبوط پکڑے رہنا۔ بس اس حالت میں میری آنکھ کھل گئی کہ وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گلشن باغِ اسد م ہے اور ستون، ستون دین ہے اور کڑا مردہ ٹھگی ہے تو مرتے دم تک اسد م پر قائم رہے گا۔ یہ شخص عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں مروی ہے۔

عجیب معلومات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ مٹی کو اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن پیدا کیا، اور پہاڑوں کو اتوار کے دن، اور درختوں کو پیر کے دن، اور برائیوں کو منگل کے دن، اور نور کو بدھ کے دن، اور جانوروں کو جمعرات کے دن، اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن، عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعت میں عصر کے بعد سے رات تک کے وقت میں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

جنت کی چادر اوڑھنے کا نبوی نسخہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی۔ (ترمذی، آداب زندگی ص ۶۲)

صلہ رحمی کا ایک عجیب قصہ

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ اور کچھ نہ ہو تو زیور ہی خیرات کریں، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حکم سن کر اپنے خادمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو، اگر کچھ حرج نہ ہو تو جو کچھ مجھے خیرات کرنا ہے وہ میں تمہیں کو دے دوں، تم بھی تو محتاج ہو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خود تم جا کر پوچھو۔

یہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر حاضر ہوئیں، وہاں دیکھا کہ ایک بی بی اور کھڑی تھیں اور وہ بھی اسی ضرورت سے آئی تھیں، بیت کے مارے ان دونوں کو جرات نہ پڑتی تھی کہ اندر جا کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو ان دونوں نے کہا کہ حضرت سے جا کر کہو، دو عورتیں کھڑی پوچھتی ہیں کہ ہم لوگ اپنے خاوندوں، اور یتیم بچوں پر، جو ہماری گود میں ہوں، صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلتے چلتے یہ بھی کہہ دیا کہ تم یہ نہ کہنا کہ ہم کوں ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون پوچھتا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک قبیلہ انصاری کی بی بی ہے، اور ایک زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون زینب؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہہ دو کہ ان کو دو ہر اثواب ملے گا قرابت کی پاسداری کا علیحدہ اور صدقہ کرنے کا علیحدہ۔ (بخاری و مسلم)

تسخیر دنیا کا نسخہ

ایک شخص نے آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ کلمات طلوع فجر کے بعد اور صبح کی نماز سے پہلے سو مرتبہ پڑھ لے تو دنیا ذلیل ہو کر تمہارے سامنے آئے گی۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہم اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنا تا ہوں انتقال سے چند روز پہلے کی بات ہے فرمانے لگے دیکھو وہ ایک تار لٹکا ہوا ہے اس کے اندر بہت سارے کاغذ پروئے ہوئے ہیں... وہ تار اٹھالائی... میں اٹھالایا تو اس میں بہت سارے کیش میموتھے دارالعلوم کے مطبخ سے آٹا کھانا خرید اتنے پیسے... اور ذاتی کال ٹیلی فون پر کی اس کا معاوضہ اتنے پیسے... دارالعلوم کی گاڑی ذاتی کام میں استعمال ہوئی اس کے پیسے جمع کرائے گئے اس کا کیش میموتھے... غرض رسیدوں اور کیش میموں کا ایک موٹا گڈا تھا....

فرمایا کہ اگرچہ اس کا حساب مکمل ہو چکا.... میں ادا نیگی بھی کر چکا.... اب ان کو محفوظ رکھنے کی کوئی اور ضرورت نہیں.... لیکن میں اس واسطے رکھتا ہوں کہ بعض لوگ اہل مدارس پر تہمت لگایا کرتے ہیں پر کہ یہ لوگ چندہ کھاتے ہیں.... مدرسہ کا پیسہ کھاتے ہیں.... یہ میں نے اس واسطے رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کے منہ پر مار سکوں کہ لو اس کو دیکھ لو.... (رسائل بلارغ)

لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں

- (۱) ایک تو وہ جسے بھلائی میں سے بہت حصہ ملا لیکن اس کے اخلاق اچھے نہیں....
- (۲) وہ جس کے اخلاق تو اچھے ہیں لیکن بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔
- (۳) وہ جس کے نہ اخلاق اچھے ہوں اور نہ بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ ہے.... (یہ تمام لوگوں میں سب سے برا ہے) (۴) چوتھا وہ جس کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں اس کا حصہ بھی خوب ہے یہ لوگوں میں سب سے افضل ہے.... (حیۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۰)

بری موت سے بچنے کا ایک نبوی نسخہ

حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹائی جا چکی تھی انہوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک ایسی رسی باغھ رکھی تھی جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے نوکرے میں سے کچھ بیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے۔

گھر والے ان سے کہتے آپ کی جگہ ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں وہ فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔ (حیۃ الاسماہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

صفت شکر پر ایک عجیب واقعہ

حضرت احمد حربؒ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہو گئی آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کو تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت احمد حربؒ نے بتایا کہ ہم تمہاری پڑوسی ہو جانے کا افسوس کرنے آئے ہیں پڑوسی بولا کہ میں تو اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں اور مجھ پر اس کے تین شکر واجب ہو گئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چوریا ہے میں نے نہیں۔ دوسرے یہ کہ ابھی آدھوں میرے پاس موجود ہے تیسرے یہ کہ میری دنیا کو ضرر پہنچا ہے اور دین میرے پاس ہے یعنی اللہ کا بندہ وہی ہے جو پریشانی میں بھی شکر کرے۔

واقعہ کہتے ہیں کہ ایک شخص بہل بن عبد اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ چور میرے گھر میں گھس کر سارا سامان لے گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر چور (یعنی شیطان) تمہارے دل میں گھس کر توحید کو خراب کر دیتا تو کیا کر سکتا تھا؟

کہتے ہیں کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور کان کا شکر یہ ہے کہ جو عیب کی بات سنے اس پر پردہ ڈالے۔ (رسالہ تشریہ)

نومنت میں نو قرآن پاک اور ایک ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب

سورۃ فاتحہ تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دوسرے قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مغربی طریقی)
آیت الکرسی چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)
سورۃ الزلزال دوسرے پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)
سورۃ القدر چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)
سورۃ العادیات: دوسرے پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)
سورۃ النکاح: ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)
سورۃ الکافرون: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)
سورۃ النصر چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)
سورۃ الاخلاص: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (بخاری)
رمضان المبارک میں ہر نیکی پر 70 گنا ثواب ملتا ہے اس حساب سے ان سورتوں کی
تلاوت پر 630 قرآن پاک اور ستر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب صرف نومنت میں
حاصل کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ: کوئی بھی نفل فرض کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے تمام فرائض کا بہت اہتمام رکھنا
چاہئے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا چاہئے۔

ایک بہروپیا کا عجیب واقعہ

کہتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک بہروپیا آتا تھا، وہ
مختلف روپ بدل کر آتا تھا۔ اورنگ زیب ایک فرزانہ و تجربہ کار شخص تھے جو اس طویل
دور میں ملک پر حکومت کر رہے تھے اس کو پہچان لیتے، وہ فوراً کہہ دیتے کہ تو فلاں ہے، میں

جانتا ہوں وہ ناکام رہتا، پھر دوسرا بھی بدل کر آتا پھر وہ تازہ جاتے اور کہتے ہیں نے پہچان لیا تو فلاں کا بھی بدل کر آیا ہے تو تو فلاں ہے، بہرہ و بیاعہ جز آگیا آخر میں کچھ دنوں تک خاموشی رہی، ایک عرصہ تک وہ بادشاہ کے سامنے نہیں آیا، سال دو سال کے بعد شہر میں یہ افواہ گرم ہوئی کہ کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں اور وہ فلاں پہاڑ کی چوٹی پر خلوت نشین ہیں، چہ بھینچے ہوئے ہیں بہت مشکل سے لوگوں سے ملتے ہیں کوئی بڑا خوش قسمت ہوتا ہے، جس کا وہ سلام یا نذر قبول کرتے ہیں اور اس کو باریابی کا شرف بخشتے ہیں۔ بالکل یکسو اور دنیا سے گوشہ گیر ہیں۔ بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے مکتب کے پروردہ تھے، اور ان کو اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا۔ وہ اتنی جلدی کسی کے معتقد ہونے والے نہیں تھے، انہوں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا، ان کے اراکین دربار نے کئی بار عرض کیا کہ کبھی جہاں پناہ بھی تشریف لے چلیں اور بزرگ کی زیارت کریں اور ان کی دعائیں انہوں نے ٹال دیا دو چار مرتبہ کہنے کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بھئی چلو کیا حرج ہے، اگر خدا کا کوئی قلعہ بند ہے اور خلوت گزریں ہے تو اس کی زیارت سے فائدہ ہی ہوگا بادشاہ تشریف لے گئے اور مودب ہو کر بیٹھ گئے اور دعا کی درخواست کی اور ہدیہ پیش کیا، درویش نے لینے سے معذرت کی۔ بادشاہ وہاں سے رخصت ہوئے تو درویش کھڑے ہو گئے اور آداب بجالائے فرشی سلام کیا اور کہا کہ جہاں پناہ! مجھے نہیں پہچان سکے، میں دعی بہرہ و بیاعہ ہوں جو کئی بار آیا اور سرکار پر میری قلعی کھل گئی بادشاہ نے اقرار کیا، کہا بھائی بات تو ٹھیک ہے، میں اب کہ نہیں پہچان سکا لیکن یہ بتاؤ کہ میں نے جب تمہیں اتنی بڑی رقم پیش کی جس کے لیے تم یہ سب کمالات دکھاتے تھے تو تم نے کیوں نہیں قبول کیا؟ اس نے کہا سرکار میں جن کا بھی بدلہ تھا ان کا یہ شیوہ نہیں، جب میں ان کے نام پر بیٹھا اور میں نے ان کا کردار ادا کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو پھر مجھے شرم آئی کہ میں جن کی نقل کر رہا ہوں ان کا یہ طرز نہیں کہ وہ بادشاہ کی رقم قبول کریں، اس لیے میں نے نہیں قبول کیا اس واقعہ سے دل و دماغ کو ایک چوٹ لگتی ہے کہ ایک بہرہ و بیاعہ کہہ سکتا ہے تو پھر سنجیدہ لوگ، صاحب دعوت انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول کر کے ان کا حراج اختیار نہ کریں، یہ بڑے ستم کی بات ہے میں نے یہ لطیفہ تفریح طبع کے لیے نہیں بلکہ

ایک حقیقت کو ذرا آسان طریقہ پر نشین کرنے کیلئے سہیا۔ ہم دای و مسلخ ہوں یا دین کے ترجمان یا شارح۔ ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ دین اور دعوت ہم نے انبیاء علیہم السلام سے اخذ کی ہے مگر انبیاء علیہم السلام یہ دعوت لے کر نہ آتے تو ہم کوا کی ہوا بھی نہ لگتی۔ (جواہر ہدایہ)

دل کی اصلاح کا تیر بہدف عجیب نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک تو دین کی کتابیں دیکھنا یا سننا دوسرا مسائل دریافت کرتے رہنا تیسرا لالہ اللہ کے پاس آنا چاہنا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرنا یا انہیں سن لیا کرنا ساتھ ہی اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا جائے تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ (یعنی محاسبہ نفس) کے لئے نکال لینا چاہئے جس میں اپنے نفس سے اس طرح کی باتیں کرنی چاہئیں۔

”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے موت بھی آنے والی ہے اس وقت یہ سب مال و دولت نہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور خدا تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر یہ عمر بڑی قیمتی دولت ہے اس کو فضول مت برباد کر مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہیں ہوگی پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

ایک لالچی کا عجیب قصہ

مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنی کتاب تراشے میں ”اشعب طامع“ نامی شخص کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا اس کے اندر طمع بہت زیادہ تھا، وہ اپنے زمانے کا نامی گرامی طامع تھا حتیٰ کہ اس کی یہ حالت تھی کہ اس

کے سامنے اگر کوئی آدمی اپنا جسم کھاتا تو وہ سوچ میں پڑ جاتا تھا کہ شاید یہ کہیں سے کچھ دینار نکال کر مجھے ہدیہ کر دیگا وہ خود کہتا تھا کہ جب میں دو بندوں کو سرگوشی کرتے دیکھتا تو میں ہمیشہ یہ سوچا کرتا تھا کہ ان میں سے شاید کوئی یہ وصیت کر رہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری وراثت اشعب کو دے دینا۔ جب وہ بازار میں سے گزرتا اور مٹھائی بنانا والے کو دیکھتا تو ان سے کہتا کہ بڑے بڑے لٹو بیڑے بناؤ۔ وہ کہتے کہ ہم بڑے لٹو کیوں بنائیں؟ یہ کہتا کہ کیا پتہ کوئی خرید کر مجھے ہدیہ میں ہی دے دے۔

ایک مرتبہ لڑکوں نے اس کو گھیر لیا حتیٰ کہ اس کے لیے جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔ بالآخر اس کو ایک ترکیب سوچی وہ لڑکوں سے کہنے لگا کیا تمہیں پتہ نہیں کہ سالم بن عبد اللہ کچھ بانٹ رہے ہیں تم بھی ادھر جاؤ شاید کچھ مل جائے لڑکے سالم بن عبد اللہ کی طرف بھاگے تو پیچھے سے اس نے بھی بھاگنا شروع کر دیا۔

جب سالم بن عبد اللہ کے پاس پہنچے تو وہ تو کچھ بھی نہیں بانٹ رہے تھے لڑکوں نے اشعب سے کہا کہ آپ نے تو ہمیں ایسے ہی غلط بات کر دی۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے تو جان چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ لڑکوں نے کہا کہ پھر تم خود ہمارے پیچھے پیچھے کیوں آ گئے؟ کہنے لگا کہ مجھے خیال آیا کہ شاید وہ کچھ بانٹ ہی رہے ہوں۔

امتحان وغیرہ میں کامیابی کیلئے مجرب عمل

وَأَنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَتَذَكَّرُ لَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ

فتح اور کامیابی کے لئے یہ امتحان میں آسان پرچوں کے لئے جانے سے پہلے سات دفعہ یہ آیت پڑھیں۔

ذہن اور حافظہ کے لئے

سات سو چھپایا مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پانی پر دم کر کے طلوع آفتاب کے وقت پیئے تو ذہن کھل جائے گا اور حافظہ قوی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ!

قرآن کی دو آیتیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمن نے لکھ دیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزانے میں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ جو شخص ان کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کے لئے قیام اللیل یعنی تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔ اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں اس لئے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو، اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔

اسی لئے حضرت فاروق اعظم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ کوئی آدمی جس کو کچھ بھی عقل ہو وہ سورہ بقرہ کی ان دونوں آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا۔ وہ دو آیتیں سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۶۹۴)

کسی زمانہ کھجور کی گٹھلی جیسے گیسوں کے دانے ہوتے تھے
مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ زیاد کے زمانہ میں ایک گٹھلی پائی گئی تھی جس میں کھجور کی بڑی گٹھلی جیسے گیسوں کے دانے تھے اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اس زمانہ میں آگئے تھے جس میں عدل و انصاف کو کام میں لایا جاتا تھا۔

علماء کے قلم کی روشنائی اور شہیدوں کے خون کا وزن

امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی جس سے انہوں

نے علم دین اور احکام دین لکھے ہیں اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۲۳)

یرقان کا روحانی علاج

اگر کسی کو یرقان ہو تو پہلے سورہ فاتحہ ایک بار پھر سورہ حشر سات دفعہ پھر ایک بار سورہ قمریش پڑھ کر پانی پر دم کریں اور مریض کو جب تک فائدہ نہ ہو پلاتے رہیں۔

موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ

مسند بزار میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بستر پر لیٹتے وقت سورہ فاتحہ اور سورہ قل ہو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو۔

پرانے ہوں تو ایسے ہوں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کھڑے رہے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیوں رہے ہو؟ فرمایا میں نے ایک حدیث سنی تھی کہ اللہ پاک ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو متقی ہوں اور چھپے ہوئے ہوں ایسے کہ اگر مجلس میں آئیں تو کوئی ان کو نہ پہچانے، اور اگر مجلس میں نہ ہوں تو کوئی نہ ڈھونڈے کہ فلاں صاحب کہاں گئے؟ مجلس میں کیوں نہ آئے؟ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر قسم سے محفوظ رہیں گے۔ پرانے ہوں تو ایسے ہوں کام خوب کریں تعلق مع اللہ بہت ہو۔ مگر چھپے ہوئے ہوں، زمین پر زیادہ لوگ نہ پہچانتے ہوں۔ آسمان پر سب جانتے ہوں۔ "اللہم اجعلنا منهم ومعہم" (حیات الصالحین جلد ۲ صفحہ ۷۸۵)

بدبختی کی چار علامتیں

۱۔ آنکھوں سے آنسو کا جاری نہ ہونا۔ ۲۔ دل کی سختی۔

۳۔ طول اہل یعنی لمبی امیدیں باندھا۔ ۴۔ دنیا کی حرص۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۷۸۵)

ایک چیونٹی کی دعا سے سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء (بارش کی دعا مانگنے) کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے کہ خدایا! ہم تیری مخلوق ہیں پانی برسنے کی ضرورت ہمیں بھی ہے مگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے چیونٹی کی یہ دعا سن کر آپ علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۳)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر کے بارے میں جس قدر اقوال ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ آپ کی عمر ڈھائی سو سال سے متجاوز ہے۔

میدان جنگ میں شادی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت عکرمہؓ میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے۔ وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا جنگھوا ہے اس کو نمٹنے دیجئے۔ خالدؓ نے کہا مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے وہ بھی چپ ہو گئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ایسے کا انتظام ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کی فوج چڑھا آئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں خالد بن سعیدؓ شہید ہوئے ام حکیم نے اس خیمہ کو اکھاڑا جس میں رات گزری تھی اور اپنا سب سامان باندھا اور خیمہ کا کھونٹا لیکر خود بھی مقابلہ کیا۔ اور سات آدمیوں کا تنہا قتل کیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ (اسد الغابہ)

امیر خسرو کا بادشاہ کو عجیب جواب

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء۔ (۷۲۵ھ تا ۸۰۵ھ) نہ تو بادشاہوں کے دربار میں جانا پسند کرتے تھے اور نہ ان کو یہ گوارا تھا کہ کوئی بادشاہ ان کی خانقاہ میں آئے وہ ہمیشہ ان

سے دور ہی رہتے تھے۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء سے شرف ملاقات حاصل ہو۔

حضرت امیر خسرو سلطان کے دربار سے وابستہ تھے۔ ان کے سلطان سے اچھے معاملات تھے۔ یہ نظام الدین اولیاء کے بڑے محبوب مریدوں میں تھے۔ ان کو اپنے مرشد کے معاملات میں بڑا دخل تھا۔ اس لئے ایک دن بادشاہ نے حضرت امیر خسرو سے مشورہ کیا کہ نظام الدین ان کو ملاقات کی اجازت نہیں دیں گے اس لئے وہ کسی دن اچانک بغیر اطلاع کے ان کے پاس پہنچنا چاہتا ہے جس دن وہ خواجہ سے ملنے جائے گا۔ امیر خسرو کو بھی ساتھ لے جائے گا۔

حضرت امیر خسرو نے اس بات کی اطلاع پہلے ہی حضرت نظام الدین اولیاء کو پہنچا دی کہ سلطان اچانک ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے۔ حضرت خواجہ اسی وقت دہلی چھوڑ کر اپنے مرشد خواجہ فرید الدین گنج شکر کے مزار پر اجودھن پہنچ گئے۔ سلطان کو خبر ملی کہ خواجہ دہلی چھوڑ گئے تو اس کو بہت ملال ہوا کہ ناحق ایک اللہ کے ولی کو تکلیف دی۔ اس نے امیر خسرو کو بلا کر کہا ”میں نے تم سے ایک مشورہ کیا تھا تم نے اس راز کو فاش کر دیا یہ اچھی بات نہیں کی۔ تم نے کیا سوچ کر ایسا کیا“ کیا تمہیں شاہی سزا کا خوف نہیں ہوا؟“ حضرت امیر خسرو نے کسی شاہانہ عتاب کی پرواہ کئے بغیر کہا ”میں جانتا تھا کہ اگر حضور والا ناراض ہوں گے تو میری جان کا خطرہ ہو سکتا ہے لیکن اگر مرشد کو تکلیف پہنچی تو ایمان کا خطرہ ہے اور میری نظر میں ایمان کے خطرہ کے مقابلہ میں جان کے خطرہ کی کوئی اہمیت نہیں“۔ سلطان کو امیر خسرو کا یہ جواب بہت پسند آیا۔ (سیر الاولیاء ص ۱۳۰)

عجیب کیمیا نسخہ

ملفوظ عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی عارقی رحمہ اللہ نے فرمایا: آج میری زبان سے سن رہے ہو کل دوسرے لوگوں سے کہو گے کہ ہمیں کیمیا کا نسخہ ملا تھا اور ہم نے تو اس کو کیمیا ہی پایا وہ یہ ہے کہ ”ہر کام اللہ میاں سے پوچھ پوچھ کر کرو“ یعنی ہر وقت دعا کرو۔ یا اللہ دفرما دیجئے آسان فرما دیجئے..... پورا کر دیجئے..... اور قبول فرما لیجئے۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبہ شہادت

حضرت ام عمارہ انصاریہؓ بیعتہ الفتنہ میں شریک ہوئیں۔ عقبہ کے معنی گھائی کے ہیں۔ احد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ میں مشکیزہ پانی کا بھر کر احد کی طرف چلی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گزری اور کوئی پیاسہ زخمی ملا تو پانی پلا دوں گی۔ اس وقت ان کی عمر بیس یا ۳۳ برس کی تھی۔ ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کو غلبہ ظاہر ہونے لگا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا تھا اس کو ہٹاتی تھی۔ ابتداء میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ملی۔ جس پر کافروں کا حملہ رد کرتی تھیں۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چھتھرے بھرے ہوئے تھے۔ جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک چھتھرا نکال کر جلا کر اس زخم میں بھر دیتیں۔ خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں۔ بارہ تیرہ جگہ زخم آئے جن میں ایک بہت سخت تھا۔ ام سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح پڑا تھا۔ کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب دوگ ادھر ادھر پریشاں پھر رہے تھے تو اپنی قبیہ یہ کہتا ہوا ابو ہریرہؓ حاضر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ مجھے کوئی بتا دو کہ کدھر ہیں۔ اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعبؓ بن عمیر اور چند آدمی اس کے سامنے آ گئے۔ ان میں میں بھی تھی اس نے میرے مونڈھے پر وار کیا۔ میں نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس پر دوہری رورہ تھی اس لئے زور سے حملہ رک جاتا تھا۔ یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔

مصائب کا تحمل و برداشت

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپؐ کو کیا ہوا؟ (کیونکہ افضل یہ ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھی جائے لہذا آپؐ ہمیشہ افضل پر عمل کرتے ہیں) آپؐ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے۔ یہ سن کر میں رو

پڑا۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! امت رو کیونکہ جو آدمی دنیا میں ثواب کی نیت سے بھوک کو برداشت کرے گا۔ قیامت کے دن اس کے ساتھ حساب میں بخشی نہیں کی جائے گی۔ (علیہ السلام)

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبہ شہادت

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت خنساء اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت ابھارا کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنے خوشی سے مسلمان ہوئے ہو۔ اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کیلئے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کے فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

لہذا کل صبح کو جب تم صبح و سہل اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آ گئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔

دو جھگڑنے والوں کو دیوار کی نصیحت (ایک عجیب واقعہ)

بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا، اس کے دو بیٹے تھے، ان دونوں کے مابین ایک دیوار کی تقسیم کے سلسلے میں جھگڑا ہو گیا، جب دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو انہوں نے دیوار سے ایک غبی آواز سنی کہ تم دونوں جھگڑا مت کرو کیونکہ میری حقیقت یہ ہے کہ میں ایک مدت تک اس دنیا میں بادشاہ اور صاحب مملکت رہا۔۔۔۔۔ پھر میرا انتقال ہو گیا اور میرے بدن کے اجزاء مٹی کے ساتھ مل گئے۔ پھر اس مٹی سے کہہ رہے تھے مجھے گھڑے کی

ٹھیکری بنادیا، ایک طویل مدت تک ٹھیکری کی صورت میں رہنے کے بعد مجھے توڑ دیا گیا.....
 پھر ایک لمبی مدت تک کلڑوں کی صورت میں رہنے کے بعد، میں مٹی اور ریت کی صورت میں
 تبدیل ہو گیا..... پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے میرے اجزائے بدن کی اس مٹی سے
 اینٹیں بنا ڈالیں۔ اور آج تک مجھے اینٹوں کی شکل میں دیکھ رہے ہو، لہذا تم ایسی مذموم و بیع
 دنیا پر کیوں جھگڑتے ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

غرور تھ نمود تھی، ہشو بچو کی تھی صدا اور آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں
 آہ! آہ! یہ دنیا بڑی فریب دہندہ ہے قافی ہونے کے باوجود یہ لوگوں کی محبوب بنی ہوئی
 ہے۔ یہ اپنی ظاہری رنگینی اور عنائی سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے آخرت سے غافل کرتی ہے
 اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں کو حقیقی مسرات کے شوق سے ہم آغوش فرمائیں۔ (ملتان قنات)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے زمانہ خلافت میں ایک سال ٹڈیاں کم ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹڈیوں
 کے بارے میں بہت پوچھا لیکن کہیں سے کوئی خبر نہ ملی، وہ اس سے بہت پریشان ہوئے،
 چنانچہ انہوں نے ایک سوار یمن بھیجا، دوسرا شام اور تیسرا عراق بھیجا تاکہ یہ سوار پوچھ کر
 آئیں کہ کہیں ٹڈی نظر آئی ہے یا نہیں۔ جو سوار یمن گیا تھا وہ وہاں سے ٹڈیوں کی ایک ٹھنی
 لے کر آیا، اور لا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ڈال دیں، حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے جب ٹڈیوں کو دیکھا تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار مخلوق پیدا کی ہے، چھ سو
 سمندر میں اور چار سو خشکی میں، اور ان میں سے سب سے پہلے ٹڈی ختم ہوگی، جب ٹڈیاں ختم
 ہو جائیں گی تو پھر اور مخلوقات بھی ایسے آگے پیچھے ہلاک ہونی شروع ہو جائیں گی جیسے

موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔ (مشکوۃ، ج ۱، ص ۴۷۷، حیاۃ الصحابہ ۳/۸۲)

شیخ علانی کی حق گوئی اور شہادت کا عجیب واقعہ

سلیم شاہ سوری کا دور اسلام کی زبوں حالی کا تھا۔ بادشاہ بے عمل اور مغرور تھا۔ عوام میں بدعت و خام اعتقادی کا عام دور دورہ تھا۔ اسی زمانے میں ایک بزرگ شیخ علانی پیدا ہوئے۔ یہ بنگال کے پیرزادے تھے۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا اور تجدید و اصلاح میں سرگرم ہوئے۔ سلیم شاہ ایک جاہ پرست اور خود غرض عالم مخدوم الملک کے ہاتھوں میں کھیلتا تھا۔ وہ بادشاہ کے یہاں کسی دوسرے عالم کی رال نہیں گنتے دیتا تھا۔

ایک حق گو بزرگ عبداللہ خاں نیازی کی پٹائی اور ملک بدر کرائے جانے کے بعد وہ شیخ علانی کے پیچھے پڑا۔ اس نے سلیم شاہ کے کان بھر کر شیخ علانی کو دربار میں طلب کرایا۔

شیخ علانی دربار میں آئے تو وہی شان بے نیازی تھی۔ جو ایک حق پرست کی ہونی چاہئے نہ آپ نے دربار کی غیر اسلامی رسوم کا لحاظ کیا اور نہ ہی بادشاہ کو غیر معمولی اہمیت دی۔ جب شیخ کے سامنے عمدہ و لذیذ کھانا شای خوان سے پیش ہوا تو انہوں نے اظہار ملامت کیا۔ انہوں نے دربار میں ایک تقریر کی جس میں تمام برے رسوم اور بدعات کو بیان کیا۔ بادشاہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ آخرت کا عبرتناک نقشہ کھینچا اور صالح اعمال کی دعوت دی اور علمائے سو کی پول کھولی لیکن مخدوم الملک جیسے دنیا پرست عالم پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس نے چالاکی اور منطقی باتوں سے شیخ کو لکھ ثابت کرنے کی کوشش کی سلیم شاہ نے ان کی جانچ کا کام مخدوم الملک کے ہی سپرد کر دیا۔ اس کو ان سے دشمنی نکالنے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس نے اللہ کے اس بے باک مجاہد کو اتنے کوڑے لگوائے کہ وہ شہید ہو گئے۔

پھر ان کی نعش کو ہاتھی کے پیر میں باندھ کر تمام شہر میں تشہیر کرائی۔ یہاں تک کہ نعش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (آئینہ تاریخ ہند دوم ص ۷۲)

شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ نے بادشاہ اکبر کو چھٹری سے پٹیا

صدر الصدور شیخ عبدالنبی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے تھے۔ جس

طرح ان کے دادا نے بادشاہوں اور سلاطین کے یہاں حق کا پرچم بلند رکھا اسی طرح انہوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ اکبر تخت حکومت پر بیٹھا تو اس کی عمر صرف تیرہ سال تھی۔ ابھی اس کو دنیا کی ہوا اچھی طرح نہ لگی تھی کہ ہندوستان جیسی عظیم سلطنت کا بادشاہ بن گیا۔ خوش قسمتی سے اس وقت اکبر کی تربیت کا کام صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ کے ہاتھ میں رہا۔ انہوں نے اس کو دین کی اصل راہ سے وابستہ رکھا۔ اکبر کے دل میں ان کا اتنا احترام پیدا ہو گیا تھا کہ حدیث سننے ان کے گھر جاتا۔ ان کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھتا۔ شیخ صاحب تقویٰ و پرہیزگاری میں یکساں تھے۔

ان کے فیض صحبت نے اکبر کے دل و دماغ میں اسلام اور شریعت محمدیؐ کا احترام پیدا کر دیا تھا۔ جماعت کی پابندی کرتا تھا۔ بلکہ اکثر اذان بھی خود دیتا تھا اور امامت بھی کرتا تھا۔ مسجد میں جھاڑو خود لگاتا تھا شیخ اکبر کی چھوٹی سے چھوٹی باتوں پر نظر رکھتے تھے۔ اگر وہ کوئی فعل دین کے خلاف کرتا تو اس کو سخت تنبیہ کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا اپنی سالگرہ کے جشن پر اکبر زعفرانی لباس پہنے محل سرائے سے باہر نکلا صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ صرف اتنی سی غلطی پر ناراض ہو گئے کہ اس نے غیر شرعی لباس پہنا۔ شیخ نے اس کو سردر بار ملامت کی اور اتنا غصہ ہوئے کہ اس کو چھڑی کھینچ ماری۔

اکبر خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو رہا لیکن اندر جا کر ماں سے شکایت کی کہ ”اگر اس کی اس طرح سردر بار توہین کرنے والے کا سر قلم نہ کیا گیا تو حکومت کا نظم نہیں چل سکتا۔“ ماں نے کہا ”بیٹا یہ رنج کامقام نہیں ہے بلکہ باعث نجات ہے۔ کتابوں میں لکھا جائے گا کہ اتنے عظیم بادشاہ کو ایک بوڑھے عالم نے چھڑی سے مارا تھا اور اس نے شریعت کے احترام میں اس کو صبر کے ساتھ برداشت کیا تھا۔“ (رد کوثر شیخ محمد اکرام)

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حاضر جوابی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بڑے زعمہ دل اور حاضر جواب تھے۔ طنز و مزاح میں ان کا جواب نہیں تھا۔ بہت سے مسائل لطیفوں میں حل کر

دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک پادری شاہ صاحب کی خدمت میں آ کر کہنے لگے ”کیا آپ کے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے حبیب ہیں؟“ آپ نے فرمایا ”بیشک ہیں“ وہ کہنے لگا ”تو پھر انہوں نے قتل کے وقت امام حسینؑ کی فریاد نہیں کی یا ان کی فریاد سنی نہ گئی؟“ شاہ صاحب نے کہا ”فریاد کی تو تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تمہارے نواسے کو قوم نے ظلم سے شہید کر دیا لیکن ہمیں اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھنا یاد آ رہا ہے۔“

ایک شخص شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس رنگوں کی بنی ہوئی تصویر لایا اور کہا ”یہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصویر ہے۔ اس کا کیا کرنا چاہئے؟“ آپ نے فرمایا ”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باقاعدہ غسل کرتے تھے۔ بس اس تصویر کو بھی غسل دے ڈالو۔“

ایک دفعہ ایک ہندو نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے پوچھا ”بتلاؤ کہ خدا ہندو ہے یا مسلمان؟“ فرمایا ”اگر خدا ہندو ہوتا تو گنوبتیا کیسے ہو سکتی تھی؟“

ایک شخص نے کہا کیا طوائف کے جنازے کی نماز ہو سکتی ہے؟ فرمایا جب ان کے گناہ میں شریک مردوں کی ہو سکتی ہے تو ان کی کیوں نہیں ہو سکتی؟“ (روکوشیخ محمد اسلام)

پہلو ان امام بخش کا عجیب قصہ

ایک بزرگ کا پڑوس میں ایک قبرستان میں جانا ہوا جہاں انہیں فاتحہ پڑھنی تھی وہ فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھنے لگے اچانک ایک بوسیدہ قبر کو دیکھا گویا وہ کہہ رہی ہے حضرت ہمیں بھی کچھ عطیہ اور تحفہ دیتے جائیے ہم بھی محتاج ہیں وہ بزرگ اس قبر پر آئے اور جو اللہ نے توفیق دی آپ نے پڑھا اچانک ان کی نظر کتبہ پر پڑی جو قبر کے قریب پڑا ہوا تھا اس کتبہ کو اٹھا کر انہوں نے صاف کیا جس پر لکھا ہوا تھا رستم ہند امام بخش۔ یہ وہ پہلو ان تھے جنہیں رجبہ مہاراجہ ہاتھی بھیج کر گھر لاتے تھے اور قالین پر بٹھاتے تھے آج ایک سبحان اللہ کے محتاج ہیں۔

شیطان انسان کی ناک میں رات گزارتا ہے

ایک حدیث میں اس کی تاکید آئی ہے کہ جب سوئے بیدار ہو کر وضو کرو تو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر ضرور جھاڑ لیا کرو، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان، انسان کی ناک کے

بانے میں رات گزارتا ہے اس میں پیشاب اور غلاظت کرتا ہے، اور جب سونے کے بعد انسان اٹھتا ہے تو ناک کے اندر میل کچیل بھرے ہوئے ملتے ہیں، اس میں شیطان کی غلاظت کے اثرات ہوتے ہیں، جب وضو میں ناک اچھی طرح جھاڑ لی جائے گی تو شیطان کے اثرات صاف ہو جاتے ہیں۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے تو ضرور تم ناک جھاڑ لے اس لئے کہ شیطان اس کی ناک کے بانے میں رات گزارتا ہے۔“ (بخاری ص ۳۶۵)

سمندر میں گم شدہ سوئی دعا کی برکت سے مل گئی

قبیلہ بنو سعد کے غلام حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمی کہتے ہیں کہ حضرت ابو یوسف رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سمندر کا سفر کر رہے تھے وہ اپنی کچھ کاپیاں ہی رہے تھے اچانک ان کی سوئی سمندر میں گر گئی اور انہوں نے اسی وقت یوں دعا مانگی اے میرے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میری سوئی ضرور واپس کر دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ سوئی سطح سمندر پر ظاہر ہوئی اور حضرت ابو یوسف رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سوئی پکڑ لی۔ (حیات الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۶۷۸)

دو شریکوں کا عجیب قصہ

دو شخص آپس میں شریک تھے ان کے پاس آٹھ ہزار اشرفیاں جمع ہو گئیں ایک چونکہ پیٹھے سے واقف تھا اور دوسرا ناواقف تھا، اس لئے اس واقف کار نے ناواقف سے کہا کہ اب ہمارا دباہ مشکل ہے، آپ اپنا حق لے کر الگ ہو جائیے، آپ کام کاج سے ناواقف ہیں، چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے حصے الگ کر لئے اور جدا ہو گئے۔

پھر پیٹھے سے واقف کار نے بادشاہ کے مرجانے کے بعد اس کا شاہی محل ایک ہزار دینار میں خریدا، اور اپنے ساتھی کو بلا کر اسے دکھایا اور کہا: بتلاؤ! میں نے کیسی چیز خریدی؟ اس کے ساتھی نے بڑی تعریف کی، اور یہاں سے باہر چلا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا:

خدا یا! اس میرے ساتھی نے تو ایک ہزار دینار کا نصر و نیکو خرید لیا ہے، اور میں تجھ سے جنت کا محل چاہتا ہوں۔ میں تیرے نام پر تیرے مسکین بندوں پر ایک ہزار دینار خرچ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے ایک ہزار دینار راہِ خدا میں خرچ کر دیئے۔

پھر اس دنیا دار شخص نے ایک زمانے کے بعد ایک ہزار دینار خرچ کر کے اپنا نکاح کیا، دعوت میں اس پرانے شریک کو بھی بلایا، اور اس سے ذکر کیا کہ میں نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے اس عورت سے شادی کی ہے۔ اسکے ساتھی نے اس کی بھی تعریف کی۔ باہر آ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی نیت سے ایک ہزار دینار نکالے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ بار الہی! میرے ساتھی نے اتنی ہی رقم خرچ کر کے یہاں کی ایک عورت حاصل کی ہے اور میں اس رقم سے تجھ سے حور عین کا طالب ہوں، اور پھر وہ رقم راہِ خدا میں صدقہ کر دی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس دنیا دار نے اس کو بل کر کہا کہ دو ہزار کے دو باغ میں نے خرید کئے ہیں دیکھ لو کیسے ہیں؟ اس نے دیکھ کر بہت تعریف کی اور باہر آ کر اپنی عادت کے مطابق جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدا یا! میرے ساتھی نے دو ہزار کے دو باغ یہاں کے خرید کئے ہیں میں تجھ سے جنت کے دو باغ چاہتا ہوں اور یہ دو ہزار دینار تیرے نام پر صدقہ ہیں۔ چنانچہ اس رقم کو مستحقوں میں تقسیم کر دیا۔

پھر جب فرشتہ ان دونوں کو فوت کر کے لے گیا، اس صدقہ کرنے والے کو جنت کے محل میں پہنچا دیا گیا، جہاں پر ایک حسین عورت بھی اسے ملی، اور اسے دو باغ بھی دیئے گئے اور وہ نعمتیں ملیں جنہیں بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، تو اسے اس وقت اپنا وہ ساتھی یاد آ گیا، فرشتے نے بتلایا کہ وہ تو جہنم میں ہے، تم اگر چاہو تو جہنم تک کر اسے دیکھ سکتے ہو، اس نے جب اسے جہنم کے اندر جلتا دیکھا تو اس سے کہا کہ قریب تھا کہ تو مجھے بھی چمک دے جاتا، اور یہ تو رب تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ میں بچ گیا (تفسیر ابن کثیر ۱/۳۶۷، ۳۶۸)

اندھیری رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سوئی مل گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کثر اعمال میں ایک حدیث مروی ہے، وہ فرماتی

ہیں کہ میں نے حضرت حصہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریت پر ایک سوئی لے رکھی تھی، اس سے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا سیا کرتی تھی۔ اے میری رات میں وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ بہت تلاش کی نہیں ملی، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمر میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے نور کی شعاعوں سے سوئی دکھائی دینے لگی۔ میں نے ہنس کر سوئی اٹھالی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس وشمسی الفضل من شمس السماء
ترجمہ: "ہمارا ایک سورج ہے اور دنیا والوں کا بھی ایک سورج ہے۔ اور میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل ہے۔" (متنب کنز العمال ج ۱۱ صفحہ ۳۷۹/۳۸۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی عجیب و غریب فضیلت

ابن مردویہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایسی آیت نہیں اتری وہ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری:

- ۱۔ بادل شرق کی طرف چھٹ گئے۔
- ۲۔ ہوائیں ساکن ہو گئیں۔
- ۳۔ سمندر ٹھہر گیا۔
- ۴۔ جانوروں نے کان لگائے۔

۵۔ شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے۔ ۶۔ پروردگار عالم نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے انیس داروغوں سے جو پچا چاہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اس کے بھی انیس حروف ہیں ہر حرف ہر فرشتہ سے پچاؤ بن جائے گا اسے ابن عطیہ نے بیان کیا ہے اور اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوئی ہے جس میں ہے کہ میں نے تم سے اوپر اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے یہ حضور نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے ربنا و لک الحمد خملاً تکبیراً طیباً مہلاً نکاحاً طیباً پڑھا تھا۔ اس میں بھی تم سے اوپر اوپر حروف ہیں اتنے ہی فرشتے اترے، اسی

طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم میں بھی انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔
 مسند احمد میں ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے جو صحابی سوار
 تھے ان کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ذرا پھسل گئی تو میں نے کہا کہ شیطان کا
 ستیاناس ہو۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہو، اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس
 نے اپنی قوت سے گرایا ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ کبھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔
 ایک حدیث میں ہے کہ جس کام کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے وہ ہے
 برکت ہوتا ہے۔ (ابن کثیر ۱/۳۸)

احمد بن بیلہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ

احمد بن بیلہ ایک جو شیے مسلمان تھے۔ یہ ایک فریب کسان کے بیٹے تھے ذہین اور
 ہوشیار ہونے کی وجہ سے اچھی تعلیم کا موقع ملا۔ جس کالج میں یہ تعلیم پاتے تھے اس میں اکثر
 اعلیٰ طبقہ کے طلباء پڑھتے تھے۔ ایک دن ان کے کلاس میں ایک فرانسیسی استاد نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک رکیک حملہ کیا۔ اس نے آپ کی شان میں
 کچھ گستاخانہ اور تازیانہ الفاظ کہے۔ کلاس میں تقریباً سب ہی طلباء مسلمان تھے۔ ان میں
 اکثر اعلیٰ افسروں کے لڑکے تھے۔ استاد کی بات کے مقابلہ پر کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ
 ہوئی سب کو سانپ سوگھ گیا اور کسی نے دم نہیں مارا۔

احمد بن بیلہ کا دل جوش عقیدت سے سرشار تھا۔ ان سے نہ رہا گیا۔ جوش اور غصہ میں
 کھڑے ہوئے اور کہا ”یہ الگ بات ہے کہ ایک استاد کی حیثیت میں میں آپ کا احترام کرتا
 ہوں لیکن ایک مسلمان کی حیثیت میں میں یہ گستاخی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ جو زبان
 ہمارے محبوب نبی کی توہین کرے گی اس کو میں تالو سے کھینچ لوں گا اور جو منہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے لئے کھلے گا میں اس میں خاک جھونک دوں گا۔ میں آپ کی اس
 گستاخی کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہوں۔ آپ کو معافی مانگنی ہوگی اور یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ
 آئندہ نہ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ کہیں بلکہ ہمارے کسی بھی

بزرگ یا پیشوا کے خلاف زبان نہیں کھولیں گے۔“ مرینہ کے اس دہقان زادہ کی بات سن کر وہ فرانسیسی استاد حیران و دم بخود رہ گیا۔ اس نے بھری کلاس میں معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ وہ پیغمبر اسلام کی شان میں کوئی نامناسب بات نہیں کہے گا۔ (روزنامہ صحت دہلی)

ایک نوجوان صحابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت پر جو دعادی ہے کسی پر نہیں دی حضرت طلحہ بن براہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر کہا کہ حضور! آپ سے مجھے بہت محبت ہے جو حکم دیں کروں گا فرمایا اپنی ماں کا گلا کاٹ لا امتحان تھا فوراً نکواڑا ٹھا کر ماں کی طرف چلے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس بلا کر کہا کہ میں رشتے کاٹنے کے واسطے نہیں آیا تیری محبت کا امتحان تھا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پوچھنے آئے رُعلیق والوں کی پوچھ ہوا کرتی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش تھے تھوڑی دیر کے بعد بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ یہ چل دیئے والا ہے اس کے مرنے کی اطلاع مجھے کرنا یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تشریف لے جاتے ہی انہیں ہوش آیا کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوچھنے نہیں آئے؟ کہا گیا آئے تھے کہنے لگے جب مر جاؤں خود ہی دفن کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہ کرنا کہ میرے محلے میں یہودی رہتے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے رات یہاں تشریف لائیں تو ممکن ہے کسی یہودی سے انہیں تکلیف پہنچے میرے نام پر حبیب کو ایک ذرہ کی تکلیف برداشت نہیں ہے۔

چنانچہ انتقال ہوا۔ رشتے داروں نے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر دفن کر دیا اس زمانہ میں مرنے والوں کے رشتہ دار درود و دعا سے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انتظار نہیں (کیونکہ آپ کا حکم ہے کہ تدفین میں جلدی کرو) مرنے اور دفن میں یوں وقت نہیں لگتا تھا اسے وہاں تو حکم ہے کہ میت کو جلدی سے لے کر چلو اگر اچھا آدمی ہے تو اسے تاخیر کر کے اس کی نعشوں سے کیوں محروم کر رہے ہو؟ اور اگر برا آدمی ہے پھر اسے اپنے کندھوں پر کیوں اٹھا رکھا ہے؟ جلدی اس وجہ سے کروائی کہ اس کا عذاب گہری میں شروع نہ ہو جائے تاریخ اس کی شاہد ہے عبید

اللہ بن زیاد جس کے حکم پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے وہ قتل ہوا اس کا سر رکھا ہوا تھا ایک اثر دھا آیا ناک میں ٹکس کر منہ سے نکل آیا دو مرتبہ ایسی کیا سلیمان (عمر بن عبدالحزیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلے بادشاہ) کی میت کو جب قبر میں رکھا جانے لگا میت علی لڑکے نے کہا میرا باپ زندہ ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جلدی کرو دفن میں خدا کی پکڑ نے آیا ہے۔

الغرض صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی سبب معلوم ہوا قبر پر گئے دعا میں یہ بھی کہا: اے اللہ تو اس سے ایسے مل کہ تو اسے دیکھ کر رنس رہا ہو، یہ تجھے دیکھ کر رنس رہا ہو، یہ محبت کا انعام ہے، جس میں انسان کو محبوب کے علاوہ اور کچھ نہیں بھاتا محبت اگر آگئی تو سارے عمل آ جائیں گے اس محبت کے واسطے اعمال پر محنت لگنی جاتی ہے۔ (حیاء الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عجیب حسن اخلاق

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضور موت میں زمین کا ایک ٹکڑا بطور جاگیر عطا فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ زمین ان کے حوالے کر دیں۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "حضر موت" کے بڑے نواب اور بڑے سردار تھے، واقعہ لکھا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ "حضر موت" کی طرف روانہ کیا تو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی اس لیے وہ پیدل ان کے ساتھ روانہ ہوئے راستے میں جب صحرا (ریگستان) میں دھوپ تیز ہو گئی اور گرمی بڑھ گئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں جھٹنے لگے انہوں نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ گرمی بہت ہے اور میرے پاؤں جل رہے ہیں تم مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے سوار کر لو تا کہ میں گرمی سے بچ جاؤں تو انہوں نے جواب میں کہا "لست من اوصاف الملوک" (تم بادشاہوں کے ساتھ ان کے پیچھے بیٹھنے کے قابل نہیں ہو)

لہذا ایسا کرو کہ میرے اونٹ کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہے تم اس سایہ میں چلتے ہوئے

میرے ساتھ آ جاؤ۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے یمن تک پورا راستہ اسی طرح قطع کیا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا چنانچہ وہاں پہنچ کر ان کو زمین دی پھر واپس تشریف لے آئے۔

بعد میں اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بن گئے اس وقت یہ حضرت وائل بن حجر، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے یمن سے دمشق تشریف لائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا ورنہ ان کا بڑا اکرام کیا اور حسن سلوک فرمایا۔ (درسن ندی جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

چنگیز خان اور سکندر اعظم کی قبریں کہاں ہیں؟

تاریخ اسلام میں ہے جب چنگیز خان کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے یہ وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو فلاں درخت کے نیچے مجھے دفن دینا انتقال ہوا درخت کے نیچے دفنایا گیا اتفاق سے دوسرے روز بارش شروع ہوئی اور چھ ماہ تک بارش ہوتی رہی وہ جگہ جنگل میں تبدیل ہو گئی اور وہ درخت اس جنگل میں مل گیا لوگوں کو پتہ نہ رہا کہ چنگیز خان کو کس درخت کے نیچے دفنایا گیا تھا وہ ظالم قوم جنہوں نے بیک وقت یمن میں رکھ دیا تو کوئل کیا جو گھوڑے کی پشت سے تین تین روز تک اترتے نہیں تھے پیاس لگتی تو گھوڑے کی پشت پر خنجر مارتے کنوڑا ساتھ ہوتا کنوڑے کو خون سے بھرتے اور اسے پی جاتے یہ ان کا پانی تھا آج ان کے سردار کی قبر کا ٹھکانہ نہیں۔

خطبات حکیم الہ اسلام میں مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سکندر اعظم کی قبر عراق کے بابل کے کھنڈرات میں ہے لیکن قبرستان میں کوئی صحیح قبر نہیں بتا سکتا۔ جب کوئی سیاح سیر کو یہ غریح کو جاتا ہے تو وہاں کے گائیڈ کچھ قبروں کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہیں کہ انہیں قبروں میں ایک قبر سکندر اعظم کی ہے۔

فائدہ جس انسان نے دنیا فتح کی آج اس کی قبر کی نشاندہی مشکل ہے اس لیے انسان اپنے ایمان اور اعمال بنانے کی فکر کرے اور اللہ کی بارگاہ میں تائب قبول ہو جائے کہ لوگ اس کیلئے دعا کریں۔

آسمان کی طرف سر اٹھا کر استغفار کیجئے

اللہ تعالیٰ مسکرا کر معاف کر دیں گے

حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیچھے بٹھایا اور حرہ کی طرف لے گئے، پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، میں نے کہا اے امیر المؤمنین! پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا تھا پھر مجھے "حرہ" کی طرف لے گئے تھے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ! پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ میرا رب اپنے بندے پر تعجب کر کے مسکراتا ہے (اور کہتا ہے) اس بندے کو معلوم ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ (حیۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ

قرآن پاک میں ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ (سورہ لقمان ۱۳)
 "اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کر۔"

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی عقل و فہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا ان سے کسی نے پوچھا جنہیں یہ فہم

دشور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا راست بازی امانت داری اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کی وجہ سے۔

ان کی حکمت کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے دو بہترین حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے ایک مدت کے بعد پھر آقا نے ان سے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے سب سے بدترین حصے لاؤ، وہ پھر وہی زبان اور دل لے کر آئے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ زبان اور دل اگر صحیح ہوں تو یہ سب سے بہترین ہیں، اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی

جنت میں نیک لوگوں کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں درحمتیں ہیں ان کا بیان اور یہ ہے کہ یہ کامیاب مقصد اور نصیب دار ہیں کہ جہنم سے نجات پائی اور جنت میں پہنچ گئے انہیں نوجوان کنواری حوریں بھی ملیں گی جو ابھرے ہوئے سینے وایاں اور ہم عمر ہوں گی ایک حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے لباس ہی خدا کی رضا مندی کے ہوں گے بادل ان پر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بتلاؤ ہم تم پر کیا برساتیں؟ پھر وہ جو فرمائیں گے بادل ان پر برساتیں گے یہاں تک کہ نوجوان کنواری لڑکیاں بھی ان پر برسیں گی۔ (ابن ابی مہتم)

انہیں شراب طہور کے چھلکے ہوئے پاک صاف بھر پور جام پر جام ملیں گے جس میں نشہ نہ ہوگا کہ بے ہودہ گوئی اور لغو باتیں منہ سے نکلیں اور کان میں پڑیں جیسے اور جگہ ہے ﴿لَا لَغْوٌ لِّهِنَّ وَلَا تَأْنِيَتْ﴾ (سورہ انفور آیت ۲۳)

اس میں نہ لغو ہوگا نہ برائی اور نہ گناہ کی باتیں کوئی بات جھوٹ اور فضول نہ ہوگی اور دارالسلام ہے جس میں کوئی عیب کی اور برائی کی بات ہی نہیں یہ جو کچھ بدلے ان پارسا لوگوں کو ملے ہیں یہ ان کے نیک اعمال کے نتیجے ہیں جو اللہ کے فضل و کرم سے اور اس کے احسان و انعام کی بنا پر انہیں ملے ہیں جو بے حد کافی دانی ہیں جو بکثرت اور بھرپور ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۵/۳۹۹)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ علیہ کی عجیب وصیت

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت انتقال اپنی اہلیہ سے وصیت کی کہ جب مجھے فن کر چکو تو میری دونوں بیٹیوں کو فلاں پہاڑ پر لے جانا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا اے خداوند! فضیل نے مجھے وصیت کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہا اپنی لڑکیوں کو اپنی طاقت کے مطابق اپنے پاس رکھا اب جب تو نے قبر کے قید خانے میں مجھے قید کر دیا ہے تو میں اپنی لڑکیوں کو تیرے حوالے کرنا ہوں اور تجھے واپس دیتا ہوں۔ بعد میں آپ کی اہلیہ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور مناجات کر کے اپنی بے بسی پر بہت روئی۔ اسی اثنا میں امیر یمن مع اپنے دونوں بیٹیوں کے اس جگہ پہنچ گیا اور اس نالہ وزاری کو سنا اور حال پوچھا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ نے تمام حالت بیان کی امیر یمن نے سب باتیں سن کر کہا کہ میں ان دونوں لڑکیوں کو اپنے دونوں بیٹیوں سے بیاہ دیتا ہوں چنانچہ ان کو اپنے ہمراہ یمن لے گیا اور بزرگوں کو جمع کر کے دس دس ہزار مہر پر ان کا نکاح کر دیا جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ اسکا ہو جاتا ہے۔ (بخاری، موطا، ۲۵۳)

ایک رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا

مولانا حبیب الرحمن مدظلہ العالی رحمہ اللہ کے دادا مولانا محمد رحمت اللہ کا بیان ہے کہ ”1857ء کے بعد ایک رات میں نے پٹنہ (گنگا کے کنارے) مسجد میں گزار دی ان دنوں حافظ سید ضیاء الدین بخاری (ولد امیر شریعت رحمہ اللہ) کی عمر اسیس سال تھی اور انہوں نے ایک رات مجھے ایک ہی رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا تھا۔“ (حیات امیر شریعت)

حافظ سید ضیاء الدین بخاریؒ کے قرآن کریم سے والہانہ تعلق و دارنگی اور عقیدت و عشق ہی کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسا بیٹا دیا، جس نے ساری زندگی قرآن کے پیغام اور علوم و معارف کو بیان کرنے میں گزار دی اور جب ڈوب کر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا ”ابھی ابھی قرآن نازل ہو رہا ہے۔“ ”اللہ مغفرت کرے عجیب لوگ تھے۔“

عجیب حافظہ

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا خاندان قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں مشہور تھا اسکے دادا اور والد دونوں بڑے قوی الحفظ تھے لیکن تقی الدین ابن تیمیہ اس نعمت میں اپنے پورے خاندان سے سبقت لے گئے۔ اور بچپن ہی میں ان کے عجیب و غریب حافظہ اور سرعت حفظ نے علماء و اساتذہ کو متحیر کر دیا، اور دمشق میں اس کی شہرت پھیل گئی، صاحب المعقود یہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حلب کے ایک بڑے عالم و مشق آئے انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے جس کا نام احمد بن تیمیہ ہے وہ سرعت حفظ میں یکساں ہے۔ بہت جلد یاد کر لیتا ہے۔ ان کو اس کے دیکھنے اور امتحان کا شوق ہوا، جس راستہ سے تیمیہ گزرا کرتے تھے وہاں وہ ایک درزی کی دکان پر بیٹھ گئے، درزی نے کہا وہ بچہ آنے والا ہے۔ یہی اس کے کتب کا راستہ ہے، آپ تشریف رکھیے، تھوڑی دیر میں کچھ بچے کتب جاتے ہوئے گزرے، درزی نے کہا دیکھیے وہ بچہ جس کے پاس بڑی سی تختی ہے وہ ہی ابن تیمیہ ہے۔ شیخ نے اس بچہ کو آواز دی وہ آیا تو اس کی تختی لے لی۔ اور کہا بیٹا اس تختی پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو پوچھ ڈالو۔ جب وہ صاف ہو گیا تو انہوں نے اس پر کوئی گیارہ یا تیرہ حدیثیں لکھوا دیں اور فرمایا انکو پڑھ لو۔ بچہ نے اس کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا۔ شیخ نے تختی اٹھالی اور کہا کہ سناؤ، بچہ نے پوری حدیثیں سنا دیں۔ شیخ نے کہا کہ اچھا اب ان کو بھی پوچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں۔ اور کہا کہ پڑھو۔ بچہ نے ایک بار غور سے دیکھا اور پھر سنا دیا، شیخ نے یہ تماشا دیکھ کر فرمایا کسا گریہ بچہ جتنا رہا تو کوئی چیز بنے گا۔ اس لیے کہ اس زمانہ میں اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ (مدارج ص ۷۷)

ایمان کی آب و تاب

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس رضی اللہ عنہ پہاڑوں پر چلے گئے اور وہاں بیٹھ کر کلام اللہ پڑھنے لگے۔ ناگاہ شام ہو گئی ایک نصرانی عابد آیا اور کہا تو کون ہے؟ کہا مسافر ہوں۔ بولا۔۔۔ رات کو میرے پاس رہ۔۔۔ ورنہ تم زندہ نہ بچو گے۔۔۔ کیونکہ یہ جنگل

شیر سانہوں کا ہے تم کو پھڑکھائیں گے۔ فرمایا خلاف مذہب کے پاس میری گزرنہ ہوگی۔
 نصرانی مجبور ہو کر چل گیا آدمی رات ڈھلے چھت پر سے نصرانی عابد نے دیکھا تو حضرت عامر
 بن قیس رضی اللہ عنہ عبادت الہی میں مصروف ہیں اور ایک شیر... ان کے گرد پہرے دار کی
 طرح ٹہکتا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیر سے کہا تجھ کو کچھ کہنا ہو تو کہہ... ورنہ
 رخصت ہو... اور ناحق ظلم انداز نہ ہو۔ شیر عاجزی سے دم ہلاتا چلا گیا۔ نصرانی عابد یہ حال
 دیکھ کر حیران ہو گیا اور جلد آ کر عامر کے قدم چومنے لگا۔ اور کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ
 کون ہیں اور کیا مذہب رکھتے ہیں؟... کہا میں ایک غریب گنہگار مسلمان ہوں کہ شہر میں رہنے
 کے قابل نہ تھا اس واسطے نکل آیا۔ نصرانی نے کہا اللہ اکبر! جب غریب گنہگار اس مذہب کے
 ایسے صاحب کرامت ہیں تو واللہ نیک کس درجہ کے ہوں گے۔ پس اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

فائدہ: سبحان اللہ! اللہ والوں کے ایمان کی آب و تاب بلاشبہ غیر مذہب کو بے تاب کر
 دیتی ہے اور پتھر کے جگر کو پانی کر کے بہاتی ہے۔ یہی سبب تھا کہ قرب زمانہ آفتاب عالمیت اب
 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر ذرہ آفتاب سا چمکتا تھا اور جو دیکھتا تھا بیتاب ہو
 جاتا تھا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی صدیوں تک ایمان کی قوت کا یہی حال رہا۔ آج بھی
 اس گئے گزرے دور میں ایمان کی قوت والے اپنے منور چہروں سے پہچانے جاتے ہیں مگر
 آج کل مسلمانوں کا اکثر طبقہ ایسا ہے جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور اسام کا نام نہیں
 جانتے۔ اسلام کی روح ان کے اندر مفقود ہے ایسے مسلمانوں کا طریقہ اور چال چلن دیکھ کر
 عوام الناس میں سے کئی آدمی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیتے ہیں اور وہ نادان یہ نہیں
 جانتے کہ ان کے نقصان اسلام سے اصل دین اسلام میں کیا نقصان ہو گیا جو ہم دین سے
 پھرتے ہیں۔ پس ایسے نا فہم شخص کے اسلام چھوڑ دینے سے دین کا کچھ نہیں بگڑا بلکہ اس بے
 دین اور کم فہم نے اپنا ہی نقصان کیا۔ کسی کا کیا کیا یہ بیشذلیل و خوار رہا۔ اللہم حفظنا

ایمان اور تقویٰ کا کتنا مرتبہ ہے اگر دنیا و آخرت میں مرتبہ چاہتے ہو تو رب کائنات
 کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کر لو بس دونوں جہانوں میں چمک اٹھو گے۔ (راہِ جنت)

ایک خاتون کا عجیب مقام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بہشتی زیور میں ایک بزرگ خاتون کا تذکرہ فرمایا ہے جو بڑی اللہ والی تھیں۔ ہر معاملہ میں ان کی نظر اللہ پر رہتی تھی۔ ان کا عجیب مقام تھا اور پھر فرمایا کہ یہ رتبہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور جن کو ہوا ہے پوری تابعداری کی برکت سے ہوا ہے، اس کو اختیار کرو اور یاد رکھو! کہ اللہ کو ایک ماننا پورا پورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کے خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پرداہ ہو کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی برا کہے غم نہ کرے کوئی ستا دے تو اس پر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یونہی منظور تھا، میں بندہ ہوں ہر حال میں راضی رہنا چاہئے تو جو نقص اس طرح خدا کو ایک مانے گا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ یہ مطلب تھا ان بی بی کا گویا اللہ کے اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں۔ (مثالی خواتین)

ایک عاشق رسول کا عجیب و غریب واقعہ

حضرت مولانا وجیہ الدین صاحب رحمہ اللہ عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلقین سے تھے آپ حج میں تشریف لے گئے مدینہ منورہ پہنچ کر جب ویزہ کی مدت ختم ہونے لگی تو انہوں نے متعلقہ دفتر میں جا کر ویزہ کی مدت بڑھانے کیلئے درخواست کی انہوں نے کہا اس کی وجہ بھی لکھ کر لائیں کہ آپ کس غرض کیلئے مزید یہاں رہنا چاہتے ہیں آپ نے اس وجہ والے خانے میں لکھ دیا ”للوفات“ یعنی یہاں فوت ہونے کیسے ویزہ کی مدت بڑھوانا چاہتا ہوں بہر حال دفتر والوں نے خانہ پری دیکھی اور پندرہ دن کیلئے ویزہ بڑھا دیا۔

جب پندرہ دنوں میں سے دو ایک دن باقی تھے تو آپ روضۃ القدرس پر حاضر ہوئے اور درخواست کی یا رسول اللہ امت ختم ہونے کو ہے اب تو آپ مجھے اپنی طرف بلالیں، بس پھر آپ اس مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہیں جاں بحق ہو گئے۔

ریمس کی ہمدردی

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دشمن کے دوستوں کی دوستی سے مجھے رنج پہنچا...
 میں بیت المقدس کے بیابان میں چلا گیا اور حیوانوں کے ساتھ میل جول اختیار کر لیا...
 اس وقت تک کہ انگریزوں کی قید میں گرفتار ہو گیا....

طرابلس کی خندق میں مجھے بھی یہودیوں کے ساتھ مٹی اٹھانے کے کام میں لگا
 دیا.... جلب کا ایک ریمس کہ ہماری ان کی پہلے کی شناسائی تھی اس طرف آ نکلا... مجھے
 پہچان لیا.... کہا: یہ کیا حالت ہے یہ تو رنج کا باعث ہے.... میں نے کہا: کیا کہوں...
 اس کو میری حالت پر رحم آیا اور دس دینار دے کر مجھ کو انگریزوں کی قید سے چھڑایا...
 اور اپنے ساتھ جلب لے گیا.. اس کی ایک لڑکی تھی سو دینار مہر پر مجھ سے شادی کر دی...
 جب ایک مدت گزر گئی بد اخلاقی اور لڑائی جھگڑا شروع کر دیا اور زبان درازی کرنے لگی اور
 میری زندگی کو تلخ کر دیا..

ایک مرتبہ عیب گوئی کے لئے اس نے زبان درازی کی کہنے لگی: کیا تو وہی نہیں ہے کہ
 میرے باپ نے تجھ کو انگریزوں کی قید سے دس دینار دے کر خریدا تھا.. میں وہی ہوں کہ
 دس دینار میں مجھے انگریزوں کی قید سے خریدا لیا اور سو دینار میں تیرے ہاتھ فروخت کر
 دیا.... (مکملات سعدی)

۹۹

ایک خاتون کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وفات

ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی
 کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کرا دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 نے حجرہ شریفہ کے اس حصہ کو جس میں قبر شریف بھی تھی پردہ ہٹا کر کھولا وہ عورت قبر شریف
 کی زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئیں رضی اللہ عنہا وارضیٰ لہا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کی عبادت

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن قیم رحمہ اللہ رات و دن عبادت میں مشغول رہتے تھے تلاوت اور نوافل کی کثرت فرماتے، عمدہ اخلاق کے مالک تھے لوگوں سے محبت فرمانے والے تھے حسد اور کینہ نہیں رکھتے تھے۔ ابن کے زمانہ کے اہل علم میں ان سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھے گئے۔ نماز میں لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے۔ رکوع و سجود لمبے کیا کرتے تھے۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ کر ذکر فرماتے تھے اور فرماتے کہ صبر اور یقین سے دین میں امامت حاصل ہو سکتی ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ بڑے عبادت گزار تھے۔ اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ کے ساتھ قید ہو گئے تھے شیخ کے انتقال تک قید میں رہے۔ اس کے بعد رہائی ملی۔ قید کے زمانہ میں قرآن کا مطالعہ، تہجد اور تہ قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ اس میں ابن کیلئے خیر کے بہت سے دروازے کھولے گئے۔ ایک زمانہ تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ اہل مکہ انکی شدت عبادت اور کثرت طواف کو یاد کر کے تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ (بیل الصالحین)

قبر کی عجیب حقیقت کا انکشاف

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ لوگ عام طور سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان مرجاتا ہے قبر میں اس کو ڈال آتے ہیں وہاں وحشت کدہ میں تنہا پڑا رہتا ہے اور ایسی حیات مثل عدم حیات کے ہے۔ صاحبو یہ نہیں ہے بلکہ مسمان کے لئے وہاں بڑی راحت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ارواح اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس کے عزیز قریب جو اس سے پہلے چلے گئے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں اور اس سے دوسرے متعلقین کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ اگر یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مر گیا ہے تو کہتے ہیں افسوس وہ دوزخ میں گیا ہے ورنہ ہم سے ضرور ملتا۔ اور اس سے ان کو غم ہوتا ہے۔ غرض موت کے بعد مردے اس طرح باہم خوش ہو کر ملتے جلتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ بس مرنے کے بعد ان کی طرح پڑے رہیں گے۔ لا حول ولا قوۃ الا اللہ یہ بات نہیں۔ یاد رکھو کہ قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے یہ تو صورت قبر ہے اور حقیقت میں قبر عالم برزخ کا نام ہے وہاں سب جمع ہوتے ہیں اور وہ پاکیزہ لوگوں کا مجمع ہے۔ دنیا میں تو جدا بھی ہو سکتے ہیں جیسے کوئی ملازمت سے رخصت لے کر آئے اور اپنے بزرگوں کے

پاس رہے۔ جب رخصت ختم ہوگی تو جدائی ہو جائے گی۔ تو دنیا کا تو ایسا اجتماع ہے اور وہاں کی سبکدوشی ختم نہیں ہوتی۔ وہاں تو عیش ہی عیش ہے بات یہ ہے کہ حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کو موت سے وحشت ہوگئی ہے ورنہ موت تو لقاء حبیب (محبوب کے دیدار) کے لئے ایک جسری یعنی پل ہے کہ اس سے گزرے اور لقاء حبیب ہوگئی اور لقاء باری تعالیٰ سے کون سی اچھی چیز ہوگی اسی لئے اعلیٰ اللہ (اللہ والوں) کو تو موت کا شوق ہوا ہے۔ ان سے پوچھئے کہ موت کیا چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے الموت تحفة المؤمن کہ موت مومن کا تحفہ ہے۔ نظام حیدر آباد اگر کسی کے پاس تحفہ بھیجیں اور گھر والے رونے لگیں تو کیسے افسوس کی بات ہے اور میری مراد اس غم سے غم منکسب (غیر طبعی) ہے نہ کہ غیر منکسب (فطری)۔ جدائی کا طبعی صدمہ جو بے اختیار ہوتا ہے اس کا مضافتہ نہیں سوچ سوچ کر اس کو بڑھا نا مذموم (برا) ہے بلکہ ان مضامین کو سوچ کر اس کو گھٹانا چاہئے۔ (سزا فرات از اقاوات، حکیم الامت تھانوی)

آج کا دن پھر کبھی نہیں آئے گا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر روز صبح کو جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے ”آج اگر بھلائی کر سکتا ہے تو کر لے آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں آؤں گا۔ کل کے بھروسے پر کاموں کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ گزشتہ زمانے کے متعلق افسوس اور حسرت بے سود ہے۔ آئندہ زمانے کے خواب نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ موہوم ہیں (یعنی اختیار میں نہیں) اس لئے جو کرتا ہے آج ہی کرو۔

آسی غنیمت ہیں تیری عمر کے لمحے کام کر اب تجھ کو جو کرنا ہے یہاں آج

استاد کی بے ادبی کا عبرتناک انجام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں (1943ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء نے تعلیمی بائیکاٹ کیا اس تعلیمی بائیکاٹ کی قیادت ہمارے بعض عزیز شاگرد کر رہے تھے۔ جو دارالعلوم کے بہترین

طالب علم تھے اور ان سے ہم نے اور دارالعلوم نے بڑی بڑی توقعات قائم کی تھیں، ان میں سے سب سے زیادہ نمایاں میرے عزیز ترین شاگرد علی احمد کیانی تھے

میں نے اپنے دس سال کے تدریسی دور میں اور اس کے بعد بھی جب میں نے بحیثیت نائب معتمد کے کام کیا اس نوجوان سے زیادہ ذہین، ذی استعداد اور سلیم الطبع طالب علم نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ وہ چوتھے، پانچویں درجہ میں پہنچ کر ہرجستہ عربی میں تقریر کرنے لگے، حافظہ اس بلا کا تھا کہ ہزاروں شعرا قبائل و اکبر اور ظفر علی خاں کے لوگوں زبان پر تھے، میرے بعض عربی مقالات کا ترجمہ بھی کیا تھا، وہ تعلیمی بائیکاٹ کے بعد کراچی گئے تو اپنی نو عمری کے باوجود کراچی کی علمی مجلسوں میں علامہ کیانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

جیسا کہ طلباء کے ہنگاموں میں ہوا کرتا ہے وہ طوعاً و کرہاً طلباء کے لئے سیدہ اور اسٹرائیک کے قائد بن گئے، انکے سب اساتذہ کو اور بالخصوص مجھے انکے اس ہنگامہ میں نہ صرف شریک ہونے بلکہ قائد بننے سے سخت قلق تھا، زیادہ تر اس وجہ سے کہ اس اسٹرائیک کی زبردست (سلیمان ندوی) صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کے معتمد پر پڑتی تھی۔ سید صاحب رحمہ اللہ کے دل کو بھی اس ہنگامے سے بڑی چوٹ لگی، انکے دل میں ندوہ کی خدمت اور طلباء کی تربیت کی بڑی بڑی انگلیں تھیں، انکو اس سے اپنی تہناتوں کا خون اور اپنی کوششوں کی ناکامی کا منظر نظر آیا اور بہت دل شکستہ اور افسردہ ہو گئے، انہی دنوں میں علی احمد کیانی پر جنون کا دورہ پڑا اور حالت یہاں تک پہنچی کہ انکو گھر والوں نے رسیوں سے باندھ دیا۔ انکے بھائی میرے برادر معظم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب مرحوم کو انکو دکھانے کیلئے گھر لے گئے، میں بھی خصوصی تعلق کی بنیاد پر ساتھ ہو گیا، انکو جب رسیوں سے بندھا ہوا دیکھا تو آنکھ میں آنسو آ گئے کہ نوجوان جو اپنی ذکاوت اور صحیح الدماغی میں اپنے ساتھیوں کیلئے بھی قابل رشک تھا اس حالت میں ہے۔ سید صاحب اس زمانہ میں اتنے دل برداشتہ تھے کہ دارالعلوم میں قیام بھی نہیں فرمایا، ہمارے ہی گھر میں مقیم تھے، میں نے ایک مرتبہ تنہائی میں موقع پا کر عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ علی احمد کی زبان سے آپکی شان میں کوئی الفاظ نکل گئے، اس طوقان بدتمیزی میں کچھ بعید نہیں کہ ان پر جذباتیت غالب آئی ہو اور ناگفتنی کا ارتکاب کیا ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ ”جس نے میرے ولی کو اذیت پہنچائی، تو اس کے ساتھ میرا (اللہ جل شانہ) کا اعلان جنگ ہے۔“ اور آپ تو ان کے محسن اور مربی بھی تھے، سید صاحب نے اس کے جواب میں تواضع اور فروتنی کے الفاظ فرمائے اور کہا کہ میں کیا چیز ہوں میں نے دوبارہ عرض کیا اور دعا کی درخواست کی، سید صاحب نے اس پر سکوت فرمایا، دوسرے یا تیسرے دن مجھ سے فرمایا کہ مولوی علی صاحب! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی، اب اس واقعہ کو سید صاحب کی کرامت سمجھا جائے یا اس کو کسی اور بات پر محمول کیا جائے کہ عزیز موصوف بالکل نو عمری میں 1950ء میں پاگل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بے ادبی سے محفوظ فرمائیں آمین

ایک گناہ گار کی توبہ کا عجیب واقعہ

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے بیان میں فرماتے ہیں۔ وحب بن مہر روایت کرتے ہیں کہ سنی اسرائیل میں ایک بدکار نو جوان تھا۔ سرکش تھا جس پر ہر وقت شباب کا نشہ طاری رہتا تھا بدکاری اور خود پر ظلم کرنے میں مصروف رہتا تھا لوگ تنگ آ گئے تو انہوں نے الٹی مٹم دیدیا کہ اب تم نے کوئی حرکت کی تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ وہ خود پر قابو نہ پاسکا اور اس نے پھر کوئی گناہ کر لیا۔ شہر کے لوگوں نے اس کی مار پٹائی بھی کی اور اسے دھکے دیکر شہر سے باہر نکال دیا کہ تم اس شہر میں رہنے کے قابل نہیں ہو۔ فَأَخْرَجُوهُ مِنْ بَنِيهِمْ مِنْ سُوءِ فَعْلِهِ انہوں نے اسکے گناہوں کی وجہ سے اسے بستی سے باہر نکال دیا۔

اب یہ اکیلا بے عزت ہو کر شہر سے نکلا کہیں باہر ویرانے میں چلا گیا اور اس کا اپنا کوئی نہیں رشتہ دار کوئی نہیں کوئی غمخوار و غمگسار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا مگر کیا کرتا حیران تھا کہ میں اپنے رب سے کیا مانگوں۔ اللہ کی شان کہ اس کو بخار ہوا کوئی دوا دینے والا پرسان حال نہیں تھا اس بیماری کی حالت میں اس کو موت آ گئی۔

فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى مُؤَسَّسِي السَّلَامِ اللَّهُ رَبُّ الْعَزَّةِ نَبِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی طرف وحی فرمائی۔

ان ولیاء من اولیائی حضرہ الموت فاحضرہ وغسلہ وصلی علیہ
 رلل لمن کثر عصیانہ یحضر جنازہ لا غفرلہم۔ میرے دوستوں میں سے ایک
 دوست کو وفات آچکی ہے آپ تشریف لے جائیں اسے غسل دیں اور اس کی نماز جنازہ
 پڑھیں اور اعلان فرمادیں کہ جس بندے کے گناہ بہت زیادہ ہوں وہ اس کے جنازہ میں
 شرکت کر لے تاکہ میں ایسے لوگوں کی بھی بخشش کروں۔ اللہ اکبر۔

فنادی موسیٰ علیہ السلام فی بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام نے بنی
 اسرائیل میں اعلان فرمادیا۔

فکثر الناس لوگ کثیر تعداد میں حاضر ہو گئے (کہ ہر بندہ چاہتا تھا کہ میرے
 گناہ بخشے جائیں کہ ایک ولی کا جنازہ ہے جنازہ پڑھنے کیلئے جم غفیر آگیا) فلما
 حضر وہ جب سب لوگ وہاں پہنچ گئے۔

عرفوہ... انہوں نے اس بندہ کو پہچان لیا۔ وقالوا هذا هو الفاسق کہ یہ تو وہی فاسق
 آدمی ہے۔ اللہی اخو جناہ جس کو ہم نے شہر بدر کر دیا تھا۔

فتمعجب موسیٰ من ذلک موسیٰ علیہ السلام اس بات پر بڑے حیران ہوئے۔

فأوحی اللہ الیہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی

صدقوا وھم شھدانی... یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں مگر اصل معاملہ یہ ہے۔

انہ لما حضرته الوفاة فی هذه الخربة جب اس بندہ کو اس دیرانے میں
 موت آنے لگی۔ نظریعتہ ویسرة اس نے اپنے دائیں دیکھا بائیں دیکھا۔

فللم یوحیما ولا قریبا اس کو کوئی اپنا قریبی نمکسار دکھائی نہ دیا۔

ورای نفسہ غریبة اس نے خود کو دیکھا کہ پر ویشی ہے۔

وحيدة ذلیلة اکیلا اور بے عزت ہے اور ذلت کی حالت میں ہے۔

فاری بصرہ الی اس وقت اس بندہ نے میری طرف دیکھا۔

وقال الہی عبد من عبادک اللہ میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔

غریب من بلادک اپنے شہر سے نکالا ہوا پردیشی ہوں۔

لو علمت ان عذابى بزيد فى ملكك اگر مجھے عذاب دینا تیرے ملک میں
 اضافہ کرتا ہے۔ وعفوك ينقص من ملكك اور تیرا مجھے معاف کر دینا تیری
 بادشاہت کو کم کرتا ہے لعاملتک المظفرة تو میں تجھ سے بخشش کا سوال نہ کرتا۔
 ليس لى ملجاء ولا رجاء الا انت میرا کوئی بچاؤ و ملائی نہیں سوائے تیرے۔
 وقد سمعت فى ما انزلت۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے یہ کلام نازل کیا ہے۔
 انى انا الغفور الرحيم کہ میں بڑا غفور الرحیم ہوں۔ پس اے اللہ! میری
 امیدوں کو مت توڑیے۔

اے موسیٰ! کیا مجھے یہ بات چھٹی تھی کہ میں اس کی دعا کو رد کر دیتا کہ وہ اس حال میں
 ویرانے میں تھا اور اس نے میرے وسیلے سے مجھ سے دعا مانگی۔ وعزنى لومسئلى لى
 المذنبين من اهل الارض جميعا لغفرتهم
 مجھے میری عزت کی قسم! اگر اس وقت وہ پوری دنیا کے گناہ گاروں کی مغفرت کا
 سوال کر لیتا تو میں ان سب کی بخشش کر دیتا۔ اے اللہ! آپ کتنے کریم اور کتنے رحیم ہیں
 کہ آپ ایک بندے کی عاجزی کو اتنا قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ
 میں غریب کی پناہ گاہ ہوں۔ وحبیہ اور اس کا دوست ہوں۔ وطیبہ اور اس کا
 طبیب ہوں۔ وراحمہ اور میں اس پر رحمت کر نیوالا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عاجزی
 نصیب فرما کر ہمیں اپنی مغفرت و رحمت نصیب فرمائے آمین

ایک بادشاہ کی موت کا واقعہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک غار میں دیکھا کہ ایک عظیم المخلقة آدمی چٹ لینا
 ہوا پڑا ہے اور اس کے پاس ایک پتھر رکھا ہے جس پر لکھا ہوا ہے ”میں دو سم بادشاہ ہوں،
 میں نے ایک ہزار سال حکومت کی، ایک ہزار شہر فتح کئے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی
 اور ایک ہزار کنواری عورتوں کے ساتھ شب زفاف کا لطف اٹھایا، آخر میرا انجام یہ ہوا کہ
 مٹی میرا بچھونا اور پتھر میرا تکیہ ہے پس جو بھی مجھے دیکھے تو وہ دنیا کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو

جیسے دنیا نے مجھے دھوکہ دیا....“

جب اسکندر مرا تو ارسطاطالیس نے کہا ”اے بادشاہ تیری موت نے ہمیں سرگرم عمل کر دیا....“ ایک اور دانائے جب اسکندر کی موت دیکھی تو کہا ”بادشاہ آج اس حالت میں اپنی پوری زندگی کے خطابات سے زیادہ موثر خطاب کر رہا ہے اور بادشاہ کا آج کا وعظ اس کی پوری زندگی کے واعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے....“

قیصر اور اسکندر چل بے زل اور سہراب و رستم چل بے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(محبذریب واقعات)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہم نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو خط میں یہ نصائح لکھیں کہ:
میں تجھے تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور اہل تقویٰ کے سوا کسی پر رحم نہیں کیا جاتا، اور اس کے بغیر کسی چیز پر ثواب نہیں ملتا، اس بات کا وعظ کہنے والے تو بہت ہیں مگر عمل کرنے والے بہت کم ہیں..... اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی چھوٹا سا عمل بھی چھوٹا نہیں ہے اور جو عمل مقبول ہو جائے وہ چھوٹا کیسے کہا جاسکتا ہے.... (ابن کثیر، معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے.... وہیں ان کی وفات بھی ہوئی.... انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہی خاندان کو بیت اللہ کی کتجیاں سپرد کی ہیں.... مکہ میں چاہے سارے خاندان (خدا نخواستہ) اجڑ جائیں مگر شہی کا خاندان قیامت تک کے لئے باقی رہے گا....

یہ ان کا ایمان تھا.... مولانا کو عجیب ترکیب سوجھی....

واقعی ان بزرگوں کو داد دینی چاہئے کہاں ذہن پہنچا....

مولانا نے ایک حمال شریف اور ایک تلواریہ... یہ دونوں نہیں اور امام مہدی کے نام ایک خط لکھا کہ "فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں... مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمال تو آپ کی ذات کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلواریہ کسی مجاہد کو دے دیتے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے اجر مل جائے جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا" یہ خط لکھ کر تلواریہ اور حمال شیخی کے سپرد کی جو ان کے زمانہ میں شیخی تھا اور کہا کہ مہدی کے ظہور تک یہ امانت ہے تم جب انتقال کرو تو جو تمہارا قائم مقام ہوا سے وصیت کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ جب اس کا انتقال ہو تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کرے کہ "رفیع الدین" کی یہ تلواریہ اور حمال شریف خاندان میں چلتی رہے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جائے تو جو اس زمانے میں شیخی ہو وہ میری طرف سے امام مہدی کو یہ دونوں ہدیے پیش کر دے۔ (خطبات حکیم الاسلام)

ایک واعظ کی عجیب دلیری

ایک واعظ کی مجلس میں امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ شریک تھے۔ واعظ نے بہت سی احادیث غلط سطلہ امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے بیان کیں۔ یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کو دیکھ کر چستے رہے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب واعظ ختم ہوا تو امام احمد بن حنبلؒ آگے بڑھے اور واعظ سے پوچھا کہ آپ احمد بن حنبلؒ کو جانتے ہیں؟ تو کہا ہاں جانتا ہوں پھر فرمایا کہ مجھے بھی جانتے ہو؟ کہا نہیں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں ہی تو احمد بن حنبلؒ ہوں واعظ نے بڑی دلیری سے کہا کہ خوب کہا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ احمد بن حنبلؒ ایک آپ ہی ہیں۔ معلوم نہیں کتنے آپ جیسے احمد بن حنبلؒ دنیا میں موجود ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی برکت

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا شوہر منافق تھا اور اس عورت کی یہ حالت تھی کہ ہر چیز پر خدا وہ قول ہو یا فعل ہو بسم اللہ کہتی تھی۔ اس کے شوہر کو اس کی یہ حرکت ناگوار تھی اس

نصیحت

صاحب قلیوبی سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اٹلیس لیمن ہر روز لوگوں پر دنیا کو پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسی چیز خریدتا ہے جو اس کو نقصان پہنچائے گی اور نفع نہیں دے گی اور اس کو غم میں مبتلا کرے گی اور خوش نہیں کرے گی پس اہل دنیا اور عاشقان دنیا کہتے ہیں کہ ہم اس کے خریدار ہیں۔ اٹلیس کہتا ہے کہ دنیا کی قیمت درہم اور اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ اس کی قیمت وہ ہے جو جنت سے تمہارا حصہ ہے اور میں نے دنیا کو جنت کے بدلے خریدا ہے۔ اور اس سے چار چیزیں حاصل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت اس کا غضب اس کا طعنے اور اس کا عذاب۔ پس اہل دنیا کہتے ہیں کہ ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد اٹلیس کہتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں تم پر نفع زیادہ کروں۔ یہ سن کر دنیا دار کہتے ہیں کہ بہتر ہے۔ پس وہ دنیا کو اہل دنیا کے ہاتھ بچ دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ کیا ہی میری یہ تجارت ہے واللہ اعلم۔

بلی کے ذریعہ پیام رسانی

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ امیر رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی تھی۔ اور جب رکن الدولہ کو اپنے کسی بھائی کی اپنے پاس حاضری کی ضرورت ہوتی تھی یا کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ ایک پرچہ لکھتا تھا اور اس بلی کے گلے میں لٹکا دیتا تھا چنانچہ وہ اس شخص کے پاس جاتی تھی پس وہ یا خود حاضر ہوتا تھا یا اس کا جواب لکھتا تھا اور اس کی گردن میں لٹکا دیتا تھا پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس واپس آتی تھی اور جب وہ بلی کسی مقام سے مانوس ہو جاتی تھی تو دوسری بلیوں کو وہاں سے بھگا دیتی تھی اور ان سے سخت جنگ کرتی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قیامت میں دو شخص جب باقی رہ جائیں گے؟

حضرت عبادہ بن صامت اور نضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کرے گا تو دو شخص باقی رہ جائیں گے۔ ارشاد حق ہوگا کہ ان دونوں کو آگ میں لے جاؤ ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوٹانے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہوگا کہ تو کیوں دیکھتا تھا؟ یہ عرض کرے گا اٹھی! مجھے تو یہ امید تھی کہ تو جنت میں داخل کرے گا۔ ارشاد ہوگا اس کو جنت میں داخل کرو جب جنت میں داخل ہونے کا حکم کر دیا جائے گا تو کہے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی رحمت کر دوں اور ان کو کھانا کھلاؤں تب بھی میری دولت میں کمی نہ آئے گی۔ (احمد)

مومن اور کافر کی نیکی کا عجیب فرق

صاحب قلیوبی روایت کرتے ہیں کہ چوتھے آسمان میں دو فرشتے باہم ملے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کہاں جاتے ہو اس نے جواب دیا کہ ایک عجیب کام ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک یہودی آدمی ہے جس کے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس نے مچھلی کی خواہش کی ہے لیکن دریا میں مچھلی نہ پائی گئی۔ پس مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ دریا کی جانب مچھلیاں ہانک دوں تاکہ لوگ ان میں سے ایک مچھلی یہودی کے لئے شکار کر لیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس یہودی نے کوئی بھی نیکی ایسی نہیں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دنیا ہی میں اس کو نہ دے دیا ہو اب صرف ایک نیکی باقی رہ گئی ہے پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی خواہش کی چیز اس تک پہنچا دے تاکہ وہ دنیا سے ایسے حال میں نکلے کہ اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہو اس کے بعد دوسرے فرشتہ نے کہا کہ میرے رب نے مجھے بھی ایک عجیب کام کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک ایسا مرد صالح ہے کہ اس نے جو برائی کی اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اس کا بدلہ اس کو پورا کر دیا۔ اور اب اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس نے روغن زیتون کی خواہش کی ہے اور اس کے ذمہ صرف ایک گناہ ہے اور مجھے میرے رب پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں روغن کو گرا دوں یہاں تک کہ وہ اس کو جانے اور اس کا دل جلے پس اللہ تعالیٰ اس سے اس کے اس گناہ کو بھی مٹا دے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملے کہ اس کے ذمہ ہرگز کوئی گناہ نہ

ہو۔ محمد بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول فمن يعمل مثقال ذرۃ الخیر لیرہہ کے بھی معنی ہیں۔ یعنی جب کافر ذرہ اور جوئی برابر نیکی کرتا ہے تو اس کا ثواب دنیا ہی میں دیکھ لیتا ہے اور مومن جب ذرہ برابر نیکی کرتا ہے تو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس کی جزا دیکھ لیتا ہے۔

عجیب انداز تبلیغ

ابتداء میں جب حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور شیخ حسام الدین صاحب کا تعلق بڑھا تو وہ شیخ صاحب کو نماز کی ادائیگی میں مداومت کی تلقین کرنے لگے اور پھر جب شیخ صاحب کی عادت میں کچھ تغیر نظر نہ آیا تو یہ اسرار یہاں تک بڑھا کہ جیل کی رفاقت میں ایک دن شیخ صاحب کے سامنے بیٹھے ہوئے اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور شیخ صاحب کے پاؤں پر رکھ کر کہنے لگے:

”حسام! یہ ٹوپی کسی بڑے سے بڑے فرعون اور نمرود کے پیروں پر بھی نہیں پڑ سکتی۔ میری تم سے صرف یہی التجا ہے کہ اس ٹوپی کی شرم رکھ لو اور بیچ وقت نماز کی ادائیگی میں سستی اور کالی نہ کیا کرو۔“ (ماہنامہ تجرہ امیر شریعت)

شاہ جی کا ایک عجیب واقعہ

ایک دفعہ جالندھر میں مدرسہ خیر المدارس کا سالانہ جلسہ تھا جمعہ کا دن تھا مسجد میں جگہ ناکافی ثابت ہوئی اسلئے کمپنی باغ میں انتظام کیا گیا۔ شاہ جیؒ نے ابھی خطبہ مسنونہ تلاوت کرنا شروع ہی کیا تھا کہ کسی نے شہد کی مکھیوں کا جمعہ پھینک دیا مجمع منتشر ہونے لگا شاہ جیؒ نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔ پتھروں کی طرح جم جاؤ!

لوگ جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے شہد کی مکھیوں نے شاہ جیؒ کے چہرے پر ڈنک مارنا شروع کیا شاہ جیؒ کا تمام چہرہ مکھیوں سے بھر گیا اور وہ اسی حالت میں بغیر جنبش کے خطبہ پڑھتے رہے۔ آخر ایک مکھی نے شاہ جی صاحبؒ کی آنکھ کے کونے میں ڈنک مارا شاہ جیؒ نے جمر جھری لی۔ مجمع میں سے ایک آدمی نے دونوں ہاتھوں سے آپ کے چہرے سے مکھیوں کو اتار اشدت کا بخار چڑھا منہ سوچ گیا اسی حالت میں پہنچے وہ بھی جلسہ تھا شاہ جیؒ کا

چہرہ سو جا ہوا تھا مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے جب مولانا تقریر ختم کر چکے تو شاہ جی نے فرط عقیدت و محبت سے مولانا کو کرسی سمیت اٹھا لیا اور مجمع کو مخاطب کر کے فرمانے لگے مجھے ایک سال کی تقریروں کے موضوع مل گئے۔ (حکایات اسلاف)

اتباع سنت کا عجیب واقعہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، فاتح ایران، جب ایران میں کسریٰ پر حملہ کیا گیا تو اس نے مذاکرات کے لئے آپ کو اپنے دربار میں بلایا، آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو تواضع کے طور پر پہلے ان کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا، چنانچہ آپ نے کھانا شروع کیا، کھانے کے دوران آپ کے ہاتھ سے ایک نوالہ نیچے گر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اگر نوالہ نیچے گر جائے تو اس کو ضائع نہ کر دو اللہ کا رزق ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے کونسے حصے میں برکت رکھی ہے، اس لئے اس نوالے کی ناقدری نہ کرو، بلکہ اس کو اٹھا لو، اگر اس کے اوپر کچھ مٹی لگ گئی ہے تو اس کو صاف کر لو، اور پھر کھا لو۔۔۔۔۔ چنانچہ جب نوالہ نیچے گرا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آ گئی اور آپ نے اس نوالے کو اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا، آپ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو کہنی مار کر اشارہ کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ تو دنیا کی سپر طاقت کسریٰ کا دربار ہے، اگر تم اس دربار میں زمین پر گرا ہو نوالہ اٹھا کر کھاؤ گے تو ان لوگوں کے ذہنوں میں تمہاری وقعت نہیں رہے گی اور یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑے ندیدہ قسم کے لوگ ہیں، اس لئے یہ نوالہ اٹھا کر کھانے کا موقع نہیں ہے، آج اس کو چھوڑ دو۔

جواب میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کیا عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مُنَّةٌ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لِقَوْلَہِ الْخَمْفِی؟

کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دوں؟

چاہے یہ اچھا سمجھیں، یا برا سمجھیں، عزت کریں، یا ذلت کریں، یا مذاق اڑائیں، لیکن میں

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔ (آج کا سبق)

حکایت حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ کی عجیب توبہ

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پہلے عطاری کی دکان کیا کرتے تھے ایک دن اپنی دکان پر بیٹھے نئے بامعہ رہے تھے۔ ایک درویش کمال پوش دکان کے آگے کھڑے ہو کر انہیں تنگنے لگے دیر تک اسی حالت میں دیکھ کر حضرت عطار نے فرمایا کہ بھائی جو کچھ لیا ہو لو۔ کھڑے کیا دیکھ رہے ہو درویش نے کہا میں بیدیکھ رہا ہوں کہ تمہاری دکان میں خیرے شربت بخوئیں بہت سی چپکتی ہوئی چیزیں بھری پڑی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ مرتے وقت تمہاری روح کیسے نکلے گی جو اتنی چپکتی ہوئی چیزوں میں گھنسی ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت عطار کو ہاٹن کا تو چسکا تھا عی نہیں بے دھڑک کہہ بیٹھے کہ جیسے تمہاری نکلے گی ویسے ہی ہماری بھی نکل جائے گی درویش نے کہا کہ میاں ہمارا کیا ہے اور کمال اوڑھ کر وہیں دکان کے سامنے لیٹ گیا۔ اول تو حضرت عطار یہ سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے لیکن جب بہت دیر ہو گئی تو شبہ ہوا پاس جا کر کھیل اٹھیا تو وہ درویش واقعی مردہ تھا۔ بس ایک چوٹ دل پر لگی اور وہیں چیخ ماری اور بے ہوش کر گر پڑے۔ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ دل دنیا سے بالکل مردہ ہو چکا تھا۔ اس وقت دکان لٹ کر کسی چر کی تلاش میں نکلے۔ پھر وہ طریق کے اندر کتنے بڑے عارف ہوئے ہیں۔ (سکون ملک)

بادشاہ کی رحم دلی کا عجیب واقعہ

سلطان شہاب الدین غوری مرحوم کے بہت سے غلام تھے جن میں سے ایک کا نام "تاج الدین یلدوز" تھا جو سلطان شہاب الدین کی وفات کے بعد ان کا جانشین بنا۔ تاج الدین کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک کو انہوں نے تعلیم کے لئے ایک استاد کے سپرد کر دیا تھا۔ ابوالقاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اس کے متعلق ایک عجیب واقعہ ذکر کیا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ابوالقاسم لکھتے ہیں: "مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ تاج الدین نے اپنے اس عزیز از جان بیٹے کو تعلیم کے لئے ایک استاد کے سپرد کیا۔ ایک روز یہ استاد اپنے اس شاگرد شہزادے سے ناراض ہوا اور قصہ میں کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا، چونکہ شہزادے کا آخری وقت آچکا تھا، اس لیے اس کی روح اسی وقت قفسِ عنصری سے پرواز

کر گئی۔ یلدوز کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو فوراً کتب میں گیا۔ اس نے دیکھا کہ شہزادہ کے استاذ کی حالت بہت بُری ہو رہی ہے اور وہ اپنی حرکت پر سخت نادم ہے، یہ عالم دیکھ کر یلدوز نے استاذ سے کہا: ”اس سے پہلے شہزادے کی موت کی خبر اس کی ماں تک پہنچے تم اس شہر سے فوراً نکل جاؤ اور کسی دوسرے مقام پر پود و باش اختیار کرو، ورنہ تمہیں بھی اس جرم کی پاداش میں جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے“ استاذ نے یلدوز کی رحم دلی پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی ہدایت پر عمل کر کے کسی گوشہ میں چھپ کر اپنی جان بچائی۔“ (جواہر پارے)

قیصر روم کا اکلوتا بیٹا

حضرت خواجہ حسن بھرتی کا پیشہ جواہرات کی تجارت تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ تجارت کی غرض سے روم تشریف لے گئے۔ آپ کی ملاقات وہاں ایک وزیر کے ساتھ ہو گئی۔ دوران گفتگو وزیر نے آپ سے کہا کہ ہم آج ایک جگہ پر جا رہے ہیں۔ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو اچھا ہے۔

حضرت حسن بھرتی نے اس بات پر رضامندی کا اظہار فرمایا اور وزیر کے ساتھ جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ جنگل میں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت اور بیش قیمت خیمہ لگا ہوا ہے اور ایک بہت بڑا لشکر خیمے کا طواف کر رہا ہے۔ جب لشکر نے خیمے کا طواف کر لیا تو پھر چیکمیں اور فلاسفروں کے ایک بہت بڑے گروپ نے خیمے کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد بے شمار حسین و خوبصورت عورتیں بیش قیمت لباس پہنے اور قیمتی زرو جواہرات کے تھال اٹھائے خیمے کے طواف میں مصروف ہو گئیں۔ جب ان کا طواف ختم ہوا تو پھر بادشاہ اور وزیر اس خیمہ کے اندر چلے گئے اور تھوڑی دیر تک اندر ٹھہرنے کے بعد باہر نکل آئے۔

حضرت حسن بھرتی یہ سارا منظر بڑی حیرت اور اشفہاک کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ آپ کافی دیر تک سوچتے رہے کہ یہ معاملہ کیا ہے مگر آپ کی سمجھ میں جب کچھ نہ آیا تو وزیر سے اس کے بارے میں پوچھا۔ وزیر کہنے لگا کہ کئی سال گزرے، قیصر روم کا ایک انتہائی خوبصورت لوجوان اکلوتا بیٹا انتقال کر گیا۔ اس خیمہ کے اندر اس کی قبر موجود ہے۔ اس کی وفات والے دن ہر سال کے بعد ہم لوگ اس شان و شوکت کے ساتھ آتے ہیں اور یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اس سے ہمارا

مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم مرنے والے کو یہ باور کرا دیں کہ اگر تجھے زندہ کرنے کی کوئی بھی کوشش کارگر ثابت ہو سکتی تو ہم ضرور ویسا کر گزرتے۔ ہم تمہیں زندہ کرنے کے لئے اپنی تمام فوج، حکیم، فلاسفر، بل و دولت حتیٰ کہ سب کچھ تجھ پر نچھاور کر دیتے۔ اگر ہم جانتے کہ اس طرح کوشش کرنے سے تو زندہ ہو جائے گا۔ مگر فحسوں کہ تیرا معاملہ تو ایسی عظمت والی ذاتِ اقدس کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ میں تیرا پتہ تو کیا ساری کائنات کی طاقتِ قدرت بھی بالکل کچھ نہیں کر سکتی۔ بس اسی سے حضرت حسن بصریؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت بٹھی کہ آپ نے بعروہ واپس آ کر تمام بلِ صمدہ کر دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر اللہ کے ہمد ہے۔ (مثالی بچپن)

شہادت کے بعد سر سے تلاوت قرآن کی آواز

جعفر بن محمد صالح کا بیان ہے کہ میری آنکھیں پھوٹ جائیں اور میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں غلط کہوں، میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا کہ جس وقت احمد بن نصرؒ شہید کیے گئے براہِ ان کے سر سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی آواز آتی رہی۔ شہادت کے بعد سر مبارک، تن سے جدا کیا گیا اور لاش لٹکادی گئی اور سر کو بغداد بھیج دیا گیا جو مدت تک شہر کے مشرقی حصے میں پھر مغربی حصے میں آویزاں رکھا گیا۔ علامہ ابن جوزیؒ نے ابراہیم بن اسماعیل کا بیان لکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ احمد بن نصرؒ کے سر سے قرآنی آیات کی تلاوت سنی جاتی ہے تو میں رات کو وہاں پہنچا اور سر کے قریب کان لگا کر سنتا رہا حالانکہ چاروں طرف پہرہ دار موجود تھے۔ جب رات کا سناٹا ہوا تو ان کے سر نے تلاوت شروع کی اور یہ آیات پڑھیں:

الَّذِينَ أَحْبَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ الْح

(اسلاف کے حیرت انگیز کہانے)

عقل کی آنکھ سے دیکھنے والا بچہ

مامون الرشید نے اپنے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں رجز تھا۔ پوچھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب دیا جس سے ذہن کو تیز کیا جاتا ہے اور غفلت سے متنبہ کیا جاتا ہے اور وحشت سے انس حاصل کیا جاتا ہے۔ مامون نے کہا تمام تعریفیں اس

اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے میرے بچے کو توفیق دی کہ وہ عقل کی آنکھ سے زیادہ دیکھتا ہے اپنے جسم کی آنکھ سے دیکھنے کے مقابلے میں اور اپنی عمر کے اعتبار سے۔ (کتاب لاذکیاء)

شاہ ابن شجاع کرمانی کی بیٹی کا مثالی تقویٰ

روایت ہے کہ بادشاہ کرمان نے شیخ شاہ کرمانی رحمہ اللہ کو ان کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے جواب کے لئے تین دن کی مہلت مانگی اور مساجد میں تلاش کرنے لگے ایک لڑکا دیکھا جو اچھی طرح نماز پڑھ رہا تھا۔ جب فارغ ہوا تو بلایا۔ اسے لڑکے تمہاری کوئی بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تو ایسی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جو قرآن پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے اور خوبصورت پاک سیرت پاکدامن ہے اس نے کہا کون مجھ سے نکاح کرے گا؟ شاہ نے کہا میں کئے دیتا ہوں۔ یہ درہم لے ایک کی روٹی ایک کا سالن اور ایک کا عطر خرید لا اور سب کام تیار ہے۔ اس طرح سے اس کا نکاح اپنی لڑکی سے پڑھا دیا۔ جب لڑکی اس کے مکان میں آئی تو گھرے پر ایک سوکھی روٹی رکھی دیکھی کہا یہ کیسی روٹی ہے؟ کہا یہ کل کی بچی ہوئی روٹی ہے؟ میں نے اظہار کے لئے رکھ چھوڑی ہے، یہ سن کر وہ واپس لوٹنے لگی۔ لڑکے نے کہا میں جانتا تھا کہ شاہ کرمانی کی بیٹی مجھ فقیر پر قناعت نہ کرے گی اور راضی نہ ہوگی، کہنے لگی شاہ کرمانی کی بیٹی تیری فقیری کی وجہ سے نہیں لوٹی بلکہ تیرے ضعیف یقین کی وجہ سے لوٹی ہے۔ مجھے تم سے تعجب نہیں بلکہ اپنے باپ سے تعجب ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک نیک جوان سے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ انہوں نے ایسے شخص کو کیونکر نیک کہا جو خدائے تعالیٰ پر روٹی جمع کئے بغیر اعتماد نہیں رکھتا اس جوان نے عذر معذرت کی، کہا اپنے عذر کو تم جانو لیکن میں ایسے گھر میں جہاں ایک وقت کی خوراک ہونے نہیں رہوں گی اب یا تو میں نکل جاؤں یا روٹی یہاں سے نکال دی جائے۔ چنانچہ اس جوان نے روٹی خیرات کر دی۔ (مؤلف کہتے ہیں) کہ یہ عظیم شادی شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ نے حکومت چھوڑنے اور ولایت میں داخل ہونے کے بعد کرائی ہے۔

ولو كان النساء كما ذكرنا لفضلت النساء على الرجال

فلا الثالث لاسم الشمس عیب ولا التذكیر فخر للہلال
ترجمہ: اگر عورتیں ایسی ہی ہوتیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو البتہ عورتیں مردوں پر
فضیلت لے جاتیں کیونکہ آفتاب کے اسم کا مؤنث ہونا اس کے واسطے محبوب نہیں ہے نہ
ہلال کا نہ کر اس کے واسطے فخر کا سبب ہے۔ (روض الباقین)

بیت اللہ کو جانے والا عجیب لڑکا

شیخ فخر موسلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا
جو راہ چل رہا تھا اور اس کے لب حرکت کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا
میں نے پھر سوال کیا صاحبزادے کہاں جا رہے ہو۔ کہا بیت اللہ کو جاتا ہوں، میں نے پوچھا
کن الفاظ کے ساتھ لبوں کو حرکت دیتے ہو؟ کہا قرآن کے ساتھ، میں نے کہا ابھی تک تم پر
تکلیف کا قلم نہیں؟ کہا موت کو دیکھتا ہوں کہ مجھ سے چھوٹوں کو لے رہی ہے پھر میں نے کہا
تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ دور کا ہے۔ کہا مجھ پر قدم اٹھانا اور خدا پر منزل مقصود پر
پہنچانا ہے۔ میں نے کہا توشہ اور سواری کہاں ہے؟ کہا توشہ میرا یقین اور سواری میرے
پاؤں ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں روٹی پانی کہاں ہیں؟ کہا اے چچا کوئی مخلوق میں سے تم
کو اپنے گھر بلائے کیا تم کو مناسب ہے کہ اپنے ساتھ اس کے گھر توشہ لے جاؤ؟ میں نے کہا
نہیں، کہا میرا سردار اپنے بندوں کو اپنے گھر بلاتا ہے اور ان کو گھر کی زیارت کی اجازت دیتا
ہے ان کے ضعیف یقین نے انہیں توشہ لینے پر آمادہ کیا اور میں اسکو برا جانتا ہوں ادب کا
حفاظ کرتا ہوں۔ کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ مجھے ضائع و برباد کر دے گا میں نے کہا ہرگز نہیں۔
پھر لڑکا میری نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر میں نے اسے مکہ میں دیکھا اور اس نے بھی مجھے
دیکھا اور کہا اے شیخ تم ابھی تک ضعیف یقین ہی پر ہو۔ (روض الباقین)

عجیب بات

شیخ امام تقی الدین محمد صالح مصری جو تجوید کے استاد تھے۔ انہوں نے ایک روز صبح کی
نماز میں یہ آیت پڑھی وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَدْيَ

اور اس آیت کو بار بار پڑھا پس اسی دوران میں ایک پرندہ اتر اور شیخ کے سر پر بیٹھ گیا اور آپ کی تلاوت سننے لگا حتیٰ کہ شیخ نے نماز مکمل کر لی۔ نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا تو وہ ہر پہنچا۔ سبحان اللہ! (تحدید)

ایک عجیب عقل مند لڑکی

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے گیا مجھے سخت پیاس لگی تو میں قبیلہ بنی مخزوم میں چلا گیا میں نے ایک چھوٹی سی حسینہ ہیلہ لڑکی دیکھی وہ گنگنا کے اشعار پڑھ رہی تھی۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا حالانکہ وہ بالکل بچی تھی۔ میں نے کہا اے لڑکی تجھے حیا نہیں آتی؟ اس نے کہا چپ رہ اے ذوالنون۔ میں نے رات شراب محبت نوش کی ہے اور صبح کے وقت مولا کی محبت میں مخمور تھی ہوں میں نے کہا اے لڑکی میں تجھے عقل مند پاتا ہوں مجھے کچھ نصیحت کر۔ کہا اے ذوالنون خاموشی کو لازم پکڑو اور دنیا سے تھوڑی سی روزی پر راضی رہو۔ تو تم جنت میں اس قیوم کی زیارت کرو گے جو کبھی نہیں مرتا۔ میں نے کہا تیرے پاس کچھ پانی ہے؟ کہا میں تجھے پانی بتاتی ہوں۔ میں نے سمجھا کہ وہ مجھے پانی کا کنواں یا چشمہ بتائے گی۔ میں نے کہا ہٹاؤ۔

کہا لوگ قیامت کے دن چار فریق ہو کر پانی پیئیں گے۔ ایک گروہ کو ملائکہ پلائیں گے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَتَذَكَّرُ لِقَاءِ رَبِّهِمْ لَئِنْ رَجَعُوا إِلَى الْوَالِدِ لَوَلَدَتْ بُنْتَانًا۔ اور ایک گروہ کو رضوان داروغہ جنت پلائیں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَ يَمْنُ الْوَالِدُ مِنَ الْبَنِيهِمْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ لَئِنْ رَجَعُوا إِلَى الْوَالِدِ لَوَلَدَتْ بُنْتَانًا۔

اور ایک گروہ کو حق جل جلالہ پلائیں گے اور وہ لوگ ہند گان خاص ہوں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَ سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا یعنی حق تعالیٰ ان کو شراب طہور پلائیں گے۔ پس تم دنیا میں کسی پر اپنے مولا کے سوا اپنا راز ظاہر نہ کرو تا کہ آخرت میں حق تعالیٰ تمہیں اپنے ہاتھ سے پلائیں۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل کتاب میں ان تین فرقوں کا ذکر ہے جو حق کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

شاید چوتھا گروہ وہ ہوگا جنہیں بچے پلائیں گے چنانچہ حق تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں
وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّحَلَّلُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَكْبَارٍ تَتُوبَ عَلَيْهِمْ مِّنْ مَّعِينٍ (روضہ المؤمنین)

ایک عقلمند رویداد خاتون

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عبادت گزار تھا۔
اسے اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مرگئی تو اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ
دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے
یہ قصہ سنا اور اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا
ہے۔ اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں۔ دروازہ پر جم کر بیٹھ گئی۔ آخر اس کو خبر ہوئی اور اندر آنے کی
اجازت دی۔ آ کر کہنے لگی کہ میں نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ وہ بولے بتاؤ کیا مسئلہ
ہے۔ تو وہ بیان کرنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور عارضی طور پر لیا تھا اور مدت تک
اس کو پہنتی رہی۔ اب اس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور ویدو! تو کیا مجھے اس کا وہ زیور دے دینا
چاہئے؟ عالم نے کہا بے شک دے دینا چاہئے۔ وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت
تک رہا ہے اب میں ایسے کیسے دے دوں؟ عالم نے کہا یہ تو اور بھی خوشی سے دے دینا چاہئے
کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا۔ یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا خدا تمہارا بھلا
کرے۔ اگر مسئلہ اس طرح ہے تو پھر تم کیوں غم میں پڑے ہوئے ہو اللہ تعالیٰ نے ایک چیز
عارضی دی تھی پھر جب چاہا لے لی۔ اسی کی چیز تھی اس نے لے لی تو غم کیسا؟ یہ سن کر اس عالم
کی آنکھیں کھل گئیں اور اس بات سے اس کو بڑا فائدہ پہنچا۔ (مثالی خواتین)

عجیب الخلق فرشتہ

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کا نچلا بدن
آگ کا اور اوپر کا بدن برف کا ہے نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے اور نہ برف آگ کو بجھاتی ہے
اس کی تسبیح یہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف میں موافقت پیدا فرمائی۔

اے اللہ! جیسے تو نے آگ اور برف میں موافقت پیدا فرمائی ہے ایسے ہی اپنے مومن بندوں کے قلوب میں بھی الفت ڈال دے۔ (بستان العارفين)

جسے اللہ رکھے

شیخ ابوالحسن علی بن محمد المزین المغیر الصوفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں تبوک کے کسی دیہات میں گیا ہوا تھا تو مجھے پیاس محسوس ہوئی اتنے میں میں ایک کنوئیں میں پانی پینے کیلئے آیا تو اچانک میرا پیر پھسل گیا۔ میں کنوئیں میں گر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کنوئیں کے اندر اچھی خاصی جگہ ہے تو میں اس جگہ کو درست کر کے وہاں بیٹھ گیا۔ اتنے میں اچانک میں نے ایک جھنکار جیسی آواز سنی تو میں مند ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کالے رنگ کا سانپ میرے اوپر گر کر ادھر ادھر چکر لگانے لگا۔ میں خاموش سہا ہوا بیٹھا تھا اتنے میں اس نے مجھے اپنی دم میں لپیٹ کر کنوئیں سے باہر کر دیا۔ پھر اپنی دم کھول کر رخصت ہو گیا۔ (حیات النجیہ)

صرف تین دن میں حفظ قرآن مجید

ہشام بن محمد السائب اپنے زمانے میں علم الانساب میں سب سے بڑے عالم تھے اور تاریخ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا یاد کیا ہے کہ کسی نے نہ کیا ہوگا اور بھولا بھی ایسا کہ کبھی کوئی بھولا نہ ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ میرے چچا ہمیشہ مجھے قرآن مجید یاد نہ کرنے پر لعنت ملامت کیا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی میں ایک گھر میں بیٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک کلام باری حفظ نہ کر لوں گا اس گھر سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ میں نے پورے تین دن میں قرآن کریم کو مکمل حفظ کر کے اپنی قسم پوری کر لی اور بھول جانے کا قصہ یہ ہے کہ میں نے آئینہ میں دیکھا کہ داڑھی لمبی ہو گئی ہے تو میں نے اس کو چھوٹی کرنا چاہا۔ ایک مشیت سے زیادہ کو کاٹنے کرنے کیلئے داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے کے اوپر قبضہ چلا دی۔ چنانچہ داڑھی صاف ہو گئی۔ یہ ہے انسان اور اس کی بے بسی (اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے)

نیک صحبت کے عجیب اثرات

حضرت مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ بیوہ محورتوں اور رنڈوے مردوں کے نکاح کر دیا کرتے تھے۔ بے نکاح نہیں رہنے دیا کرتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے بلکہ قرآن مجید میں حکم ربی ہے۔

”تمہارے میں جو بے نکاح ہیں ان کا نکاح کر دیا کرو اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو نکاح کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو غنی کر دے گا۔ (النور ۳۲)

ایک عورت تھی اس کا نکاح نہ ہوا۔ حضرت دین پوریؒ نے فرمایا کہ: ”بچی! تو نکاح کر لے اس نے کہا حضرت! مجھے خاوند ایسا ملائے کہ جو جھوٹ نہ بولے۔ حضرت نے ایک نیک آدمی کا نام لیکر فرمایا کہ بچی! ہم یہ تمہارے لئے تجویز کرتے ہیں یہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ نکاح ہو گیا اور ساتھ ہی یہ شرط لگائی کہ اگر جھوٹ بولا تو میری اس کی جدائی۔

اس شخص نے منظور کر لیا۔ وقت گزرتا گیا اللہ نے بچہ دیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ بچہ رو رہا تھا بی بی کنویں پر سے پانی لینے گئی تو بچے کا باپ بچہ کو چپ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ:-
”اللہ اللہ چپ کر جاؤ وہ دیکھو تمہاری ماں آئی“

وہ بی بی ابھی جا رہی تھی وہ اسی طرح خالی گھڑالے کروا پس آگئی اور رکھ کر کہنے لگی:-
”اللہ کے بندے! میرا حیرتعلق ٹوٹ گیا ہے چونکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اب جھوٹ بولا ہے تو تعلق ٹوٹ گیا۔ میں تو جا رہی تھی اور تو نے کہا ہے آ رہی ہے“
غرضیکہ حضرت کی صحبت میں بیٹھ کر لوگوں کی اس قدر تربیت ہو گئی تھی کہ جھوٹ بولنے اور سننے سے طبعی نفرت ہو گئی تھی۔ (مختصر زاد خدام الدین ص ۱۶)

ماں کی بددعا کی قبولیت

عطاء بن یسار سے منقول ہے کہ ایک جماعت نے سفر کیا اور ایک میدان میں اتری پس یہاں اس جماعت کے لوگوں نے متواتر گدھے کی آواز سنی جس سے وہ بیدار ہو گئے اور تحقیق کے لئے چلے تاکہ اس کو دیکھیں تاکہ انہیں ایسا گھر نظر آیا جس میں ایک بدھیا موجود تھی۔

پس ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم نے گدھے کی آواز سنی جس نے ہم کو بیدار کیا۔ لیکن ہم تیرے یہاں گدھا نہیں دیکھتے ہیں اس بڑھیا نے ان سے کہا کہ میرا لڑکا تھا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ مجھ سے کہتا تھا کہ یا حمارۃ (گدھیا) آ اور یا گدھیا جا۔ اور یہ اس کی عادت تھی میں نے اس کے حق میں بددعا کی کہ یا اللہ اس کو گدھا کر دے چنانچہ اب ہمیشہ ہر رات میں صبح تک گدھے کی بولی بولتا ہے۔ اس کے بعد ان مسافروں نے اس سے کہا کہ ہم کو اس کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس کو دیکھیں پس یہ لوگ اس کے پاس گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

غیرت کا عجیب واقعہ

فرمایا کہ آج کل ملک میں بے پردگی کی زہریلی ہوا چل رہی ہے عورتوں میں خود ایک آزادی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے حیا کا مادہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے زمانہ میں عورتیں غیور ہوتی تھیں اب بھی یہ صفت اگر کچھ ہے تو پھر ہندوستان کی عورتوں میں ہے۔

چنگیز خان سے خلیفہ جب مغلوب ہوا اور چنگیز خان کا قبضہ ہو گیا تو خلیفہ کی ایک کنیز جو نہایت حسین تھی وہ بھی اس کے ساتھ آئی۔ اس نے ایسی حسین عورت کبھی دیکھی نہ تھی چنانچہ وہ بہت خوش ہوا اور اس کی بہت عزت اور خاطر و مدارت کی اور بہلا پھسلا کر اپنی طرف میلان کرنا چاہا۔ اس عورت نے ایک عجیب تدبیر کی۔ چنگیز خان نے اس عورت سے بہت حالات خلیفہ کے دریافت کئے اس نے بتلائے اور کہا اور تو جو کچھ ہے وہ ہے مگر ایک چیز خلیفہ نے مجھ کو ایسی ہدی نہ کسی نے کسی کو آج تک دی اور نہ شاید کوئی دے۔ چنگیز خان نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ وہ ایک تعویذ ہے اس کا اثر یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی ہاتھ دے ہو تو اس پر نہ کواراثر کرے نہ گولی اور نہ پانی میں ڈوب سکے۔ چنگیز خان یہ سن کر بہت خوش ہوا اس لئے کہ ایسی چیز کی تو ہر وقت ضرورت رہتی ہے یہ خیال کیا کہ نقل کرا کے فوج میں تقسیم کرادوں گا۔ چنگیز خان نے وہ تعویذ مانگا اس نے کہا کہ پہلے تم اس کا امتحان کر لو میرے پاس اس وقت وہ تعویذ ہے تم بے دھڑک اور بلا خطر مجھ پر ایک ہاتھ کوار کا مار دو دیکھو

کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ ہار ہا آرمایا ہوا ہے۔ ہنگیز خان نے ایک ہاتھ نکوار کا صاف کیا تو اس عورت کی گردن بڑی دور جا پڑی۔ ہنگیز خان کو اس پر بے حد صدمہ ہوا کسا پنے ہاتھوں میں نے اپنی محبوب کو فنا کر دیا۔ اس عورت کی غیرت کو دیکھنے کہ کس قدر غیور تھی کہ وہ فعل ناجائز تھا خود کشی تھی مگر منشا اس فعل کا غیرت تھی کہ دوسرے کا ہاتھ نہ لگے۔ (ماہنامہ حسان اسلام)

ایک گھر کے گیارہ افراد کا انتقال

قدحار میں ایک حاجی صاحب امیر کبیر تھے شہر سے باہر بڑا حویلی نماان کا مکان تھا۔ ایک دن صبح کے وقت حاجی صاحب کے سارے آٹھ بیٹے جو شادی شدہ تھے بچوں سمیت ناشہ کر رہے تھے۔ حاجی صاحب نے بڑے بیٹے سے کہا کہ باہر کھیتوں میں ہمارے اونٹ چر رہے ہیں۔ ذرا دیکھ کر آئیں اس نے کافی دیر لگائی۔ دوسرے بیٹے کو بھیجا پھر تیسرے بیٹے کو بھیجا آٹھ بچوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا۔ حاجی صاحب پیچھے سے گئے وہ بھی غائب ہو گئے۔ حاجی صاحب کی بیوی نے بندوق اٹھائی اور کہا کہ باہر بھینا کوئی بلا کھڑی ہے جو جاتا ہے واپس نہیں آتا ہے۔ اونٹوں کے گلے (ریوڑ) میں ایک آدم خور (پاگل) اونٹ تھا اس نے سب بچوں کو حاجی صاحب سمیت ہلاک کر دیا تھا۔ حاجی صاحب کی بیوی پر بھی اونٹ نے حملہ کیا مگر اس نے اونٹ پر گولی چلائی اونٹ مر گیا۔ کل نو بندوں کو اونٹ نے قتل کیا۔ اب حاجی صاحب کی بیوی گھر کی طرف دوڑ گئی کہ وہاں گھر میں اس اچانک حادثے کی اطلاع دی گئی۔ جب گھر کے گیٹ (ڈیوڑی) میں داخل ہو گئی تو ان کے دو پوتے آپس میں کھیل رہے تھے ایک کے ہاتھ میں چھری تھی اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تم لیٹ جاؤ میں تجھے ذبح کرتا ہوں یہ بات چیت مذاق میں ہو رہی تھی اور یوں بڑے نے اپنے سے چھوٹے بھائی کی گردن پر چھری چلائی اور وہ مر گیا بچہ خوف سے بھاگنے لگا چھری ہاتھ میں تھی سامنے پتھر پر ٹھوکر لگ گئی اور وہی چھری اس بچے کے پیٹ میں گھس گئی۔ اس طرح یہ دونوں بچے بھی ختم ہو گئے اور یوں حاجی صاحب کے گھر سے ایک ہی دن میں گیارہ جنازے نکلے۔ انشا کبر اللہ والا الیہ راجعون۔ (ملفوظات حکیم الامت)

حصولِ صحت کا عجیب واقعہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جلال آباد کے ایک رئیس نے گئے ہیں کہ حکیم کو بلائے گاڑی بھیجتے، فیس دیتے اور حکیم جی سے کہتے کہ آپ بلا تا مل جتنے کا چاہے نسخہ لکھئے دس کاہیں کا پچاس کا چنانچہ حکیم جی نسخہ لکھ دیتے ملازم کو دیتے کہ جاؤ بھائی عطار کو دکھاؤ کتنے کا ہے عطار کہتا ہے کہ پچیس روپے کا ہے کہتے رو مسند دہلی اسی وقت پچیس روپے گن کر دیتے کہ جاؤ خیرات کر دو مساکین کو میری بھئی دوا ہے۔ چنانچہ جب یہ عمل کرتے فوراً اچھے ہو جاتے۔

ایک عجیب نکاح

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے کئی دفعہ یہ واقعہ سنایا: ”جب میری بڑی لڑکی سن بلوغ کو پہنچ گئی تو میرے پاس علماء کرام کی ایک جماعت دورہ تفسیر کے لیے آئی ہوئی تھی، جب وہ جماعت فارغ ہوئی تو میں نے ایک مولوی صاحب کو علیحدہ لے جا کر پوچھا کہ کیا آپ شادی کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ پردیس میں مجھے کون رشتہ دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ میری لڑکی ہے اگر آپ راضی ہوں تو ابھی نکاح کر دیتے ہیں ورنہ اس بات کی تشہیر نہ کرنا! مولوی صاحب راضی ہو گئے۔۔۔ اسی روز جلسہ ہوا، جس میں کامیاب علماء کو مسندیں دی گئیں اور مولوی نور اللہ صاحب کو مسند دے کر میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا، کئی سال ہو گئے ہیں مجھ کو اب تک معلوم نہیں ہے کہ مولوی نور اللہ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔“ (پر سکون گھر)

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا عجیب واقعہ

مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت والے تھے جب آپ گھر سے باہر جاتے تو دروازے بند کرتے جاتے پھر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔۔۔ ایک مرتبہ آپ اسی طرح باہر تشریف لے گئے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک بیوی صاحبہ کی نظر اٹھی تو دیکھتی ہیں گھر کے بچوں بیچ ایک صاحب کھڑے ہیں۔۔۔ حیران ہو گئیں اور دوسروں کو دکھایا آپس میں سب کہنے لگیں یہ کہاں سے آ گئے؟

دروازے بند ہیں یہ داخل کیسے ہوئے؟ خدا کی قسم حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے ہماری سخت رسوائی ہوگی.... اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی آگئے.... آپ علیہ السلام نے بھی انہیں کھڑا دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا وہ جسے کوئی روکے اور دروازہ روک نہ سکے وہ جو کسی بڑے سے بڑے کی مطلق پروا نہ کرے.... حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمانے لگے....

مرحبا مرحبا آپ ملک الموت ہیں.... اسی وقت ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی....
(تفسیر ص ۸۸)

ملکہ زبیدہ کی مغفرت کا عجیب واقعہ

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی.... اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا.... اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی....

اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی....

خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی.... زبیدہ خاتون نے کہا نہیں.... نہیں.... جب نہر زبیدہ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ یہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا.... اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی.... مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا.... زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا.... مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی.... مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا....

ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی.... تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا.... تم نے لقمے کو واپس رکھا پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا پھر لقمہ کھایا.... تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی.... چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی.... (یادگار ملاقات)

ایک عجیب ضیافت

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ساری دنیا پر حکومت عطا فرمادی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ جب آپ نے مجھے ساری دنیا پر حکومت عطا فرمادی تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی ساری مخلوق کی ایک سال تک دعوت کروں... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام تمہاری قدرت اور بس میں نہیں... انہوں نے پھر درخواست کی یا اللہ ایک ماہ کی دعوت کی اجازت دے دیں... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قدرت میں نہیں... آخر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یا اللہ ایک دن کی اجازت دے دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس کی بھی قدرت نہیں رکھتے... لیکن اگر تمہارا اصرار ہے تو چلو ہم تمہیں اس کی اجازت دے دیتے ہیں... جب اجازت مل گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات اور انسانوں کو اجناس اور غذا میں جمع کرنے کا حکم دیا... اور کھانا پکنا شروع ہوا... اور کئی مہینوں تک کھانا تیار ہوتا رہا اور پھر سمندر کے کنارے ایک بہت لمبا چوڑا دستر خوان بچھایا گیا اور اس پر کھانا چنا گیا... اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ اس پر چلتی رہے تاکہ کھانا خراب نہ ہو جائے... اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ کھانا تیار ہو گیا ہے... آپ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھیج دیں... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم پہلے سمندری مخلوق میں سے ایک مچھلی کو تمہاری دعوت کھانے کے لئے بھیج دیتے ہیں... چنانچہ ایک مچھلی سمندر سے نکلی اور کہا کہ اے سلیمان... معلوم ہوا ہے کہ آج تمہاری طرف سے دعوت ہے؟

انہوں نے فرمایا ہاں تشریف لائیں... کھانا تناول کریں چنانچہ اس مچھلی نے دستر خوان کے ایک کنارے سے کھانا شروع کیا اور دوسرے کنارے تک سارا کھانا ختم کر گئی... پھر حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اور لائیں... حضرت سلیمان نے فرمایا کہ تم تو سارا کھانا کھا گئی... مچھلی نے کہا کہ کیا میزبان کی طرف سے مہمان کو یہی جواب دیا جاتا ہے... جب سے میں پیدا ہوئی ہوں... اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے... لیکن آج تمہاری دعوت کی وجہ سے بھوکی رہی ہوں... اور جتنا کھانا تم نے تیار کیا تھا اللہ تعالیٰ روزانہ مجھے اتنا کھانا دن میں دو مرتبہ کھلاتے ہیں... مگر آج پیٹ بھر کے کھانا نہیں ملا... بس... حضرت سلیمان علیہ السلام فوراً سجدے میں گر گئے... اور استغفار کیا... (حدیث العرب)

وقت کی قدر دانی کا ایک عجیب قصہ

ایک بزرگ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے چالیس سال ہوئے اپنے کاتبین (اعمال والے فرشتے) کو ایک برائی بھی نہیں لکھوائی۔۔۔ ایسا کرنے سے مجھے حیا آتی ہے۔“ بندے کو غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنے اعمال میں ترقی کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو توبہ و استغفار سے اسکی تلافی کرنے۔۔۔ نیز اپنی نگاہ کو پست دکھے۔۔۔ (وقت ایک عظیم نعمت)

ایک دیہاتی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب سوال

”حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ ایک دیہاتی سامنے کھڑا ہوا۔۔۔ اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔۔۔ پھر کہا اے اللہ کے رسول! مجھے وہ بات بتاؤ جو مجھے جنت سے قریب اور آتش دوزخ سے دور کر دے؟ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے۔۔۔ پھر اپنے رفقاء کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور (ان کو متوجہ کرتے ہوئے) فرمایا: اس کو اچھی توفیق ملی۔۔۔ یا فرمایا: اس کو خوب ہدایت ملی۔۔۔ پھر آپ نے اس دیہاتی سے فرمایا: ہاں! ذرا پھر کہنا! تم نے کس طرح کہا: سائل نے اپنا وہی سوال پھر دہرایا (مجھے وہ بات بتا دو! جو مجھے جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کر دے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف اللہ کی بندگی کرتے رہو۔۔۔ اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔۔۔ نماز قائم کرتے رہو۔۔۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔۔۔ اب اونٹنی کی مہار چھوڑ دو!“ (مسلم شریف)

ترقی یافتہ قوم کا ایک عجیب واقعہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: مجھے کبھی جاپان جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن میرے ایک دوست نے (جو خاصے ثقہ ہیں) ایک صاحب کا یہ قصہ سنایا کہ وہ اپنے کسی تجارتی مقصد سے جاپان گئے تھے وہاں ان کے ایک ہم پیشہ تاجریا صنعت کار نے انہیں رات کے کھانے پر اپنے یہاں دعوت دی۔۔۔ جب یہ صاحب کھانے کے مقررہ وقت پر ان کے گھر

بچے تو میزبان کھانے کی میز پر بیٹھ چکے تھے اور کھانا لگایا جا چکا تھا۔۔۔ ان صاحب کو کسی قسم کے تمہیدی تکلفات کے بغیر سیدھے کھانے کی میز پر لے جا کر بٹھا دیا گیا اور کھانا فوراً شروع ہو گیا۔۔۔ کھانے کے دوران باتیں ہوتی رہیں لیکن ان صاحب نے ایک عجیب سی بات یہ نوٹ کی کہ میزبانوں کے پاؤں کھانے کے دوران ایک خاص انداز سے حرکت کر رہے تھے۔۔۔ شروع میں انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ اس انداز کی حرکت ہے جیسے بعض لوگ بے مقصد پاؤں ہلانے کے عادی ہو جاتے ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد انہوں نے محسوس کیا کہ پاؤں کی حرکت میں کچھ ایسی بے قاعدگی ہے جو بے مقصد حرکت میں عموماً نہیں ہوا کرتی۔۔۔ بالآخر انہوں نے میزبانوں سے پوچھ ہی لیا اور ان صاحب کی حیرت کی انتہا نہیں رہی۔۔۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ دراصل میز کے نیچے کوئی مشین رکھی ہوئی ہے اور وہ کھانے کے دوران بھی اپنا پاؤں استعمال کر کے کوئی ہلکا پھلکا ”پیداواری کام“ جاری رکھے ہوئے ہیں۔۔۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ قصہ سچا ہے یا کسی ”جہاں دیدہ“ نے زیب داستان کے لیے گھڑا ہے لیکن اس قسم کے قصے بھی اسی قوم کے بارے میں گھڑے جاسکتے ہیں جس نے اپنے عمل سے وقت کی قدر و قیمت پہچاننے اور محنت کرنے کی مثالیں قائم کی ہوں۔۔۔ ہمارے ملک کے بارے میں اس قسم کا کوئی قصہ جھوٹ موٹ بھی نہیں گھڑا جاسکتا اس لیے کہ ہمارا مجموعی طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ وقت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ بے وقعت چیز ہے اور اگر شادی کی کسی ایک رسی تقریب میں شرکت کے لیے ہمارا پورا دن برباد ہو جائے تو بھی ہمیں کوئی پروا نہیں۔۔۔ (ذکر الہی)

خیر القرون کا یادگار واقعہ

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے نواح میں نکلے آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد بھی تھے۔۔۔ (کھانے کا وقت ہوا تو) شاگردوں نے کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا۔۔۔ اتنے میں پاس سے ایک چرواہا گزرا اور اس نے سلام کیا۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!! آؤ بھی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس قدر شدید ترین

گرمی کے دن میں بھی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اس حالت میں بھی بکریاں چرا رہے ہوں؟
 اس نے کہا: واللہ انی اہادر ایامی قللہ الخالیۃ بخفا میں ان ایام خالیہ سے
 حصہ وصول کر رہا ہوں.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے زہد و ورع کا امتحان
 لینے کے لئے اس سے فرمایا ایسے کرو کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے ہاتھ
 فروخت کر دو.... ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دیں گے اور گوشت بھی دیں گے.... گوشت سے
 تم روزہ اظہار کرنا اس چر دا ہے نے عرض کیا کہ ان بکریوں میں سے کوئی بکری بھی میری نہیں
 ہے بلکہ سب بکریاں میرے آقا کی ہیں.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے
 فرمایا کہ تمہارے آقا کو ایک بکری نہ ملی تو وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟

اس چر دا ہے نے آپ سے رخ موڑ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا قاین اللہ؟
 اللہ کہا جائے گا؟ (یعنی بالفرض اگر میں دنیاوی آقا سے بچ بھی گیا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے
 وہ تو کہیں چلا نہیں گیا اس سے بچ کر کہاں جاؤں گا؟)

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (چر دا ہے کی بات سن کر) حضرت عبداللہ بن عمر
 رضی اللہ عنہما پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ بار بار چر دا ہے کی بات کرتے رہے
 کہ دیکھو چر دا ہا کہہ رہا ہے ”قاین اللہ“ اللہ کہاں جائے گا؟

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو
 آپ نے اس چر دا ہے کے آقا سے وہ ساری بکریاں اور چر دا ہے کو خرید لیا پھر چر دا ہے کو
 آزاد کر کے ساری بکریاں اسے بخش دیں.... (اسماعیل)

دور فاروقی کا عجیب واقعہ

فقیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علوم دینیہ حاصل کر لینے کے بعد علم روایا حاصل کرنے
 میں کچھ حرج نہیں یہ ایک اچھا علم ہے.... خود اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کیسے
 اس علم کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَكَمْ لَكَ مَثَلًا يُّوسُفُ لِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

(اور ہم نے اسی طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب قوت دی اور تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلا دیں)....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہیں لازم ہے کہ دینی علوم میں مہارت اور عربیت اور خوابوں کی تعبیر میں خصوصی ذوق حاصل کرو.... اور تعبیر رؤیا کا علم اگر علم فقہ میں حائل اور مانع بنتا ہے تو علم فقہ میں مشغول ہونا افضل ہے کیونکہ اس میں احکام الہیہ کی معرفت ہے اور علم رؤیا خیال کی حیثیت رکھتا ہے....

کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ سے کسی نے سوال کیا خواب کے متعلق تو فرمایا کہ پہلے بیداری کے مسائل سے فراغت ہو جائے پھر خواب کے امور میں مشغول ہونے....

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے متعلق لوگوں کی یہ بات پہنچی کہ وہ خواب کی تعبیر تو بتا دیتے ہیں مگر کسی مسئلہ میں فتویٰ نہیں دیتے اس پر انہوں نے تعبیر بتانا بھی چھوڑ دیا مگر کچھ عرصہ بعد پھر تعبیر بتانے لگے اور فرمایا کہ تعبیر تو ایک فن غالب کا درجہ ہے جس کسی کے خواب کے متعلق اچھا گمان قائم ہو جاتا ہے بیان کر دیتا ہوں....

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ خواب سچا اس کا ہوتا ہے جو گفتگو میں زیادہ سچا ہوتا ہے.... ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی تعبیر کا لانا ایک فال کا درجہ رکھتا ہے جس کو چھوڑ دینا کوئی نقصان نہیں دیتا.... (بستان العارفین)

مہمانوں کے اعزاز میں جنگل خالی کر دیا گیا

حضرت عقیل بن نافع افریقہ میں داخل ہوئے تیونس کے ساحل پر اور وہاں سے واپس پر وہیں شہید ہوئے وہیں قبر بنی آج بھی الجزائر میں اس اللہ کے بندے کی قبر بتا رہی ہے کہ کہاں مکہ.... کہاں مدینہ.... کہاں حجاز.... وہاں سے نکل کر اپنی قبر یہاں بنوائی اللہ کے بندوں کو دین میں داخل کرنے کیلئے اور تیونس میں انہوں نے چھاؤنی بنائی.... جب یہ اللہ کے کام میں تھے تو اللہ ان کے ساتھ تھے.... تیونس میں چھاؤنی بنائی....

وہاں جنگل تھا.... اکلومیٹر میں پھیلا ہوا تو وہاں چھاؤنی بنائی.... تو ان کے بارہ ہزار ساتھیوں میں ۱۹ اصحابہ بھی تھے ان کو لیا اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا....
اے جنگل کے جانورو! ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں تمہیں دن کی مہلت ہے جنگل سے نکل جاؤ... اس کے بعد جو جانور ملے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے....
تین دن میں سارے افریقہ نے دیکھا کہ پورا جنگل خالی ہوا.... کتنے ہزار برابر لوگ اس منظر کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے.... (درنا باب)

فرزدق کی ہشام کے سامنے عجیب حق گوئی

ہشام بن عبدالملک بن مردان اپنی خلافت کے زمانے میں ایک سال حج کے لئے آیا اور خانہ کعبہ کے طواف کے بعد حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے اس کی طرف بڑھا لیکن ہجوم کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکا.... جب وہ منبر پر کھڑا ہوا تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لائے.... آپ اگلے کپڑوں میں لمبوس اور عطر کی خوشبو سے مہک رہے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا.... طواف کے بعد جب آپ حجر اسود کی طرف بڑھے تو تمام لوگ پیچھے ہٹ گئے اور جب تک حجر اسود کے بوسے سے فارغ ہو کر خود پیچھے نہیں ہٹ گئے باقی لوگ پیچھے ہٹے رہے.... ہشام کے ساتھ جو لوگ دمشق سے آئے ہوئے تھے انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور ان میں سے ایک نے ہشام سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہے؟

لوگوں نے آپ کی تو کوئی پرواہ نہیں کی حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں اور اس کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں.... ہشام نے اپنی سکی پر پردہ ڈالنے کے لئے ازراہ تجاہل عارفانہ جواب دیا کہ: میں تو اسے نہیں پہچانتا کہ یہ کون ہے؟

فرزدق جو اس کا درباری شاعر اور قصیدہ گو تھا اس کی غیرت ایمانی جو پڑی سورجی تھی.... ہشام کے منہ سے یہ اہانت آمیز کلمات سن کر فوراً جوش میں آ گئی اور اس نے کہا کہ اگر آپ کو نہیں معلوم کہ یہ کون ہے تو لو غور سے سنو! میں بتاتا ہوں کہ یہ کون ہے؟

اور اس کے بعد فی البدیہہ حسب ذیل اشعار امام زین العابدینؑ کے تعارف میں کہنے:

هذا الذي تعرف البطحاء وطائمه هذا النقي النقي الطاهر العلم
یہ وہ ہے جس کے قدموں کے نشان تک دادی بطحاء پر یہ سب سے پرہیزگار... سب
سے پاکیزہ صفت اور سب سے زیادہ بے دارغ نشان والا ہے۔۔۔

والبیت يعرفه والحل والحرم هذا ابن خیر عباد اللہ کلہم
گھر اور محل اور حرم سے باہر کے علاقے سب پہچانتے ہیں... یہ خدا کے بندوں میں
سے بہترین بندے کا فرزند ہے۔۔۔

هنا ابن فاطمة الزهراء ان كنت جاعله بجدہ انبیاء اللہ قد ختم
”اگر تو اسے نہیں جانتا تو یہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کا نور نظر ہے۔۔۔

یہ وہ ہے جس کے جد امجد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خدا کے انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا۔۔۔
ییس نور الدجی عن نور طلعتہ کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم
”یہ وہ ہے جس کی پیشانی کے نور سے ظلمت اسی طرح بھاگتی ہے جیسے سورج کے طلوع
ہونے سے تمام اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔۔۔“

یفغی حیاء و یفغی من مہابة لما یکلم الاحین ینسم
”یہ وہ ہے جو حیا کی وجہ سے آنکھ ہمیشہ نیچی رکھتا ہے اور لوگ اس کی ہیبت کی وجہ سے
اس کے رویہ آ نکھ اونچی نہیں کر سکتے اور بات کرتا ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔۔۔“
الرائہ قریش قال قاتلہا الی مکارہم ہنا ینتہی الکرمہ
”یہ وہ ہے جسے قریش (مکہ معظمہ کے لوگ) جب دیکھتے ہیں تو ہر ایک بول اٹھتا ہے
کہ بخشش دے دے اور خصائل حمیدہ اس پر ختم ہیں۔۔۔“

ینمی الی ذروة العزالی قصرت عن ینلہا عرب الاسلام والعجم
”یہ عزت و شوکت کی ان چوٹیوں پر چڑھا ہے جن پر عرب و عجم کے مسلمانوں میں
سے کوئی دوسرا نہیں چڑھ سکا ہے۔۔۔“

من جدہ دان فضل الانبیاء لہ و فضل امته دانت لہ الامم
”یہ وہ ہے جس کے جد امجد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام انبیاء کے سردار اور جس کی

امت تمام امتوں سے افضل ہے اور تو بھی انہی کی امت ہے۔۔۔“

کادہم سکھ عوفان و احه رکن الحطیم اذا ماجاء یعتلم
”یہ وہ ہے کہ بید نہیں کہ جب وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو حجر اسود

بھی اس کی خوشبو کو پہچان کر اس کا ہاتھ تمام لے۔۔۔“

فی کفہ حبز و ان ریحہ عبق من کفہ ار و فی عروینہ شمم
”اس کے ہاتھ میں بید مشک کی چھری ہے اور اس کی خوشبو خوب پھیل رہی ہے اس کی ناک
بلند ہے اور اسکے ہاتھوں کا ہر ہونے والے کارنامے جرات و محال میں حیرت انگیز ہیں۔۔۔“

سلسل الخلیقۃ لا یغنی بواحدہ یزینہ انسان حسن الخلق و الشمم
”وہ بہت نرم خو ہے اور اس کی خوبیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں وہ حسن خلق اور بلندی
کردار کی دونوں خوبیوں سے حرین ہے۔۔۔“

مشقة عن رسول اللہ نبیہ طابت عناصرہ و الخیم و الشیم
”اس کی تمام عادات اور اس کے خصائل و عناصر جو سب کے سب اس نے رسول خدا
(صلی اللہ علیہ وسلم) سے پائے ہیں بہت ہی عمدہ ہیں۔۔۔“

لایس قولک؟ من هنا یضمرہ العرب تعرف من انکرت و العجم
”اس لئے تیرا یہ کہنا کہ (تو نہیں جانتا کہ) یہ کون ہے اسے کچھ نقصان نہیں دے سکتا
جبکہ جس کا تو انکار کر رہا ہے اسے عرب و عجم سب جانتے ہیں۔۔۔“

کلنا یدہ غیاث عم نفعہما نسو کفان و لا یعروہما العدم
”اس کے دونوں ہاتھ ایسے ہیں جن کا فیض بارش کی طرح عام ہے ان کی بخشش ہر
وقت جاری راتی ہے حتیٰ کہ سخت بد حالی میں بھی ختم نہیں ہوتی۔۔۔“

عم البریۃ بالاحسان لالفتہم عنہا الغایۃ و الاملاق و الظلم
”تمام مخلوقات پر ان کا احسان عام ہے اور ان کی بدولت جہالت و غفلت۔۔۔ تنگدستی
اور ظلم و زیادتی سب دور ہو گئے۔۔۔“

لا یمستطیع جواد بعدلھا یتھم ولا یمدانہم قوم و ان کرم

”کوئی بڑے سے بڑا بھی ان کی برابری کی استطاعت نہیں رکھتا اور کوئی گروہ بھی خواہ وہ کتنا ہی بخشش کرنے والا ہو ان کے مرتبے کے قریب نہیں پہنچ سکتا۔۔۔“

ہم الغیوث اذا ما ازمة الامت والاسد اسد الشری والخص محکم
”یہ لوگ ہیں جو اس وقت بھی بارش کی طرح برستے ہیں جبکہ قحط سالی کے آثار رونما ہوتے ہیں اور جو اس وقت بھی شیر بیشہ ہوتے ہیں جبکہ لوگ لڑائی کے میدان میں آگ جلاتے ہوئے۔“

من معشر جبہم دین و بغضہم کلہم و قربہم ینجی و معنصم
”یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی محبت دین ہے اور جن سے بغض کفر ہے اور جن کا قرب نجات اور پناہ دینے والا ہے۔۔۔“

ان علیہم الخفی کتوا ائمہم وقیل من خیر اهل الارض قبلہم
”اگر اہل تقویٰ اور خدا ترس لوگوں کو جمع کیا جائے تو یہی ان کے امام ہوں گے اور اگر یہ پوچھا جائے کہ دنیا میں افضل ترین لوگ کون ہیں تو بھی جواب ملے گا کہ یہی لوگ۔۔۔“

سین ذالک ان فسرہ او ان علما لا یفرض العصر ہبطاً من اکھم
”ان کے لئے صاحب ثروت اور نادر ہونا دونوں برابر ہیں ان کے ہاتھوں کی فراخی کو ان کی تنگ دستی بھی کم نہیں کر سکتی۔۔۔“

اللہ فضلہ کرمًا و شرفہ جری ہذا الک فی لوح لہ القلم
”اللہ تعالیٰ نے اسے بزرگی اور شرف سے نوازا ہے اور لوح و قلم میں یہ حکم جاری ہو چکا ہے۔“

مقدم ۶ ذکر اللہ ذکرہم فی کل بدو و مختوم بہ القلم
”ان کا ذکر اللہ کے ذکر کے بعد ہر جگہ مقدم ہے اور اس کے حکم کے بعد قلم نے ہر جگہ لکھنا بند کر دیا ہے۔۔۔“

من یعرف اللہ یعرف اولیہ والدین من بیت ہلما نالہ الامم
”جو شخص اللہ کو جانتا ہو اسے اس شخص کو بدرجہ اولیٰ جانتا چاہئے کیونکہ اس کا دین اسی شخص کے گھر سے امت تک پہنچا ہے۔۔۔“

ای القبائل لیست فی رقابہم املاً ہاء ہلما اولہ نعم

”وہ کون سے قبیلے ہیں جن کی گردنوں پر اس کے بزرگوں کی یا اس کی لعنتیں اور بخششیں لدی ہوئی نہیں ہیں....“

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے اس تعارف کے ساتھ فرزدق نے دوسرے اہل بیت میں سے بھی بعض کی شان بیان کی۔
ظاہر ہے کہ ہشام کے تو پیٹے چھوٹ گئے اس نے فوراً حکم دیا کہ اسے صفان (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ) میں قید کر دیا جائے....

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ فرزدق کی اس جرات ایمانی اور بے باکی سے خوش ہوئے اور اس اہتمام میں اس کی مدد اور دلجمعی کے لئے بارہ ہزار درہم و دینار اس پیغام کے ساتھ بھجوائے کہ: اے ابو فراس! ہم معذور اور محتاج ہیں اگر اس سے زیادہ مال ہمارے پاس ہوتا تو وہ بھی ہم تجھے دیتے....

فرزدق نے وہ مال واپس کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں نے یہ کام کسی دنیوی مانج یا انعام و کرام کے لئے نہیں کیا بلکہ میں بادشاہوں کے جھوٹے قصیدے اور ان کی جھوٹی مدح سرائیاں کر کے گناہوں کا پلڑا بہت بھاری کر چکا ہوں میں نے اسی کے کسی حد تک کفارے کے طور پر یہ کام کیا ہے اور خدای سے اجر کے لئے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی دوستی اور محبت کی طلب رکھتا ہوں.... (کشف الخواب)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

آپ جلیل القدر تابعی تھے.... بصرے میں رہتے تھے.... آپ کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آ جاتی تھی.... آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے غلطی سے ایک شخص کو غربت کا طعنہ دیا.... اللہ پاک نے مجھے خود غریب بنایا اور اتنا غریب بنایا ہے کہ ایک عورت کا مقروض بنایا.... ہوا یوں کہ ایک عورت سے قرض لے کر میں نے زیتون کے تیل کا کاروبار شروع کر دیا.... زیتون کے ایک ڈبے سے ایک مرا ہوا چوہا نکلا.... لوگوں نے کہا کہ حضرت صرف ایک ڈبے کو ضائع کر دیں.... فرمایا کہ میرا تقویٰ یہ کہتا ہے کہ سارا تیل ضائع کر دوں اس

لئے کہ اس کا امکان ہے کہ چوہے کا اثر سارے تیل پر پڑا ہو اور یوں سارا تیل ضائع کر دیا.... ادھر عورت بیسوں کا تقاضا کرتی رہی.... مجبوراً قاضی کے پاس رپورٹ کر لی اور یوں حضرت محمد بن سیرین جیل چلے گئے.... جیل میں یہ لطیفہ ہوا کہ جیل انچارج نے حضرت سے کہا کہ حضرت مجھے آپ سے شرم آتی ہے.... آپ کے ساتھ یہ رعایت کر سکتا ہوں کہ رات کو گھر جایا کریں اور دن کو میرے پاس جیل میں رہا کریں....

فرمایا یہ خیانت ہے.... حکومت نے مجھے رات دن دونوں کیلئے جیل میں ڈالا ہے.... ادھر حضرت انس صحابی رسول کا انتقال ہوا.... خلیفہ وقت جنازے پر حاضر تھا.... مگر جنازہ تیار نہیں تھا.... اس لئے کہ حضرت انسؓ نے غسل کیسے محمد بن سیرین کا نام لیا تھا.... کہ وہی غسل دیں گے اور وہ تو جیل میں تھے.... خلیفہ نے کہا کہ میرے حکم پر جیل سے نکالو.... آپ نے فرمایا کہ خلیفہ مجھے جیل سے نکالنے کا مجاز ہی نہیں.... مجھے جس عورت نے رپورٹ درج کر کے جیل میں ڈالا ہے اور جس کے حق میں گرفتار ہوں.... وہی اجازت دے گی.... تب باہر آؤں گا خیر عورت کی اجازت پر باہر تشریف لائے.... حضرت فرماتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو کسی کو طعنہ دے گا تو مرنے سے پہلے اس میں وہ عیب ضرور موجود ہوگا.... میں نے ایک بندے کو طعنہ دیا تھا.... اس کی غربت پر.... اللہ تعالیٰ نے مجھے عورت کا مقروض بنایا.... حضرت محمد بن سیرین فرماتے تھے کہ الحمد للہ میں خواب میں اور بیداری میں بھی ام عبد اللہ (اپنی بیوی) کے بغیر کسی کے پاس نہیں آیا ہوں.... اگر خواب میں کوئی عورت نظر آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جب میرے لئے حلال نہیں تو نظر اس سے پھیر لیتا ہوں.... (ابن ہندار)

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ

(جنہیں فرشتوں نے غسل دیا)

ابو عامر قبیلہ اوس (انصار) میں سے تھا.... جاہلیت میں راہب یعنی درویش کے لقب سے مشہور تھا.... مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابی کی

طرح یہ بھی ازراہ حسد۔۔۔ ریشہ دو انہوں اور دسیسہ کاریوں پر اتر آیا۔۔۔ عبداللہ بن ابی نے منافقت کو اپنا لیا اور ابو عامر کھل کر مخالفت کرنے لگا مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا احد کے مدد و قریش کے ہمراہ آیا تھا۔۔۔ فتح مکہ کے بعد قیصر روم کے پاس چلا گیا اور وہیں اسے موت آئی۔۔۔

اللہ کی شان جو مخرج النجی من المیت ہے۔۔۔ اس نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ (باپ بیٹا ہم نام تھے) کو ہدایت دی اور وہ مومن صادق ثابت ہوا۔۔۔ اسی طرح ابو عامر کے بیٹے حظلہ کو توفیق بخشی اور وہ مثالی مجاہد بنی سبیل اللہ ثابت ہوا۔۔۔

حضرت حظلہ اپنی بیوی سے ہم بستر ہو چکے تھے کہ غزوہ احد کے لئے دوبارہ رسالت سے اہل حیل الرحیل کی منادی کی آواز کانوں میں پہنچی ہنوز غسل نہ کر سکے تھے کہ نکل پڑے۔۔۔ جنگ بدر میں ابوسفیان کا ایک بیٹا حظلہ نامی مارا گیا تھا۔۔۔ آج ابوسفیان نے حضرت حظلہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آتش انتقام بھڑکی ابوسفیان حملہ آور ہوا۔۔۔ حضرت حظلہ کا پلہ بھاری نظر آیا تو ابوسفیان کی امداد کیلئے ایک شخص اور آگے بڑھا اب حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔۔۔

بعد میں شہداء کی لاشیں جمع کی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حظلہ کی زوجہ (جو عبداللہ بن ابی منافق کی بیٹی تھیں) سے دریافت فرمایا میں نے دیکھا کہ فرشتے حظلہ کو غسل دے رہے ہیں کیا بات ہے؟ حظلہ کی بیوی نے ماجرا سنا کہ انہیں غسل کی ضرورت تھی مگر وہ جلدی میں اٹھ کر چل دیئے تھے۔۔۔ فقہ کا مسئلہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا۔۔۔ اسے زخموں سمیت دفن کر دیا جاتا ہے لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ وہ بحالت جنابت شہید ہوا تو اسے غسل دیا جائے گا اس کی دلیل یہی واقعہ ہے۔۔۔ (زاد المعاد)

والد کا بیٹی کے نام عجیب نصیحت آموز خط

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا اسعد مدنی رحمہ اللہ نے اپنی پریشان حال بیٹی کے نام درج ذیل خط لکھا تھا جسے ہر خاتون۔۔۔ عمل کی نیت سے تین بار پڑھ لے تو ان شاء اللہ گھر جنت بن سکتا ہے۔۔۔

عزیزہ بیٹی اللہ تم کو داریں میں با مراد خوش و خرم رکھے آمین

بیٹی! یہ دنیا چند روزہ ہے اس لئے اس کی کسی خواہش کی خاطر آخرت کی اصلی ہمیشہ کی زندگی کو برباد کرنا سخت دھوکہ اور اپنے سے دشمنی ہے۔ تم اب اپنی زندگی کی خود مدد دار ہو ام بوڑھے ہو گئے ہیں کسی کے ماں باپ ہمیشہ ساتھ نہیں دیا کرتے۔ اس لئے اب ہر بات کے بھلے بُرے کو سوچ سمجھ کر کرنا۔۔۔ دراصل چاہنے والا نفع و نقصان کا جاننے والا اور سب سے بڑا خیر خواہ اللہ ہے تمہارا خاندانی ورثہ دولت و بادشاہت نہیں بلکہ دین داری اور تعلق باللہ ہے۔۔۔ اس لئے کسی وجہ سے اگر دولت جاتی رہے تو جانے دینا۔ دنیا کی کوئی عظیم سے عظیم چیز نہ تمہارے لئے قائل فخر ہو سکتی ہے اور نہ ہی کام آسکتی ہے۔ تم ایسی جگہ اور خاندان میں جا رہی ہو کہ وہاں ہر قریب و بعید تمہارے ہر کام اور ہر حرکت اور ہر چیز کو غور سے دیکھے گا اور اگر تم نے کوئی کام یا بات اپنے دادا (حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) کے طریقے کے خلاف کی تو انکو رسوا کرو گی اور خود بھی ذلیل ہو گی۔ لباس میں فیشن اور نقل کی بجائے دین داری کا لیلیٰ ظ اور شرم و حیا کا پاس ضروری ہے بہت سے لوگوں سے تعلقات مناسب نہیں ہیں کم سے کم تعلق اور کم سے کم باتیں بہت سی مصیبتوں سے بچاتی ہیں۔۔۔ تعلقات میں اپنے بڑوں کی مرضی کو سامنے رکھو (جس سے اور جتنا وہ پسند کریں۔۔۔ وہی مناسب ہے)۔۔۔ ملنے اور آنے والیوں سے خوش اخلاقی خندہ پیشانی اور انکساری سے بیش آنا ہمیشہ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا دوسرے کتنے ہی خراب ہوں اپنے سے بہتر سمجھنا اگر سسرال کے بڑوں کو اپنا بڑا اور اپنا خیر خواہ سمجھو گی تو ان شاء اللہ کبھی ذلیل نہ ہو گی۔ شادی سے پہلے ماں باپ کا درجہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے بڑا ہوتا ہے مگر شادی کے بعد شوہر کا درجہ ماں باپ سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی مرضی کے خلاف چلنا بہت بُری عادت ہے اس کو قریب مت آنے دینا خود کام کر لو خدمت کرو سب تمہارے محتاج ہوں گے اور دلوں میں عزت ہو گی آرام طلبی۔۔۔ کاہلی اور خدمت لینے کی خوگر ہو گی تو لوگوں کی نظروں سے گر جاؤ گی۔۔۔

گھر کی ہر چیز پر نگرانی رکھو کوئی چیز ضائع نہ ہو کسی چیز سے بے پرواہی نہ ہو تو گھر اور گھر کی چیز کو برابر صاف ستھرا اور اپنی جگہ پر رکھنا۔۔۔ جو چیز جس جگہ سے اٹھاؤ کام ہوتے ہی

اسے اپنی جگہ پر رکھنے کا اہتمام کرنا.... مصالحوں.... چائے.... اچار وغیرہ سے لو.... تو کام ہوتے ہی بند کر کے اس کی جگہ پر رکھو کسی چیز کو کھلا اور بے جگہ مت چھوڑنا.... کپڑوں اور دوسری چیزوں کی اپنی جگہ ہونی چاہیے تاکہ جس چیز کی ضرورت ہو.... وقت پر مل جائے.... نماز کو ٹھیک وقت پر سمجھ اور اطمینان سے دل لگا کر پڑھنے کی عادت ڈالو.... ناشکری اور غیبت محرمات کی بدترین عادت ہے اس سے بچنے کی کوشش کرو.... فقط والسلام اسعد غفرلہ (پرکون کر)

ایک عجیب صابر و شاکر شخص

مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر مصائب و تکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے.... صبر و استقامت کے پیکر تھے.... ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگ کر پاؤں زخمی ہو گیا.... درد کی شدت سے چلنا دو بھر ہو گیا.... سخت تکلیف کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور دمشق پہنچ گئے.... ولید نے فوراً طبیبیوں کو بلوا بھیجا.... انہوں نے زخم کا بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے پر اتفاق کیا.... حضرت عروہ کو جب اس کی اطلاع کی گئی تو انہوں نے منظور کر لیا مگر پاؤں کاٹنے سے پہلے بے ہوشی کے لئے نشا آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں گزار سکتا.... چنانچہ اسی حالت میں آ رہ گرم کر کے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا.... پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا.... ”کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچا لیا گیا ہے“ ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ انہیں خبر ملی ”ان کا ایک بیٹا سمیت سے گر کر انتقال کر گیا ہے“ انہوں نے ”انا لله وانا الیہ راجعون“ پڑھی....

اور فرمایا ”اللہ تبارک و تعالیٰ ہے کہ تُو نے ایک جان لی اور کئی جانوں کو سلامت رکھا“ (کیونکہ باقی بیٹے سلامت تھے)....

اس واقعہ کے بعد ولید کے پاس قبیلہ عیس کے کچھ لوگ آئے جن میں ایک بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا شخص بھی تھا.... ولید نے اس سے اس کا حال پوچھا اور اس کی بیٹائی

کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا تو وہ بتانے لگا: ”میں اپنے ال و حیاں اور تمام مال و اسباب لئے ایک قافلے کے ساتھ سفر میں نکلا.... ال و قافلہ میں سے شاید ہی کسی کے پاس اتنا مال ہو جتنا میرے پاس تھا.... ہم نے ایک پہاڑ کے دامن میں رات گزارنے کے لئے پڑاؤ ڈالا.... آدھی رات کے وقت جب سب ٹیٹھی نیند سو رہے تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سیلاب آ گیا جو انبان.... حیوان....

مال و اسباب سب کچھ بہا لے گیا.... میرے ال و حیاں مال و اسباب میں سے سوائے ایک اونٹ اور میرے ایک چھوٹے بچے کے علاوہ کچھ نہ بچا.... میں ابھی اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے بھی نہ پایا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا میں اس کے پیچھے گیا تو یکدم بچے کے چیخنے چلانے نے قدموں کو روک لیا.... اٹے پاؤں واپس بچے کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیے نے میرے معصوم لخت جگر کو اپنے خونی جڑوں میں دیوچا ہوا ہے اور وہ معصوم اس کے بے رحم جڑوں میں زندگی کی بازی ہار چکا ہے.... یہ دلخراش منظر دیکھنے کے بعد میں پھر اس اونٹ کے پیچھے ہولیا جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے دہشت دے ماری جس کی وجہ سے میری بینائی چلی گئی... اس طرح میں مال و حیاں کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا....“

اس کی یہ داستان غم سن کر ولید کی آنکھیں پر غم ہو گئیں اور اس نے کہا.... ”جاؤ عروہ! میں زبیر سے کہہ دوں کہ جس جبر و شکر مبارک! اس لئے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تم سے زیادہ غموں اور مصیبتوں کے مارے ہیں“

میں دے کے غم جاہیں کھوں عشرت دنیا لوں غم زبیر کا حاصل ہے اس غم سے غم کیوں ہو
(المطرب)

ایک بچے کی خلیفہ معصوم سے ملاقات

معصوم باللہ خاقان کے پاس اس کی عیادت کو گئے اور فتح بن خاقان ابھی بچے تھے تو معصوم نے ان کو کہا امیر المؤمنین کا (میرا) گھر اچھا ہے یا تمہارے والد کا.... بچے نے

جواب دیا امیر المؤمنین ہمارے والد کے گھر ہوں تو والد کا گھر ہی اچھا ہے .. پھر اپنے ہاتھ میں امیر نے نگینہ دکھایا اور پوچھا اس سے بہتر کوئی دیکھا ہے بچے نے کہا ہاں وہ ہاتھ جس میں یہ نگینہ ہے.... (کتاب ال ذکیاء)

شاہ مصر کا عجیب خواب

چار نو جوان اتفاق سے مصر کی ایک جامع مسجد میں جمع ہو گئے.... چاروں طالب علم تھے ایک دوسرے سے تعارف ہوا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی.... چاروں کا نام محمد تھا.... ایک نے اپنا نام محمد بن جریر بتایا.... دوسرے نے محمد بن اسحاق.... تیسرے نے محمد بن مزدوری اور چوتھے نے محمد بن ہارون بتایا.... چاروں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا.... ”سبحان اللہ“ ان کا کام بھی ایک ہی تھا اور نام بھی ایک.... تمام دن استاد صاحبان سے حدیث کا علم حاصل کرتے.. شام کو اپنے مکان میں آ کر دن بھر کی یاد کی ہوئی احادیث کو ایک رجسٹر میں لکھ لیتے.. ایک دن ایک نے کہا بھائیو! ہماری جمع شدہ رقم ختم ہو چکی ہے.... کوئی بات نہیں ہم مزدوری کر لیں گے... دوسرے نے کہا....

مزدوری کرنے پر اعتراض نہیں.... اس طرح ہم احادیث کا علم کس طرح حاصل کریں گے.... تیسرے نے کہا.. ہاں اس طرح تو ہم تاجر بن جائیں گے.. چوتھے نے کہا تب پھر اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم میں سے صرف ایک مزدوری کرے.... باقی تین علم حاصل کریں.... قرعہ اندازی کر لی جائے.... قرعہ ڈال دیا گیا محمد بن اسحاق کا نام نکلا وہ بولے پہلے میں اپنے رب سے استعارہ کر لوں.... یہ کہہ کر انہوں نے نماز کی نیت ہاتھ دھ لی.... ایسے میں باہر سے آواز آئی.... کیا وہ یہی گھر ہے؟

کسی نے کہا ہاں یہی ہے.... نشانیاں تو وہی ہیں باہر کی آواز سن کر یہ چونک گئے.. گھبرا گئے.... سارا شہر اس وقت فیند کی آغوش میں تھا پھر یہ کون لوگ تھے جو ان کے مکان کے باہر جمع تھے.... ایسے میں دستک ہوئی.... آواز آئی.... السلام علیکم! کیا ہم اندر آ سکتے ہیں.... ہم بادشاہ کے قاصد ہیں.... وہ ایک ساتھ بولے..

وعلیکم السلام! تشریف لائیے.... محمد بن ہارون نے دروازہ کھول دیا۔ وہ کئی آدمی تھے.... ان کے ہاتھوں میں روشنی کے لئے قندیلیں تھیں.... چہروں سے سوجھ بوجھ والے لوگ لگ رہے تھے.... ان میں سے ایک نے کہا.... آپ میں سے محمد بن جریر کس کا نام ہے.... جی میرا نام ہے.... یہ سن کر اس نے کہا یہ لیجئے پانچ سو دیناروں کی تھیلی پھر اسنے کہا اور آپ میں سے محمد بن نصر کون ہے؟

آنے والوں نے ایک تھیلی انہیں تھما دی.... پھر بولا محمد بن اسحاق کون ہے یہ جو نماز پڑھ رہے ہیں.... محمد بن نصر نے بتایا.... یہ تھیلی ان کی ہے آپ میں سے محمد بن ہارون کون ہیں؟ نام معلوم کر کے ایک تھیلی انہیں دے دی گئی.... اب یہ چاروں حیران ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے آنے والوں میں سے ایک نے ان کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا.... مصر کے بادشاہ احمد بن طولون کل دو پہر اپنے محل میں سو رہے تھے.... انہوں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا وہ ان سے کہہ رہا تھا محمد نام کے چار طالب علم بھوک سے پریشان ہیں اور ٹوٹی ہوئی خیمہ سو رہا ہے.... بادشاہ نے اس شخص سے آپ لوگوں کا یہ نشان پوچھا اور یہ تھیلیاں بطور ہدیہ بھیجی ہیں اور اس نے قسم دے کر کہا ہے کہ جب یہ رقم ختم ہو جائے تو انہیں ضرور اطمینان دی جائے تاکہ وہ مزید رقم ارسال کر سکیں.... بادشاہ کے آدمی تسلیاں دے کر چلے گئے لیکن اس کے بعد یہ چاروں پھر مصر میں نہ ٹھہرے وہاں سے نکل گئے تاکہ دولت کے چکر میں دین کے علم سے محروم نہ ہو جائیں.... (یا نگار قاری)

جلد آٹھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ وصال سے چند روز قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ "نظام! جلد آٹھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے" اس خواب کے بعد سفر آخرت کے لیے بے چین رہ گئے۔ وصال کے چالیس روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا اب آنکھوں سے ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے۔ وصال کے روز ننگر اور ملکیت کی تمام چیزیں غرباء و مساکین میں تقسیم کرادیں تاکہ خدا تعالیٰ کے یہاں کسی چیز کا مواخذہ نہ ہو۔ (دینی دسترخوان جلد نزل)

بنی اسرائیل کے زمانہ میں دود دوست

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں دوست تھے۔

ایک تو عبادت میں بڑی کوشش کرنے والا تھا اور دوسرا اپنے آپ کو گنہگار کہا کرتا تھا یا دوسرا گنہگار تھا۔ عابد اس گنہگار سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو گناہوں سے باز آ۔ گنہگار جواب دیتا تھا کہ تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے۔

یعنی میرے اور رب کے درمیان مداخلت نہ کر شاید وہ میری عاجزی پر رحم فرمائے اور مجھ کو بخش دے۔

اس عابد نے ایک دن اس گنہگار کو کسی ایسے گناہ میں مبتلا دیکھا جس کو یہ بہت برا سمجھتا تھا اس نے پھر کہا کہ تو گناہ سے باز آ جا۔

گنہگار نے پھر وہی جواب دیا کہ تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے۔ تو مجھ پر کوئی وارو نہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

اس عابد نے اس کا جواب سن کر کہا خدا کی قسم تجھ کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا اور نہ تجھ کو جنت میں داخل کریگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روح کو قبض کیا اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور عابد سے فرمایا کیا تو میرے بندے پر سے میری رحمت کو روک سکتا ہے؟

اس نے عرض کیا اے پروردگار نہیں۔ ارشاد ہوا اس کو آگ میں لے جاؤ۔ (احمد)

سلطان محمود غزنوی

ایک شخص سلطان محمود غزنوی کے پاس آیا اور کہا مدت سے چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھوں اور حال دل بیان کروں۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ہزار دینار قرض ہے۔ قرض ادا نہیں کر سکتا اور ڈرتا ہوں کہ موت آ جائے اور قرض میری گردن پر سوار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمود بننگین کے پاس جا اور ہزار دینار اس سے لے لے۔ عرض کیا کہ اگر وہ باور نہ کرے۔ اور نشانی طلب کرے تو میں کیا کروں گا۔ فرمایا کہنا اول شب سونے کے وقت تم میں ہزار مرچہ اور آخر شب جاگنے کے وقت ۳۰ ہزار مرچہ درود پڑھتے ہو۔ چنانچہ اس نے سلطان محمود غزنوی سے یہ بات چاکھی۔ جس کو سن کر سلطان رونے لگا۔ اور ہزار دینار قرض ادا کر دیا اور ہزار دینار اور دیئے۔ (دینی دسترخوان جلد اول)

ایک عجیب واقعہ

ایک صاحب بوڑھے ہو گئے.... انہوں نے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلا کر فاضل بنا دیا، ایک دن محن میں بوڑھے باپ بیٹھے ہوئے تھے، ایک کو آیا اور گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا، باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ بیٹے نے کہا، کہ ابو جان یہ کڑا ہے، تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ابو جان یہ کڑا ہے.... جب تھوڑی دیر ہو گئی تو پھر باپ نے پوچھا کہ بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟

بیٹے نے کہا ابو جان ابھی تو آپ کو بتایا تھا کہ کڑا ہے.... تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پھر باپ نے پوچھا بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ اب بیٹے کے لہجے میں تبدیلی آ گئی، اور جھڑک کر کے کہا کہ ابو جی کڑا ہے کڑا.... پھر تھوڑی دیر کے بعد باپ نے پوچھا بیٹا کیا ہے؟ اب بیٹے سے نہ رہا گیا، اس نے کہا کہ آپ کے سمجھ میں نہیں آتی ہے بار بار ایک بات کو پوچھتے چلے جاتے ہیں.... اس طرح سے بیٹے نے باپ کو ڈانٹا.... تھوڑی دیر کے بعد اس کے والد اپنے کمرے میں اٹھ کمر گئے اور ایک پرانی ڈائری نکال کر لائے اور اس ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور بیٹے کو ڈائری دی....

چنانچہ اس نے پڑھا، تو اس میں یہ لکھا تھا کہ آج میرا بیٹا محن میں بیٹھا ہوا تھا اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا.... اس نے میں ایک کڑا آ گیا تو بیٹے نے مجھ سے 25 مرچہ پوچھا، ابو جان یہ

کیا ہے؟ تو میں نے اس کو 25 مرتبہ جواب دیا کہ بیٹا یہ کوا ہے.... اس کے پڑھنے کے بعد باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا دیکھو! باپ اور بیٹے میں یہ فرق ہے.... جب تم بچے تھے تو تم نے مجھ سے 25 مرتبہ پوچھا تھا اور میں نے بالکل اطمینان سے جواب دیا تھا اور آج جب میں نے تم سے صرف 5 مرتبہ پوچھا تو تمہیں برداشت بھی نہ ہوا اور اتنا غصا آ گیا.... میرے دوستو! اس واقعہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ بیٹے کو باپ کے احسان یاد نہیں رہتے وہ سب احسان بھول جاتا ہے....

ایک انگلستانی خاتون کی حسرت

انگلستان کی ایک شریف عورت نے بعد حسرت و عداوت اپنے ملک کی عورتوں کے متعلق ایک مقالہ لکھا جس کا ترجمہ مصر کے ماہنامہ ”النار“ میں شائع ہوا جس میں یہ تھا کہ ”انگلستان کی عورتیں اپنی عفت اور عصمت کھو چکی ہیں اور ان میں بہت کم ایسی عیسائی جہنوں نے اپنے دامن عصمت کو حرام کاری کے وہبہ سے آلودہ نہ کیا ہو ان میں شرم و حیا نام کو بھی نہیں اور ایسی آزادانہ زندگی بسر کرتی ہیں کہ اس نا جائز آزادی نے ان کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ ان کو انہوں کے ذمہ میں شامل کیا جائے ہمیں سرزمین مشرق کی مسلمان خواتین پر رشک آتا ہے جو نہایت دیانت اور تقویٰ کے ساتھ اپنے شوہروں کے زیر فرمان رہتی ہیں اور ان کی عصمت کا لباس گناہ کے داغ سے ناپاک نہیں ہوتا وہ جس قدر فخر کریں بجا ہے اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ اسلامی احکام شریعت کی ترویج سے انگلستان کی عورتوں کی عفت کو محفوظ رکھا جائے....“ (پروردگار کرے)

دل کی تخلیق کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے دل تو دیا ہی اس لئے ہے کہ اس میں محبت کا بیج بویا جائے.... دانہ ڈالنے کے بعد زمین کو پانی دینا بھی ضروری ہے اگر اس کو پانی نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ دانہ سوخت ہو جائے گا.... دانہ ڈالنے کے بعد اوپر سے بارش ہو یہ زیادہ مفید ہے اسی لئے اگیر نکلے پھر ڈپار

ٹنٹ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جو پانی اوپر سے فطری اور نیچرل انداز سے آتا ہے وہ زیادہ نافع ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آب پاشی کے ذرائع میں بارش سب سے زیادہ مفید و نافع ثابت ہوتی ہے چنانچہ آج کل بعض ملکوں میں حکومتی پیمانہ پر بھی پانی اوپر سے چھڑکا جاتا ہے جو بہت مفید ثابت ہوا ہے.... یہاں انسان میں بھی قدرت کا نظام ہے کہ دل نیچے رکھا اور آنکھیں اوپر رکھیں تاکہ آپ دل کی زمین میں عشق و محبت کا بیج بویں اور اوپر سے آنکھوں کے ذریعہ آنسوؤں کا پانی برسائیں تاکہ دل کی زمین میں جو تخم عشق و محبت ہے وہ پروان چڑھنا شروع ہو... اور اس کے آثار ظاہر ہوں جس کو شاعر نے ذکر کیا ہے۔

دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کیلئے آنکھ دی ہے اس نے سادگی عمروں کیلئے

قوت حافظہ کا عجیب نسخہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے... حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا تھا... اللہ تعالیٰ نے انہیں کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا... علی بن حزم کا بیان ہے کہ... میں نے حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی... کیونکہ ان کا حافظہ اس قدر تھا کہ انہیں کتاب کی حاجت نہیں تھی... چنانچہ ایک بار میں نے ان سے قوت حافظہ کی دوا دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا... میری نظر میں گناہوں کے ترک کرنے سے زیادہ کوئی دوا کی نہیں ہے... اسی طرح حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو قوت حافظہ کا نسخہ بتایا ہے... امام شافعی اپنی زبانی سناتے ہیں کہ...

”میں نے حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حافظہ کمزور ہونے کی شکایت کی تو انہوں نے گناہ چھوڑنے کی ہدایت کی... کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے... اور نور گناہ کے حصہ میں نہیں آتا...“ (یادگار واقعات)

رنگت کے فرق کی وجہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک فرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی نے ایسا بچہ جنا ہے جس کا رنگ کالا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس رنگ کے ہیں؟ اس نے عرض کیا سرخ رنگ کے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان میں کوئی اونٹ خاکستری رنگ کا بھی ہے اس نے عرض کیا کہ ان میں خاکستری رنگ کے بھی ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس وہی بات ہے (جو اس میں ہے) پھر اس نے عرض کیا۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ ان اونٹوں میں یہ کالے رنگ کا کیسے پیدا ہو گیا تو آپ نے فرمایا بچہ بھی کسی ایسی رگ کی وجہ سے کالا ہوا ہے جس نے اس کو سمیٹ لیا ہے (یعنی اس بچہ کی اصل میں بھی کوئی شخص کالے رنگ کا رہا ہوگا۔ جس کے مشابہ یہ بچہ ہو گیا)۔ (حیاء الحجۃ ان)

ایک عرب خاتون کا عجیب طرز گفتگو

ایک معمر عرب خاتون حج کے راستہ میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی۔ جو قافلے سے چھڑ کر راستے سے بھٹک گئی تھی عبد اللہ بن مبارک اس کے پاس سے گزرے۔ آپ بھی حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے حالت سفر میں تھے۔ بوڑھی کو کچھ پریشان اور مایوس پا کر انہوں نے اس سے بات کی اس خاتون نے ہر بات کا جواب قرآنی آیات کی شکل میں دیا۔ (تذکار)

وضو کی اہمیت و برکت

ہمارے دادا پیر حضرت فضل علی قریشیؒ کی زمین تھی۔۔۔ اس میں خود بل چلاتے تھے، خود پانی دیتے تھے، خود کاٹتے، خود بیج نکالتے، پھر وہ گندم گہرائی تھی۔۔۔ پھر رات کو عشاء کے بعد میاں بیوی اسے پیسا کرتے اور اس آٹے سے بنی ہوئی روٹی خانقاہ میں مریدوں کو کھلائی جاتی

تھی.... آپ اندازہ کیجئے حضرت یہ سب کچھ خود کرتے تھے.... حضرت کی عادت تھی کہ ہمیشہ با وضو رہتے تھے گھر والوں کی بھی یہی عادت تھی....

ایک دن حضرت نے کھانا پکوا یا اور خانقاہ میں لے آئے.... اللہ اللہ سیکھنے والے سالکین آئے ہوئے تھے وہ کھانا حضرت نے ان سامنے رکھا، جب وہ کھانے لگے آپ نے انہیں کہا فقیر (حضرت قریشی مریدوں کو فقیر کہتے تھے) تمہارے سامنے جو روٹی پڑی ہے اس کیلئے ہل چلایا گیا تو وضو کے ساتھ۔

پھر بیچ ڈالا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو پانی دیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو کانا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم بھوسے سے الگ کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو پیسا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر آٹا گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر روٹی پکائی گئی وضو کے ساتھ، پھر آپ کے سامنے کھانا لا کر رکھا گیا وضو کے ساتھ.... "کاش کہ تم وضو کے ساتھ اسے کھا لیتے".... (جواہرات فقیر ص ۱۶۷)

فضیلت ایسی کہ دشمن بھی گواہی دے

مشہور کالم نگار عطاء الحق قاسمی اپنے کالم "روزانہ دیوار سے" میں لکھتے ہیں.... "چند برس پہلے ایک پارٹی میں میری ملاقات ایک امریکی لڑکی سے ہوئی اس کا نام غائبنا باربرا منکاف تھا میں اس سے گفتگو کے لیے امریکہ کے زمانے کی اپنی بچی سمجھی انگریزی "جمع" کرنے میں مشغول تھا کہ اس نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے "ہیلو" کہا میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام عطاء الحق قاسمی ہے وہ یہ سن کر میرے قریب آ گئی اور اس نے نہایت شستہ اردو میں کہا۔

"تو آپ یقیناً دیوبندی مسلک کے مسلمان ہیں آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حوالے سے قاسمی کہلاتے ہوں گے" ایک امریکی لڑکی کی زبان سے یہ مکالمے سن کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے تاہم میں نے اپنے حواس مجتمع کیے اور کہا "ہمارے اپنے خاندان میں ایک مولانا محمد قاسم گزرے ہیں ہم ان کی نسبت سے قاسمی

کہلاتے ہیں....“ کچھ دیر بعد اس نے جامعہ اشرفیہ لاہور کا ذکر کیا پھر خیر المدارس ملتان کا حوالہ دیا اور آخر میں یہ بھی بتایا کہ وہ دیوبندی مسلک سے متعلق اداروں اور افراد پر امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہی ہے اور چلتے چلتے اس نے اس امر پر افسوس کا اظہار بھی کیا کہ تمہارا تعلق علماء کے خاندان سے ہے اور تم نے ڈاڑھی نہیں رکھی بلکہ قلمیں بڑھائی ہوئی ہیں جین پہنی ہوئی ہے اور پھر اس قسم کا کوئی مصرعہ بھی پڑھا کہ تنو..... بر تو اے چرخ گردن تنف وغیرہ (نوائے وقت 14 دسمبر 1985)

زیارت کے بعد نابینا ہونے کی تمنا

حضرت بحر العلوم حافظ محمد عظیم المتخلص یہ واعظ (۱۲۰۵ھ تا ۱۲۷۵ھ) آپ حافظ جی صاحب گنج والے کے نام سے بھی مشہور تھے۔ جامع مسجد گنج کے امام خطیب و مدرس تھے۔ پشاور کا یہ محلہ ”حافظ محمد عظیم“ کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت کا جو عالم تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ایک بار آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے دیدار جمال سے شرف ہونے کے بعد یہ آنکھیں اب اور کسی کو دیکھنا نہیں چاہئیں۔

جب بیدار ہوئے تو نابینا ہو چکے تھے۔

آپ کی نہایت خوبصورت اور موٹی موٹی آنکھیں اب بے نور ہو چکی تھیں۔ سبحان اللہ! کیا عشق محمدی تھا۔ اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نوازا دیا تھا۔ بغیر بینائی کے تمام عمر درس و تدریس میں گزری۔ صحاح ستہ کی تمام اسانید زبانی یاد تھیں۔

۱۲۷۵ھ مطابق ۱۹۵۸-۵۹ میں وصال فرمایا۔ جنازے پر لوگوں کا اس کثرت سے ہجوم تھا کہ شہر کے لوگ متعجب تھے کہ اس قدر خلقت کہاں سے آگئی ہے۔ (سیرۃ نبی بعد وصال تھی)

سیدہ کے احترام پر قاتل کی رہائی

ابراہیم بن اسحاق کو تو ال بغداد کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ قاتل کو قید خانے سے رہا کر دے؟ بیدار ہونے پر میں نے دریافت کیا کہ قید خانہ میں کیا کوئی ملزم قتل کا ہے معلوم ہوا ہے کہ ہے اور اس کو میرے سامنے پیش کیا گیا..... میں نے اس سے احوال بیان کرنے کو کہا..... اس نے کہا کہ میں اس گروہ سے ہوں جو ہر رات حرام کاری کیا کرتے ہیں.....

ایک بڑھیا ہم نے مقرر کر رکھی تھی جو حیلے بہانے اور دھوکے سے عورتوں کو ہمارے پاس لے آتی تھی ایک روز ایک نہایت خوبصورت حسینہ کو لائی..... جس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ میری عصمت کو داندھار نہ بناؤ میں سیدائی ہوں.... میرے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں..... خدا کے واسطے مجھے پناہ دو..... اس بڑھیا نے مجھے دھوکا دیا ہے.....

میرے دل پر اس کی باتوں کا اثر ہوا مگر میرے ساتھی بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ تو ہم کو فریب دے کر اس کو حامل کرنا چاہتا ہے.... میں نے انہیں بہت سمجھایا.... مگر جب دیکھا کہ وہ اس حسینہ کی عزت و آبرو لوٹنے پر تے بیٹھے ہیں تو میں نے ان کا مقابلہ کیا..... چھری میرے ہاتھ میں تھی اور میں زخمی ہو گیا....

لیکن اس شیطان کو جو اس حسینہ کی عصمت دری پر ادھار کھائے بیٹھا تھا قتل کر ڈالا..... میں نے حسینہ کو اشارہ کیا..... وہ ہمیں لڑتا ہوا دیکھ کر چپ چاپ فرار ہو گئی..... غل غپاڑہ بن کر لوگ جمع ہو گئے..... خون آلود چھری میرے ہاتھ میں اور ایک لاش دیکھ کر سپاہی مجھے گرفتار کر کے لے گئے....

کو تو ال نے یہ واقعہ سن کر ملزم سے کہا کہ خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں میں نے تجھ کو رہا کیا... اس کے بعد وہ ملزم جملہ افعال قبیحہ سے بھی تائب ہو گیا..... (دینی دسترخوان جلد اول)

پُر اثر حیرت انگیز قرآنی عملیات

رَبَّنَا اسمِ اعظم ہے

اللہ تعالیٰ کے ۱۹۹۳ء حشری مشہور ہیں۔ اور بڑے پیارے، عظیم اور بابرکت، ہر نام کا ایک امتیاز ہے اور خصوصی اثرات اور تاثیریں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اسماء حشری میں اسمِ اعظم بھی ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ اس کے ساتھ دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ وہ کیا ہے؟ بڑی عیشیں ہوئی ہیں مستقل کتابیں لکھی گئیں، کتنے، "اللہ" ہے، کوئی کہتا ہے کہ "ربنا" ہے۔ کسی کے خیال میں "باسمِ باقیوم" ہے "الصمد" "الاحد" کو بھی اسمِ اعظم کہا گیا ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اس سب سے انبیاء علیہم السلام کا علم مستند ان کا ایک ایک لفظ سب سے بڑی سند، ان کا ہر انداز، باب، ان کی ہر ادا محبوب، خاص طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اولین و آخرین کا علم دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرما دیا جو انداز اختیار کیا، امت کیلئے سب سے بڑا وسیقہ یا دستاویز ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام امام الموحدین، خدا تعالیٰ کے یہاں ان کا وہ مقام کہ خلیل اللہ سے مشہور ہیں۔ خلیل وہ جس کی محبت اور تعلق دل کی گہرائیوں میں اتر گیا ہو، خدا تعالیٰ کے یہاں ان کی اور ان کے خاندان کی ہر ادا نے وہ مقام حاصل کیا کہ دین کا جز بنا دیا گیا۔ نماز کا درود لیجئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی درود

موجود ہے حج تو گویا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خانوادے کی حسین یادگاروں کا مجموعہ ہے۔
 مقام ابراہیم پر نوافل پڑھنا اور قربانی انہیں کی یادگار ہے۔ پانی کی تلاش میں ہاجرہ علیہا السلام
 صفا اور مردہ پہاڑوں کے درمیان دوڑیں۔ توسعی بین الصفا والمردہ اہم رکن ہے، لخت جگر کی
 قربانی دینے کے لئے باپ ”ابراہیم“ چلے تو ملعون ابلیس نے اپنا مشہور کام بہکانے کا شروع
 کیا، ابراہیم نے دھکارتے ہوئے کنکریاں ماریں تو آپ کو بھی حج میں یہ کرنا ہے۔

اس سے آپ سمجھئے کہ ابراہیم اور ان کے خاندان کی کیا عظمتیں ہیں، ابراہیم عموماً اپنی دعا
 میں ”ربنا“ فرماتے ہیں۔ اور دوسرے انبیاء بھی رب کا تعارف رب کون ہے؟ جس نے حکم
 مادر میں آپ کی پرورش کی، اور کس نرالے انداز میں، آپ نے دنیا میں پہلا قدم رکھا، پرورش
 اور تربیت کے سارے مناسب اور ضروری انتظامات، ایک ایک عضو کو دیکھ لیجئے، تربیت کا نیا
 انداز لئے ہوئے ہے۔ دماغ کس قدر قیمتی ہے اسے کھوپڑی میں محفوظ کیا، مزید حفاظت کے
 لئے بال جمائے، آنکھیں نازک ترین عضو ہیں، ان کی حفاظت کے لئے غلاف، تاکہ گرد و غبار
 بینائی کو متاثر نہ کرے پلکوں کا سائبان کہ گرد و غبار پہنچنے نہ پائے، پھر بھی پہنچ جائے تو آنکھوں کی
 گردش جھاڑو دے کر اسے ایک کونے میں جمع کر دے، تاکہ میں گرد و غبار داخل نہ ہو تو اندرون
 ناک بالوں کی جھاڑن موجود، پھر بھی پہنچ جائے تو آلائش نکال دیجئے۔ دانت کی حفاظت، دل
 کی حفاظت، گردوں کی حفاظت، یہ سب پرورش و تربیت کے انتظامات ہیں۔ پھر لہا پاتی ہوئی
 کھیتیاں و سبزیاں، ترکاریاں، پھل پھلواری بارشوں کا انتظام، پانی کے ذخیرے، ہواؤں کی
 سرسراہٹ، حرارت کے لئے سورج، ٹھنڈک کے لئے چاند، سورج پکاتا ہے۔ چاند مٹھاس پیدا
 کرتا ہے۔ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دماغ کی تفریح کے لئے چمن زار میں کھلے ہوئے
 پھول، بند شگوفے، نسیم سحری کے جھونکے یہ سب کچھ کون کر رہا ہے؟ پوری کائنات کا رب یا
 ”ربنا“ کہیے اور ربوبیت کو اپنی طرف متوجہ کیجئے یہ دبا دل سے اٹھے گا تو ربوبیت آپ کی
 دھگیڑی کے لئے تیار ہوگی صرف زبان سے نکلے گا تو وہ بھی بے اثر نہیں۔ (امول موتی جلد ۱)

رات کے وقت گھر میں سورہ واقعہ

پڑھ لیجئے فاقہ نہیں آئے گا

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرض الوفا میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا آپ کو کیا شکایت ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اپنے گناہوں کی شکایت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں آپ کے لیے طیب کو نہ بلا لاؤں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا طیب ہی نے (یعنی اللہ ہی نے) تو مجھے بیمار کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں آپ کے لیے بیت المال سے عطیہ نہ مقرر کر دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ عطیہ آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کو مل جائے گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فاقہ کا ڈر ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو کہہ رکھا ہے کہ وہ ہر رات میں سورہ واقعہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی ہر رات سورہ واقعہ پڑھے گا اس پر کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ (ہذا عطیہ کی ضرورت نہیں)۔ (حیۃ الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۷۷)

ایک ہزار آیات پڑھنے کی فضیلت

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار آیتیں پڑھیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ لکھا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۹۷) اگر ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک چلہ میں سورۃ یٰسین کی روزانہ تلاوت کریں تو ان شاء اللہ یہ فضیلت ہمیں بھی حاصل ہو جائے گی۔ (مسند احمد)

حقوق العباد کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے، لیکن دیکھا کہ جس درجے کا ٹکٹ لیا ہوا ہے، اس میں تیل دھرنے کی جگہ نہیں، گاڑی روانہ ہونے والی تھی، اور اتنا وقت بھی نہ تھا کہ جا کر ٹکٹ تبدیل کروالیں، مجبوراً اوپر کے درجے کے ایک ڈبے میں سوار ہو گئے، خیال یہ تھا کہ ٹکٹ چیک کرنے والے آئیگا تو ٹکٹ تبدیل کرا لینگے، لیکن اتفاق سے پورے راستے کوئی ٹکٹ چیک کرنے والا نہ آیا، یہاں تک کہ منزل آ گئی، منزل پر اتر کر وہ سیدھے ٹکٹ گھر پہنچے، وہاں جا کر معلومات کیں کہ دونوں درجوں کے کرائے میں کتنا فرق ہے؟ پھر اتنی ہی قیمت کا ایک ٹکٹ وہاں سے خرید لیا، اور وہیں پر پھاڑ کر پھینک دیا، ریلوے کے جس ہندو افسر نے ٹکٹ دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ انہوں نے ٹکٹ پھاڑ کر پھینک دیا ہے تو اسے سخت حیرانی ہوئی، بلکہ ہوسکتا ہے کہ والد صاحب کی دماغی حالت پر بھی شبہ ہوا ہو، اس لئے اس نے باہر آ کر ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی کہ آپ نے ٹکٹ کیوں پھاڑا؟ والد صاحب نے اسے پورا واقعہ بتایا اور کہا کہ اوپر کے درجے میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ پیسے میرے ذمے رہ گئے تھے، ٹکٹ خرید کر میں نے یہ پیسے ریلوے کو پہنچا دیئے، اب یہ ٹکٹ بیکار تھا، اس لئے پھڑ دیا، وہ شخص کہنے لگا کہ ”مگر آپ تو اسٹیشن سے نکل آئے تھے، اب آپ سے کون زائد کرائے کا مطالبہ کر سکتا تھا؟“ والد صاحب نے جواب دیا کہ ”جی ہاں، انہوں میں تو اب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں تھا، لیکن جس حق دار کے حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو، اس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ ضرور کرتے ہیں، مجھے ایک دن ان کو منہ دکھانا ہے، اس لئے یہ کام ضرور کرنا تھا۔“

یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے اس دور کے ہیں جب برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی، اور مسلمانوں کے دل میں اس حکومت کے خلاف جو نفرت تھی وہ محتاج بیان نہیں، چنانچہ ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں، خود حضرت

مولانا تھانوی بریل اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی الگ حکومت ہونی چاہئے جس میں وہ غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد ہو کر شریعت کے مطابق اپنا کاروبار زندگی چلا سکیں، لیکن انگریز کی حکومت سے متنفر ہونے کے باوجود اس کے قائم کئے ہوئے محکمے سے تھوڑا سا فائدہ بھی مواد خدا کے بغیر حاصل کرنا انہیں منظور نہ تھا۔ (امدادی خطبات)

صحت کا عجیب نسخہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث فقیہ اور مجاہد تھے... ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا... میرے گھٹنے میں سات سال سے ایک پھوڑا نکلا ہوا ہے... خون رستا رہتا ہے... ہر طرح کا علاج کر چکا ہوں... بہت سے طبیبوں سے بھی رجوع کیا... لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا... جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پانی کی قلت ہو اور لوگ پانی کے ضرورت مند ہوں... وہاں جا کر ایک کنواں کھدواؤ... مجھے اُمید ہے... کہ وہاں پانی کا چشمہ جاری ہوگا تو تمہارا خون رُک جائے گا... اس شخص نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو تندرست ہو گیا..

یہ واقعہ علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے... اسے نقل کرنے کے بعد علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں... اسی جیسا ایک واقعہ ہمارے شیخ ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے... ان کے چہرے پر پھنسیاں نکل آئی تھیں... بہت سے علاج کیے... مگر پھنسیاں ختم نہیں ہوئیں... تقریباً سال بھر اس تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد وہ جمعہ کے دن امام ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچے اور ان سے دعا کی درخواست کی... امام صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے دعا کی... حاضرین نے آمین کہی... اگلے جمعہ ایک عورت نے امام صابونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک پرچہ بھجوایا... اس میں لکھا تھا کہ پچھلے جمعہ کو شیخ ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے صحت کے بعد میں گھر گئی وہاں جا کر بھی میں نے ان کی صحت کے لیے دعا کی...

اسی رات مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ

دہم نے مجھ سے فرمایا: ابو عبد اللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں کے لیے وسعت کے ساتھ پانی پہنچانے کا انتظام کریں۔ شیخ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پانی کی سبیل بنادی جس سے لوگ خوب پانی پیتے تھے۔ اس واقعہ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ شیخ کے چہرے پر شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ پھنسیاں ختم ہو گئیں اور چہرہ پہلے کی طرح صاف اور خوبصورت ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کئی سال زندہ رہے (حوالہ جوہر پارے)

حق تعالیٰ کی وسعت رحمت

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں۔ تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور پے پروا کر دوں۔ پس تم مجھ سے سوال کرو میں تم کو رزق عطا کر دوں گا۔ تم سب کے سب گنہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچالیا پس جو تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا۔

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو یہ متقی میری سلطنت اور حکومت میں ایک چھتر کے برابر بھی زیادتی نہیں کر سکتے۔

یعنی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان و جنات گنہگار اور فاسق ہو جائیں تو میری حکومت اور سلطنت میں سے یہ اجتماع ایک چھتر۔ پر کی برابر بھی کمی نہیں کر سکتا یعنی یہ سب فاسق اور گنہگار خدا کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب

انسان اور جنات ایک مقام پر جمع ہو کر ہر ایک اپنی اپنی آرزوئیں اور امیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کر دوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہوگی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھا لے اور اس پر کچھ نمی یا تری آ جائے۔

یہ اس لئے کہ میں جو دوسٹا کا مالک ہوں۔ سخاوت کرنے والا ہوں۔ اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں۔ میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے۔

جب میں کسی شئی کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ شے موجود ہو جاتی ہے۔ (امیر ترمذی ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔

قیامت میں دو شخص جب باقی رہ جائیں گے؟

حضرت عبادہ بن صامت اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کرے گا تو دو شخص باقی رہ جائیں گے۔

ارشاد حق ہو گا کہ ان دونوں کو آگ میں لے جاؤ ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوٹانے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہو گا کہ تو کیوں دیکھتا تھا؟

یہ عرض کرے گا الہی! مجھے تو یہ امید تھی کہ تو جنت میں داخل کرے گا۔ ارشاد ہو گا اس کو جنت میں داخل کرو جب جنت میں داخل ہونے کا حکم کر دیا جائے گا تو کہے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی دعوت کر دوں اور ان کو کھانا کھلاؤں تب بھی میری دولت میں کمی نہ آئے گی۔ (احمد)

[illegible]

پہرے کے عبادوں کی بات ہے یہاں سے محاکات کیلئے

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر مشتمل ۱۰۰ آیات مبارکہ کا خاص قرآنی عمل

دوران تلاوت جملہ کی زبانی لافنائے وہاں یہ تصویریات ہرگز پر جہاں میر و صاحب قومیت کی حالت رہا ہیں

اعوذ یا شہید من الشیطان الرجیم ﴿۱﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿۱﴾ وَابْتَغُوا لَهُ وَلِجَدِّ لَآئِلَہٗ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱﴾ اِنَّمَا اِلٰہُہٗ اِلَّا ہُوَ عَنِ شَیْءٍ مَّرَدُّ اِلَّا اِلَّا ہُوَ

سُبْحَہٗ وَرَاٰیَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ

اَیْدِیْہِمْ وَصَحِیفَتُہُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ سِوَہٗ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَہِیَہٗ کُرْسِیُّہٗ السَّمٰوٰتِ وَرَاٰیَہٗ

وَاَبْیَہٗ وَفِی جَنَّتِہُمَا وَہُوَ لَعَلَّ اَعْیُنَہُمْ ﴿۲﴾ اِنَّمَا اِلٰہُہٗ اِلَّا ہُوَ عَلٰی شَیْءٍ مُّرد ﴿۲﴾ اِنَّمَا اِلَّا ہُوَ

سَلْبَہٗ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَفِی السَّمَآءِ وَہُوَ الَّذِیْ یُفَصِّلُ سُحُوفَ السَّمَآءِ اَوْ یَجْعَلُہَا رَیْبَہٗ اِلَّا ہُوَ

الْعَزِیْزُ الْحَمِیْدُ ﴿۳﴾ شَہِدَہٗ شَہَدَہٗ اِلَّا ہُوَ وَہُوَ مُجِیْدٌ وَہُوَ اَعْلٰیہٗ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

رَسُوْلٌ اَشْہَدُ اَنْ لَّیْسَ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

وَرَسُوْلِہٖ اَمَّا الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمَتِہٖ وَابْتِغَاۃُ لِقَآئِہٖ یُتَدَوْنَ ﴿۱﴾ وَہَا اَمْرٌ وَّ اِلَّا

یَعْبُدُوْا اِلٰہَہَا وَاجِدًا اِلَّا اِلَّا ہُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرَکُوْنَ ﴿۱﴾ اِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ

اِلَّا اِلَّا ہُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱﴾ حَتّٰی اِذَا دَرَكَہُ الْعُرْقُ قَالَ اَمَنْتُ

اِلَّا اِلَّا ہُوَ اِلَّا الَّذِیْ اَمَنْتَ بِہٖ بَنُوْاۤ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

وَاعْلَمُوْا اَنَّہٗ اَنْزَلَ عَلَیْہِمُ الْوَحْیَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

اَمَّا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہَا اَسْمَآءُ یَتَطَلَّعُوْنَ عَلَیْہِہُمُ الَّذِیْ اَوْحٰی اِلَیْکَ وَہُمْ یُکْفَرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ

ہُوَ رَبِّیْ اِلَّا اِلَّا ہُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا ہُوَ

عَمَّا یُشْرَکُوْنَ یَنْزِلُ اِلَیْکَ بِالْوَحْیِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ اِنْ اَنْذَرُوْا اَنَّہٗ اِلَّا اِلَّا

۱۵ قَالَ لَقَدْ خَلَقْنَاكَ بِسُؤَالٍ نَجْعُوكَ إِلَىٰ نَعْلَامِهِ وَلَكِنْ كَثُرَ مِنَّا الْعَطَا لِيَتَّبِعُوا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ فَفَغْفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا الرَّحْمَٰنَ وَحُسْنَ رَآيٍ (سورہ ص) ۱۱ وَمِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن تَكُونُونَ تَعْبُدُونَ ۝
 فَإِن تَسْكُمُوا فَقَالَ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسْكُمُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ (سورہ جمہ)
 ۱۲ أَتَمَنُّونَ هَذَا الْعَمِيدَ فَجَاهِلُونَ ۝ وَتَخْشَعُونَ وَلَا تَكُونُونَ ۝ وَأَنْتُمْ سَاجِدُونَ ۝ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝ (سورہ اسراء)
 ۱۳ قَالُوا لَمْ يَلْبُثْ يُوتُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْمَعُونَ ۝ (سورہ انشقاق)
 ۱۴ فَلْيَدْعُوا بِآيَةِ الْكُرْبَانِ ۝ كَلَّا لَا تَتْلُوهُ ۝ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ (سورہ طلق)

ترجمہ: ۱۵۔ کہنے لگا کہ ہم نے تجھے سوالات سے پیدا کیا ہے لیکن زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کی پیروی کرتے ہیں۔ مگر ان کے علاوہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔ ۱۱۔ اور رات دن اور سورج و چاند کی تعظیم نہ کرو۔ اور اللہ کی تعظیم کرو جو انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر تم اللہ کی تعظیم نہ کرو گے تو اللہ تم سے نفرت کرے گا۔ ۱۲۔ تم اس عظیم نعمت کو جانتے ہو کہ تم اس پر کھڑے ہو اور اس پر سجدہ کرتے ہو۔ ۱۳۔ کہتے ہیں کہ یہ بڑا عظیم نعمت ہے۔ لیکن اگر تم اس پر کھڑے ہو گے تو تم اس پر سجدہ نہ کرو گے۔ ۱۴۔ کہتے ہیں کہ یہ بڑا عظیم نعمت ہے۔ لیکن اگر تم اس پر کھڑے ہو گے تو تم اس پر سجدہ نہ کرو گے۔

مناسب رشتہ کیلئے
 مجرب عمل
 جس کی کوشش کی طلب ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا کثرت سے پڑھے
 رَبِّ إِنِّي لَمَّا أَنزَلْتَ إِلَىٰ مِن خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝
 سورہ القصص، آیت ۲۴۔ اہل آل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ

اولاد کیلئے ایک مجرب عمل / جس کی کوئی اور دعا اس میں کی گئی ہے وہ بھی اس کی ایک کاپی ہے
 میں کہیں کہ میں کہیں یہ دعا آج پڑھا کر مجھے کھلی
 ترو... یہ آیت پڑھ کر بھوکے: وَشَمَاءُ بَنِيهَا يَأْتِيهِمْ وَإِنَّ السَّوْغَةَ ۝ (سورہ انعام)
 موت یہ آیت پڑھ کر بھوکے: وَالْأَرْضُ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۝ (آیت ۴۷-۴۸)
 باورانی کی فراغت کے بعد ہر عمل کو پڑھنا یا پھر ہر روز (آخری بار میں) پوری پڑھیں
 اس کے علاوہ طے پھرے یہ اللہ کے رسول یا کائناتی یا کائناتی یا کائناتی یا کائناتی پڑھیں۔
 اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا پڑھیں رَبِّ عَسَىٰ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةٌ طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ
 (صورہ آل عمران، آیت ۳۸-۳۹)۔ فضل قرآنی۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
 مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ
 يُؤْذِينِي
 اس دعا میں میری پناہ ہوتا ہوں! یا
 ہستی ہوں ایسے ہمارے
 مجھے تکلیف دے گا یا ہمارے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 اولاد کیلئے ایک مجرب عمل / جس کی کوئی اور دعا اس میں کی گئی ہے وہ بھی اس کی ایک کاپی ہے
 میں کہیں کہ میں کہیں یہ دعا آج پڑھا کر مجھے کھلی
 ترو... یہ آیت پڑھ کر بھوکے: وَشَمَاءُ بَنِيهَا يَأْتِيهِمْ وَإِنَّ السَّوْغَةَ ۝ (سورہ انعام)
 موت یہ آیت پڑھ کر بھوکے: وَالْأَرْضُ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۝ (آیت ۴۷-۴۸)
 باورانی کی فراغت کے بعد ہر عمل کو پڑھنا یا پھر ہر روز (آخری بار میں) پوری پڑھیں
 اس کے علاوہ طے پھرے یہ اللہ کے رسول یا کائناتی یا کائناتی یا کائناتی یا کائناتی پڑھیں۔
 اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا پڑھیں رَبِّ عَسَىٰ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةٌ طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ
 (صورہ آل عمران، آیت ۳۸-۳۹)۔ فضل قرآنی۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

ہر مشکل اور پریشانی
 سے نجات کیلئے نقش
 اس نقش کا نقش پڑھنے سے ہمیں
 آویزاں کرنے کیلئے ہے۔

آئیے! اصلاح معاشرہ کیلئے قدم بڑھائیے

قارئین محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج بخیر! امید ہے کہ آپ نے عمل کی مبارک نیت سے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کر لیا ہوگا۔ اللہ کے فضل و کرم سے ادارہ کی روز اول سے کوشش رہی ہے کہ اپنے تمام کرم فرما قارئین تک اسلاف و اکابر کی مستند کتب مناسب نرخ پر پہنچائی جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے موصول تنقید برائے اصلاح پر خوشی ہوگی اور اس کیلئے ادارہ آپ کی قیمتی رائے، مشورہ اور مفید بات کوئی الفور قابل عمل سمجھے گا۔ یقیناً کتب دیدیہ کو بہتر انداز میں اشاعت کیلئے آپ ہمارے معاون ثابت ہوں گے۔ امید ہے کہ جس جذبہ کے تحت یہ گزارش کی جا رہی ہے آپ تمام قارئین و قاریات اس پر عملی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیں ذیل میں دئے گئے سوالوں کے جوابات سے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

- ☆ آپ کو اس کتاب کا تعارف کیسے ہوا؟
- ☆ کیا آپ نے مطالعہ کے دوران کوئی حل طلب بات دیکھی تو آپ نے اسے سمجھنے کیلئے اپنے کسی قریبی مفتی صاحبان یا علماء کرام سے رجوع کیا؟
- ☆ اگر آپ یہ مفید کتاب اپنے دوست احباب، مسجد لاہری، سکول و کالج کیلئے بہترین تحفہ سمجھتے ہیں تو ان تک پہنچانے کیلئے آپ نے کیا کوشش کی؟
- ☆ کیا آپ اس کتاب کو دیگر رشتہ داروں تک پہنچا کر فریضہ تبلیغ ادا کر سکتے ہیں؟
- ☆ جبکہ یہ کتاب آپ کی طرف سے بہترین ہدیہ ہوگا جسے آپ کی ہر خلوص محبت کی علامت سمجھا جائے گا اس سلسلہ میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟
- ☆ اس کتاب کو پڑھ کر آپ نے کیا علمی و اصلاحی فائدہ محسوس کیا؟
- ☆ کیا آپ اس کتاب کے مصنف / مرتب / ناشر اور تمام مؤمنین و مؤمنات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں؟

دوران مطالعہ اگر کوئی غلطی آپ کی نظر سے گزری ہو تو ذیل کے چارٹ میں تحریر کر کے ادارہ کے ایڈریس پر روانہ فرمادیں آپ کی یہ کاوش صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

صفحہ نمبر	سطر نمبر	وضاحت

آپ کا ذاتی ایڈریس.....

مطالعہ کی جانیوالی کتاب کا نام.....

آپ کا رابطہ نمبر فون / موبائل.....

اصلاح معاشرہ کیلئے علم و عمل کی روشنی پھیلانے میں ہمارے معاون بنئے
ہمت کیجئے... اپنی نیک دعاؤں اور مفید مشوروں کے ذریعے ادارہ سے تعاون کیجئے

صرف فون کیجئے اور گھر بیٹھے تمام دینی کتب بذریعہ ڈاک حاصل کیجئے

0614540513
0614519240
0322-6180738

مدیریت
ادارہ تالیفات اشرفیہ
Email: taleefat@malwa.net.pk Ishaq90@hotmail.com
info@mahasineislam.com www.mahasineislam.com

ہماری جدید مطبوعات



www.taleefat.com
facebook.com/taleefat

لاکھوں میں بڑھا اور 20 سال سے مسلسل شائع ہونے والا اسلامی میگزین

ماہنامہ **محاسن اسلام**

شعبہ اسلام مشرقی محمد تقی عثمانی مدظلہ

مجموعہ علم و ادب

8556

8556